

بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ مَا سَأَلَ اللَّهُ لِقَوْلِهِ الْإِنشَاءِ يَا سَيِّدِي يَا قَتِيلِي
أَلَمْ يَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارَكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَارِ جَمِينِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِينِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَتَرَتِهِ يَوْمَ بَعْدِ وَكُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ وَبِعِدَّةِ خَلْقِكَ وَرِضَى نَفْسِكَ
وَرِغْمِ عَرَبِيَّتِكَ وَبِعِدَّةِ كَلِمَاتِكَ أَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ وَالْمُقَرَّبُ إِلَيْهِ
يَا مَعْنَى يَا قَتِيلِي

ذکر و طاعت و مشائخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ
صاحبزادی امیر خسرو سلیمان

بنت

حضرت محمد برکت علی لودھی پانوی مدرسہ عربیہ

المعلمین و الصالحین المقبولین بحمید و ابرار الاحسان فیصل آباد
سمنی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا شَاءَ اللَّهُ لَاقِقَةً الْآبَالَ اللَّهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعَدَّتْهُمْ بِعَدَدِ كُلِّ
مَعْلُوْمٍ لَكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضَىٰ نَفْسِكَ وَزِيْنَةِ عَرْشِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ أَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

ذِكْرُ وَطَاعَةُ

شَانِ رَسُوْلٍ ^{رُوِيَ نَدَاهُ} صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِلتَّقْسِيْمِ وَالتَّوْزِيْعِ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ
لِالتَّفَاعِ وَالتَّنْفَعِ

لِجَمِيْعِ اِمْتَرَسِيُوْلِنَا اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلِنَا

لِبرصَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - اٰمِيْن

مؤلف: جناب ذی امین اختر ملہا بنت حضرت محمد بركات علی لوہوہ لوی قس اعزیز

المقام: انجاف الصحاف المقبول لمصطفین کبریٰ الاحسان
بھندری روڈ
فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْآنَ عَلَیْكَ الْوَحْیَ الْوَحْدَیْ
 الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتِیْنَ وَیُحْیِی الْقُلُوبَ الْمَوْتِیَّاتِ
 بِتِلْكَ الْقَوْلِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

ذکر طاعت و شان رسول رُوحی فدائے اللہ وسلم

انتخاب از

مقالات حکمت جلد اول تا سی۔ ام

ترتیب و تزئین

صاحبزادی انیس اختر سلمہ اللہ بنت حضرت محمد برکت علی لودھیانوی قدس سرہ العزیز

اول	طبع
نثار آرٹ پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور	مطبع
کیمپ دارالاحسان، فیصل آباد	طابع
۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ ہجری المقدس	...	تاریخ طباعت

مقام اشاعت

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین

کیمپ دارالاحسان، سمندری روڈ، فیصل آباد، پاکستان۔ فون ۶۷۹۹۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرے نوالا اور مہربان ہے،



إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 (احزاب - ۵۶)
 بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبیِ اقدسؐ پر درود بھیجتے ہیں لے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور تسلیماً۔

ہدیہ عقیدت

میرے آقا و روحی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ مطلق کی ادا

زینتِ ارض و سماء

منظرِ ذاتِ ربِّ العلا

خواجہٴ دو سرا

بحرِ جود و سخا

ابرِ لطف و عطا

خوشِ خصال و ادا

حسنِ صبر و رضا

شاہدِ کبریا

سرورِ انبیاء

خاتمِ الانبیاء

قبلۂ انبیاء

کعبۂ اصفیاء

فقر کی انتہا

سرفرازِ رضا

تاجدارِ غناء

شاهِ والا نسب

بادشاهِ عجم

تاجدارِ عرب

سرورِ ذی حشم

بجز وجودِ کرم

پاسبانِ حرم

شاهِ ملکِ ارم

ساربانِ کرم

مهرِ لطفِ کرم

کانِ گنجِ نعم

امامِ الامم

شفیعِ الامم

امیرِ حرم

فضلِ اتم

حسنِ اتم

بندِ نواز

نورِ حجاز

صاحبِ لولاک

سائرِ افلاک

ہادی برحق
 رہبر برحق
 شافع محشر
 ساقی کوثر
 مالک کوثر
 خلق کے سرور
 نور مجسم
 نور دو عالم
 شمس الصبح
 بدر اللہ بے
 صدر العلیٰ
 نور الہدیٰ
 نجم الہدیٰ
 منبع الہدیٰ
 شفیع الوریٰ
 خیر الوریٰ
 نقش خرد
 نازِ احد
 شانِ ضمہ

مہرازل
 ماہِ بلد
 رشکِ ملائک
 نازِ بشر
 مونسِ انس و جاں
 حامیِ یتیمان
 ہادیِ گمراہاں
 رحمتِ دو جہاں
 سرِ کون و مکاں
 باعثِ کُن فکاں
 حاصلِ کُن فکاں
 دلبرِ قدسیاں
 مرسلِ مرسلان
 ماورائے گماں
 پر تو حسنِ حق
 والیِ بحرِ ویر
 رحمتِ بردگار
 فضلِ پروردگار

شاهدِ ذوالمنن

رونقِ انجمن

ساقی بزمِ حق

زینتِ میکہ

حسنِ جام و سیو

پیکرِ رنگ و بو

رہبرِ بے مثل

منظرِ عز و جل

میرے آقا و روحی فداہِ علیہ السلام

رونقِ افزائے بزمِ رسالت

مایوسوں میں حرفِ بشارت

ضمیرِ انساں کی بصیرت و بصارت

قائدِ مسلکِ وحدت

دو جہاں کے لیے آیہِ رحمت

فراز و شوکتِ بندگی

یقین و علم کی تازگی

کمالِ حق کی دلیل

ہدایت کا مہرِ منیر

حبیبِ ربِّ کبیر

جلال و جمال کا منظر

جلالِ خسرواں

جمالِ دلبراں

بدرِ منیر

عدیمِ النظیر

سیدُ الانام

خیرُ الانام

نورِ ازل

سرتاجِ رُسل

فصحِ البیاب

وحیدُ الزماں

حقیقت کی زباں

بے نشان کا تین نشان

وجہِ تخلیق کون و مکاں

سکوں کا ساحلِ بیخراں

چارہ سازِ غمِ نہاں

محبوبِ ربِّ دو جہاں

قائدِ علم و عرفاں

عشق کا سرمایہ حیات
 محبوبِ ربِّ کائنات
 قاسمِ الخیراتِ الحسانات
 صاحبِ جمعِ صفات
 حسن کا معیار
 خیر کا گلزار
 انیس الغریبین
 شفیع المذنبین
 شمس العارفین
 سراج الساکین
 رحمۃ للعالمین
 سیدِ الثقلین
 امامِ القبلتین
 سرورِ کونین
 محورِ کونین
 زینتِ کونین
 نورِ عین
 رحمتِ دارین
 سیدِ الحرمین

انوارِ یزدان
 روحِ ایمان
 جانِ ایمان
 سرِّ ایمان
 حیاتِ ایمان
 پناہِ عاصیان
 وسیلہٴ مجرمان
 مہرِ درختان
 نیرِ تابان
 ماہِ صوفیان
 تزئینِ گلستان
 روحِ صباء
 جانِ بہاراں
 سیدِ ذیشان
 سرِّ پنہاں
 حاملِ قرآن
 مشعلِ ایمان
 مصحفِ یزدان

فخرِ زمیں

فخرِ زمان

مہرِ ہدایت

ماہِ رسالت

زیبِ رسالت

فخرِ رسالت

شمعِ رسالت

فخرِ نبوت

پیکرِ رحمت

صاحبِ عظمت

میرے آقا و روحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

خلق کی ابتدا

خلق کی ابتدا

میرے آقا و روحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ہر ابتدا سے اول

ہر ابتدا سے آخر

○ حضرت عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبداللہ انصاریؒ

سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا: 'میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پہ فدا ہوں،

مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟
 آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جاہل! اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے
 تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور
 ہوا، سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھانہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی نہ فرشتہ
 تھانہ آسمان تھانہ زمین تھی نہ سورج تھانہ چاند تھانہ جن تھے اور نہ انسان۔
 پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔

ایک حصے سے قلم پیدا کیا

دوسرے حصے سے لوح

اور تیسرے سے عرش

پھر چوتھے حصے کو چار جزوں میں تقسیم کیا۔

پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔

دوسرے سے کرسی کو

تیسرے سے باقی تمام ملائکہ کو

پھر چوتھے جز کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پس

پہلے حصے سے آسمانوں کو پیدا کیا

دوسرے سے زمینوں کو

تیسرے سے جنت اور دوزخ کو

پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پس

پہلے حصے سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا

دوسرے سے ان کے دل کے نور کو جس سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے

تیسرے حصے سے ان کا نور، انس پیدا کیا، اور وہ توحید ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

(الانوار الحمدیہ من مواہب اللدنیہ مصری ص ۹، از امام قسطلانیؒ)

مرحبا مکرمنا مشرفا

حضورِ اقدسِ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا نور کائناتِ عالم کی ہر شے میں جلوہ گر ہے۔

عالم کی تخلیق میں اندھیرا اچھایا ہوا تھا،

نورِ محمدی ہی کے جلوہ سے اجالا ہوا۔

سورج کی ہیئت میں نورِ محمدی ہر وقت جلوہ گر رہتا ہے،

کوئی بھی شے او جھل نہیں رہتی۔

سورج کبھی غروب نہیں ہوتا، کسی نہ کسی عالم میں روشن رہتا ہے۔

قدرت کے تمام معجزات رسول اللہ ﷺ کے نوری وجود کے حکم کے

تابع ہوتے ہیں اور ان کا نور اس دنیا میں سورج کی اتھاہ گہرائیوں میں دیکھا جاسکتا ہے

بشرِ طیکہ وہ نظر اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقبولیت حاصل کیے ہوئے ہو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى بَدْرِ الْقَمَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نُورِ الظَّلَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مِفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الشَّفِيعِ فِي جَمِيعِ الْأَنَامِ

چاند کی چاندنی سے پھلوں میں رس پیدا ہوتے ہیں اور بدر التمام کی روشنی

سے مٹھاس۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى بَدْرِ التَّمَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نُورِ الظَّلَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مِفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الشَّفِيعِ فِي جَمِيعِ الْأَنَامِ

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک

مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبریل! تمہاری عمر کتنی

ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ خبر نہیں۔ میں اتنا جانتا

ہوں: چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکا کرتا تھا، میں نے اسے

بہتر ہزار دفعہ حکمتے دیکھا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے سن کر فرمایا:

’مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم، میں ہی وہ تارا ہوں‘

(تفسیر روح البیان جلد اول)

ف: ستر ہزار ضرب بہتر ہزار برابر ہے پانچ ارب اور چار کروڑ سال کے اور واضح ہو

کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے کوئی نوے پچانوے صدیاں گزری

ہیں۔

اللہ رب العالمین نے یہ دنیا اپنے حبیب اقدس ﷺ کے لیے اور انہیں اپنے

لیے پیدا فرمایا۔ اُن کے گھر کے ایک صاحب ابھی آتا باقی ہیں، اُن ہی کے انتظار میں

یہ دنیا باقی ہے۔

بلبل نے جسے جا کے گلستان میں دیکھا
ہم نے اسے ہر خارِ بیابان میں دیکھا
روشن ہے وہ ہر ایک ستارے میں زلیخا
جس نور کو تو نے مہِ کنعان میں دیکھا
برہم کرے جمعیتِ کونین جو پل میں
لٹکا وہ تری زلفِ پریشان میں دیکھا
میرے آقا رُحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! تیری ایک مسکراہٹ ہی نے بزمِ کونین کو
رونق بخشی ہوئی ہے۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، نہ یہ دنیا ہوتی نہ اس کے رنگ دیو۔

انہی کی بدولت تو یہ کائنات سجائی ہوئی ہے۔

تیری شان کے شایاں الفاظ نہیں ملتے.... چپ ہیں۔

اے اور نورِ مکمل (صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)! کائنات کی تخلیق کا مدعا تو ہی تو ہے!

جب بھی کسی نے پکارا

جب بھی کسی دل میں اترا

حال کر گیا، مالا مال کر گیا

بوستان بن گیا، داستان بن گیا

تمنا تھی کرنہ سکے۔ آخری یہ کہ سرکے بل چلتا ہوا جان کا ہدیہ پیش کروں۔

و یروی انه لما خلق الله تعالى
ادم عليه السلام الهمه ان قال يا
رب لم کنیتی ابا محمد؟ قال
الله يا ادم ارفع راسک فرفع
راسه فرای نور محمد ﷺ فی
سرادق العرش فقال يا رب ما هذا
النور؟ قال هذا نور نبی من
ذریتك اسمہ فی السماء احمد
و فی الارض محمد لو لا ہ ما
خلقتک و لا خلقت السماء و لا
ارضاً۔

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب
لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ
نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو
ان کے دل میں ڈالا کہ اے رب! تو نے
میری کنیت ابو محمد (ﷺ) کیوں رکھی
ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! اپنا
سر اٹھا۔ حضرت آدم نے اپنا سر اٹھایا تو
عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا
عرض کیا اے رب یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا
یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں
سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں
احمد (ﷺ) اور زمین میں محمد (ﷺ)
ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا
کرتا نہ آسمان کو اور نہ زمین کو۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۸)

سنت بنے، مہنت بنے اور میرے آقا رُوحی فدائے علیہ وسلم کے نور کی چمک
پا کر سورج کے مصداق بنے۔

تیری آمد ہی نے آدمیت کو انسانیت و بشریت کا شرف بخشا۔
کائنات کی ہر شے کا وجود حضور اقدس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
کے ظہور کی بدولت ہے۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ آسمان ہوتا نہ زمین، نہ حیوانات نہ
نباتات، نہ معدنیات نہ جمادات۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبریلؑ نے عرض کی حضور مجھے کچھ خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ

ترجمہ: 'چوتھے جناب میں ایک ستارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ چمکتے دیکھا ہے۔'

حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

وعزة ربی انا ذلك الكوكب

ترجمہ: 'مجھے میرے رب کی قسم ہے میں ہی وہ ستارہ ہوں۔'

(تفسیر روح البیان جلد اول)

جو نور اس دنیا کے پیدا ہونے سے بھی پہلے کروڑوں برس چمکتا رہا، کیا اب نہیں چمکتا؟ اس فکر پہ دنیا بھر کے مفکرین سب مل کر جتنا بھی فکر کریں، کم ہے۔ ماشاء اللہ!

حضور اقدس و اکمل و اجمل و اطیب و اطہر طہ لیس منزل مدثر
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کی شانِ اقدس غیر مسلم مفکروں کے
نزدیک:

نام لیو جس اچھر کا کریو چو گنتا

دو ملائو پنج گن کریو پینٹا سے دیو اڑا

جو پنج سو نو گن کریو اس میں دو دیو ملا

یہ معنی لولاک لما کے نانک دیے بتلا

ہے ذاتِ محمد ﷺ حاضر ناظر ہر شے میں ہر جا

کائناتِ عالم کی کسی بھی شے کا نام لیں پھر اجد کے حساب سے اس ترکیب سے ہر شے

کے عدد ۹۲ ہوں گے اور حضرت ”محمد ﷺ کے ۹۲ اعداد ہیں۔

سیدنا محمد ﷺ

۹۲

نام لیو جس اچھر کا کریو چو گنتا
دو ملائیو پیچ گن کریو میں سے دیو ازا
جو پے سو نو گن کریو اس میں دو دیو ملا
یہ معنی لولاک لما کے نانک دیے بتلا
ہے ذات محمد ﷺ حاضر ناظر ہر شے میں ہر جا

بلا گورونانک کے اس اشلوک میں لولاک لما خلقت الافلاک کی تشریح ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات عالم کائنات کی ہستی کا سبب ہے اور ہر شے اور ہر جگہ آپ ہی جلوہ فرما ہیں۔ کون دمکال کی کوئی بھی شے ایسی نہیں جس میں حضور اقدس ﷺ کا نور نہ ہو۔
حدیث قدسی ہے :

كنت كنزا مخفيا فاردت ان اظهر فخلقت الخلق
یعنی ’میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو خلقت کو پیدا کیا۔‘
مخلوق سے فردِ کامل مراد ہے اور وہ حضور اقدس ﷺ کی ذات پاک ہے کیونکہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کا نور پیدا کیا گیا تھا۔
○ حضرت جابرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! سب سے پہلے مولائے کریم نے کسے پیدا فرمایا؟ تو فرمایا:

یا جابر ان الله تعالى خلق قبل اے جابر! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر شے
 کل الاشیاء نور نبیک من نورہ و سے پہلے تمہارے نبی ﷺ کے نور کو پیدا
 لم یکن فی ذلک الوقت لوح و کیا اپنے نور سے اور اُس وقت نہ لوح تھی،
 لا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ آسمان، نہ
 ولا سماء ولا ارض ولا شمس و فرشتہ، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ
 لا قمر ولا جن ولا انس۔ جن، نہ انسان۔

(حجة الله على العالمين ص ۳۸)

میں نے اس لیے دنیا کو پیدا کیا کہ پہچانا جاؤں کون مجھے یاد کرتا ہے اور پیار
 کرتا ہے۔ میرے لیے جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

اللہ رب العالمین نے ارادتِ ازلی کے تحت کُل عالم کو پیدا کیا۔ عالم میں انبیاء
 علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین، مومنین و مسلمین، مشرکین و منافقین و کفار
 سبھی شامل ہیں۔

پھر اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا:

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

حضور اقدس ﷺ نے ارواح کی رہبری فرمائی اور بلیٰ کہنے کی تعلیم دی۔

سب نے یک زبان ہو کر اپنے رب کی ربوبیت کا اقرار کیا اور کہا بلیٰ یعنی یا اللہ بے شک
 تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر دنیا اور جو کچھ بھی اس دنیا میں ہے، پیدا فرما کر مخلوق کے سامنے
 پیش کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد ایک فقر اپنے قول پہ ثابت قدم رہا، باقی جس نے

بھی دنیا کی جس بھی چیز کو دیکھا، اس پہ فریفتہ ہو گیا۔ اپنا وعدہ بھول گیا۔ کوئی اقرار یا نہ رہا۔ فقر کو عشق کی رہبری حاصل تھی، اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ بالکل نہ ڈگمگایا۔

عشق نے فقر کو رب کا تعارف کر لیا۔ یہ تیرا رب ہے۔ یہی تیرا مالک اور یہی تیرا معبود ہے۔ کون و مکال کی ہر شے اسی کے قبضہ قدرت میں محکوم و مقدر ہے۔ تو اپنا رشتہ اپنے رب سے جوڑ، اس کے سوا ہر کسی سے توڑ اور یہ اس راہ کا وہ موڑ ہے جہاں پہنچ کر بندے کا گمراہ ہو جانا ایک معمولی بات ہے اور امکانی ہے۔ بڑے بڑے مسافر اس موڑ پہ اپنی منزلیں کھو بیٹھے۔ اللہ تجھے سیدھی راہ پہ رکھے۔ سیدھی راہ سنت کی راہ ہے۔

یہ سن کر فقر ہمہ تن و من اپنے معبود کی طرف متوجہ ہوا۔ دل و جان سے متوجہ ہوا۔ کسی اور طرف کبھی رخ نہ کیا۔ نہ ہی کسی سے کوئی دلچسپی لی۔ ایک مدت استغراق میں رہا حتیٰ کہ اسے کائنات کی ہر شے میں اپنے معبود ہی کا جلوہ نظر آنے لگا۔ پھر عشق نے عروسِ مملکت، عین النعیم، دائم النعیم حضور اقدس ﷺ کا تعارف کر لیا کہ یہ ہیں تیرے محسن اعظم، کل کائنات کے رسول اور تیرے رب کے حبیب، حبیب اقدس و اکمل اطیب و اطہر ﷺ۔ یہ سن کر فقر نے اپنے رب کے حضور میں دعا کی: اے میرے رب! اے میرے مالک! اے میرے معبود! مجھ کو تیرے حبیب ﷺ کی محبت عنایت ہو۔ یا حی یا قیوم آمین! طیب و مبارک محبت آمین! میرا یہ کاسہ تیرے حبیب ﷺ کی محبت سے سدا البریز رہے۔ آمین!

عبدالست کے بعد جب فقر کو رخصت کیا گیا، عشق ساتھ رخصت ہوا۔ عشق فقر کا امام ہے ہر جگہ ہر وقت ہر معاملے میں پوری رہنمائی کرتا ہے۔

یومِ السبت کے عمد کی یاد دلاتا رہتا ہے۔ یہ تیرا رب ہے، یہی تیرا مالک ہے اور یہی تیرا معبود ہے۔ اپنے رب کے حضور سجدہ کر۔

یہ تیرے رب کے حبیب ہیں ﷺ حبیبِ اقدس و اکمل احسن و اجمل، اطیب و اطهر، خاتم النبیین، شفیع اللذین، رحمۃ تلعلمین، نور من نور اللہ، عین النعیم۔

اگر یہ نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ یہ آسمان ہوتے نہ زمین، نہ چاند نہ سورج اور نہ ہی کچھ اور۔ ان کے حضور میں صلوٰۃ و سلام پیش کر۔ کل کائنات ان کے لیے ہے اور ان ہی کے نور سے بنی۔ فقر نے اللہ سے اللہ کے حبیب اقدس ﷺ کی محبت طلب کی اور یوں کی یا اللہ! مجھ کو تیرے حبیب اقدس ﷺ کی محبت عنایت ہو۔

محبت و فقر میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

محبت جب بھی آئی، اپنے ہمراہ فقر ہی کو لے کر آئی

محبت فقر کے بغیر کبھی نہ سچی

محبت..... فقر کی روح اور

فقر..... محبت کی آبرو

فقر کے جملہ مدارج میرے آقا و روحی فداہ ﷺ کی محبت ہی پہ موقوف ہوتے ہیں اور محبت.... الہی عنایت کے تابع۔ اور آپ ﷺ کی ہی محبت کی بدولت یہ کائنات معرض وجود میں آئی۔

کیا تجھے مطمئن کرنے کے لیے یہ کافی نہیں کہ اللہ کی خبر محمد ﷺ ہی نے

دی؟

خدائے ذوالجلال نے اپنے مبارک نام 'اللہ' سے اپنی مخلوق کو اپنے آخری نبی

اور پیارے حبیبِ اقدس ﷺ کی وساطت سے روشناس کروایا۔ یہ نام اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیگر تمام اسماء الحسنیٰ کو محیط ہے۔

کوئی بھی دوسرا نام جتنی دیگر الہامی کتب میں آیا ہے یا کسی بھی دیگر زبان میں خدائے تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں یا الوہیت کے کسی بھی معنی میں استعمال ہوا ہے، اس اسم مبارک یعنی 'اللہ' کی جامعیت، وسعت اور ہمہ گیریت کو نہیں پاسکتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان حضور اقدس ﷺ اور حضور اقدس ﷺ کا سب سے بڑا احسان توحید کا تعارف ہے۔ یعنی اللہ رب العالمین نے اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کو کل کائنات کا قیامت تک کے لیے خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور حضور اقدس ﷺ نے مخلوق کو خالق کی ذات و صفات سے متعارف فرمایا۔

کائنات کے محسنِ اعظم میرے آقا رُوحی فدائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے کائنات کو متعارف کرایا:

لا اله الا الله

له الملك

وله الحمد

لا شريك له

انت الحي القيوم

جناب رسول اللہ ﷺ نے ہی مخلوق کو توحید سے متعارف فرمایا۔ اس سے

افضل اور کیا مقام ہو سکتا ہے!

حضور اقدس ﷺ نے ہی فرمایا کہ یہ کلام قرآن کریم اللہ کی کلام ہے۔

وما علينا الا البلاغ

جناب حضور اقدس ﷺ نے دو باتوں کی تعلیم دی :

توحید و عملِ صالح

تیسری، حجتہ الوداع کے دن فرمایا :

’میں آخری نبی ہوں تم آخری امت۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔‘

گویا میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت۔ اور یہ شرف کسی اور امت کو نصیب نہیں ہوا۔

حضرت محمد ﷺ کل کائنات کے رسول ہیں۔

ہمارے رسول... ہمارے آقا رُوحی فداہ اللہ

اور یہ شرف کسی محبت ہی کی بنا پہ عنایت ہوتا ہے۔

اور یہ کلام اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔ ماشاء اللہ!

مبارکاً مکرماً مشرفاً

جس ذکر میں میرے آقا رُوحی فداہ اللہ کا ذکر نہیں ہوتا، فیض کا نام تک

نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ کے ذکر ہی کی بدولت بزمِ کونین پر کیف ہوئی۔

’جس نے تیرا ذکر کیا، گویا میرا ذکر کیا۔

جو مجھ سے محبت کرنا چاہتا ہے، میرے حبیب ﷺ سے کرے۔‘

سب سے پیارا نام کسی کے کسی کا پیارا نام ہوتا ہے۔

اپنے نام سے پیارا، پیارے کا نام ہوتا ہے۔

اپنی تعریف سے زیادہ دوست کی تعریف پسند تر ہوتی ہے۔

اپنی گستاخی کو کسی بھی خاطر میں نہیں لاتا البتہ اپنے دوست کی توہین کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

مانگنے والی چیز تو میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی محبت ہے۔ مانگنا ہی ہے تو اللہ سے حبیب ﷺ کی محبت مانگ۔

کسی بندے کا تجھ سے اور تیرے حبیب اقدس ﷺ سے محبت کرنا تیری اور تیرے حبیب اقدس ﷺ ہی کی محبت کی بدولت ہے ورنہ کہاں تو اور کہاں تیرے حبیب اقدس عروسِ مملکت ﷺ اور کہاں ہم گنہگار و خطا کار بندے!

جس بندے کو وہ اپنی محبت کے لیے مقبول فرما لیتے ہیں، ساری دنیا سے بالا تخت ہوتا ہے۔ جس دل میں وہ اپنی محبت بھر دیتے ہیں، پھر کسی کی بھی محبت اس دل میں سما نہیں سکتی۔ آپ کی محبت کا شمار دونوں عالم سے بے نیاز و بے گانہ کر دیتا ہے۔ اور یہ بندگی کا بلند ترین مقام ہے۔

اللہ واحد ہے، وحدہ لا شریک کا کسی کو شریک مت بنا۔
اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت کرنا اگر کسی کے نزدیک شرک ہے تو بندگی کسے کہتے ہیں؟

اللہ کے محبوب ہی نے تو مخلوق کو اللہ کی راہ بتائی!

وما علینا الا البلاغ

بندوں کو شعور بندگی میرے آقا روحی فدائے ﷺ کے درس ملا۔ جس نے جو

پایا، آپ ﷺ ہی کے فیض و کرم سے پایا۔

حضور اقدس واکمل، اطیب واطہر روحی فداہ علیہ السلام ہی بندے کو اللہ کے حضور میں حاضر ہونے اور شرفِ قبولیت پانے کے آداب و احکام سکھلا سکتے ہیں اور یہ بندوں پہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب اقدس علیہ السلام کو اپنی بارگاہ تک پہنچنے کی راہ کا رہنما بنایا ورنہ نہ معلوم ہم کہاں کہاں بھٹکتے پھرتے۔ گویا ہر کوئی ہر وقت اور ہر حال میں حضور اقدس علیہ السلام کی تعلیمات کا محتاج ہے اور کوئی ان علیہ السلام کی تعلیمات سے مستغنی نہیں اور نہ ہی کوئی ان علیہ السلام سے بے نیاز ہو کر بے نیاز (اللہ) کے حضور میں نیاز مند ہو سکتا ہے۔

ان علیہ السلام کی محبت کے بغیر زندگی کسی بھی کام کی نہیں۔ ان علیہ السلام کو پا کر ہی اللہ کو پایا۔ جس نے ان علیہ السلام کو نہیں پایا، اللہ کو بھی نہیں پایا۔

محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ ہر انسان میں کسی نہ کسی شکل میں ضرور پایا جاتا ہے۔ کسی کو مال و دولت سے محبت ہوتی ہے کسی کو قدرتی مناظر سے، کسی کو خوبصورت جانوروں سے، کسی کو اولاد سے، کسی کو والدین سے.... ماں کو بچے سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور چہ جب بھی کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے ماں کی محبت و شفقت غیر شعوری طور پہ ضرور یاد آتی ہے اور وہ ہائے ماں کہہ دیتا ہے اگرچہ اس کی ماں فوت ہو چکی ہو۔

سرکارِ دو جہاں حضرت محمد علیہ السلام کی محبت تو درنی لوری ہے۔

محبت کوئی عقلی چیز نہیں، اللہ کا پیدا کیا ہوا ایک لطیفہ ہے جو انسان کے دل پہ اترتا ہے اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ محبت دلوں کو ملا دینے والی ایک کشش ہے۔

محبت کا مقام اطاعت سے بھی زیادہ ہے۔ اگر محبت حقیقی معنوں میں ہو تو اطاعت خود بخود ہو جاتی ہے مگر اطاعت بغیر محبت کے بھی ہو سکتی ہے مثلاً کسی کا کوئی نوکر ہے وہ اپنے آقا کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسے اپنے آقا سے محبت ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آقا کے حکم پہ عمل تو کرتا ہو لیکن کسی دوسرے کے پاس جا کر اس کی بے ادبی کرتا ہو۔

اللہ نے ایک جگہ قرآن کریم میں حکم دیا:

اللہ کی اطاعت کرو۔ (النساء: ۵۹)

دوسری جگہ فرمایا:

مومن اللہ سے شدید محبت کرنے والے ہیں۔ (البقرة: ۱۶۵)

معلوم ہوا کہ اطاعت اور محبت علیحدہ علیحدہ دو مقام ہیں۔ محبت تو دلائل کی بھی محتاج نہیں۔ پھر جب اللہ کے محبوب محمد مصطفیٰ حضور اقدس ﷺ کی ہو..... جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اللہ کا نور) ہو گیا دو کمانون کی طرح اور (اللہ اور حضور اقدس ﷺ کے) درمیان کوئی فاصلہ باقی نہ رہا۔

نیز حدیث قدسی میں فرمایا:

○ لولاک لما خلقت الافلاک

کیا اب بھی کوئی کمی باقی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ان پہ ایمان لانے والوں کو ایسا گمان بھی نہ کرنا چاہیے۔ مولائے کریم رؤف الرحیم ﷺ کی بدولت ہی تو یہ ساری کائنات بنی! وہ ﷺ نہ ہوتے، کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ یہ زمین ہوتی نہ آسمان، نہ میں ہوتا نہ آپ۔ اللہ آپ کو فہم عنایت فرمائے اس مٹی میں انہی ﷺ کا نور جلوہ گر ہے، ہر جگہ

حاضر و ناظر۔ کوئی بھی جگہ ان کے نور سے خالی نہیں۔ ان ﷺ کی محبت ہی ہر نیکی کی جڑ اور ہر بدی کی بیج کنی ہے پس ہمیں حضور اقدس ﷺ کی ذات سے محبت کرنی چاہیے۔ ذات کے ساتھ ہی سب کچھ وابستہ ہوتا ہے۔ اسم بھی ذات کا ہوتا ہے، صفات بھی ذات ہوتی ہیں اور عمل بھی ذات کا ہوتا ہے۔

جب ہم اسم کو یاد کرتے ہیں تو اسم کے ذریعے ذات کو یاد کرتے ہیں۔ جب صفات کو یاد کرتے ہیں تو صفات کے ذریعے ذات کو یاد کرتے ہیں اور جب عمل کرتے ہیں تو عمل کے ذریعے ذات کو یاد کرتے ہیں۔ ذات کی یاد ان سب سے آگے ہے۔ یہ تینوں چیزیں ذات کی یاد کے ماتحت ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد میں کئی سال روتے رہے۔ وہ ان کی ذات سے محبت تھی نہ کہ اعمال سے۔ اگر یہ شرک ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے کبھی نہ کرتے، اللہ تعالیٰ انہیں منع فرمادیتے۔ نبی کریم ﷺ سے قریب ہونے کا ذریعہ ان کی ذات اقدس سے محبت ہے۔ کوئی جتنا رسول کریم ﷺ کے قریب ہو اسے اتنا ہی زیادہ اللہ کا قرب حاصل ہو۔ جو نبی کریم ﷺ سے دور ہے وہ اللہ سے دور ہے۔ چاہے کچھ بھی کرتا رہے، اسے اللہ کا کوئی پتہ نہ چلا۔

محبت اپنے محبوب پہ کسی بھی قسم کی نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ محبت کو تو محبوب کے عیوب بھی محاسن نظر آیا کرتے ہیں چہ جائیکہ جو ہے ہی بے عیب پھر اس پہ نکتہ چینی؟ توبہ توبہ....

میرادین میرے مولائے کریم رؤف الرحیم رُوحی فدائے علیہ وسلم کی غلامی اور

محبت ہی کا دوسرا نام ہے۔ دنیا میں جب بھی اللہ کا عذاب نازل ہوا، اللہ کے رسولوں کی توہین کے سبب ہوا۔

اللہ اپنے پیاروں کی توہین کبھی برداشت نہیں کرتا۔
اللہ کے پیاروں کی تعظیم خیر و برکت کا موجب ہے۔

جب بھی بندوں نے اللہ کے بچھے ہوئے کسی رسول کی نافرمانی، توہین، بے ادبی، ہتک، گستاخی یا کسی بھی قسم کی کوئی نازیبا حرکت کی، اللہ رب العالمین نے برداشت نہ کیا۔ اللہ غفور، حلیم، جواد، کریم، رؤف، رحیم ہے۔ پھر بھی اپنے کسی رسول کی شان میں ذرا سی بے ادبی کو معاف کرنا پسند نہیں فرماتا۔ قوم نے جب سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے تو اس حرکت سے درگزر نہ فرمایا اور ایک رسول کی اونٹنی کی بے حرمتی اور اذیت کے سبب ساری قوم پہ عذاب نازل ہوا حالانکہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم اللہ کو نہ مانتی تھی لیکن اس انکار کے سبب ان پہ عذاب نازل نہ ہوا، عذاب رسول کی توہین اور بے ادبی کے سبب ہوا۔
رسول اللہ کے دین کا امین ہوتا ہے۔

رسول کی توہین اور بے ادبی دین کی توہین اور
رسول کی تعظیم دین کی تعظیم اور دین کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔

انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے نام لے کر بار بار یہ تکرار کرنا کہ 'وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے، انہیں کسی بھی شے کی کوئی خبر نہیں، ادب و تعظیم کے منافی ہے۔ جیسے بادشاہ کے حضور میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ وہ ذریعہ کوئی چیز نہیں، اسے کوئی اختیار نہیں، جملہ امور بادشاہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور فلاں فلاں کچھ نہیں کر سکتے۔'

بھرے دربار میں ایسے کماؤزیر کی توہین ہے جسے بادشاہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ بادشاہ کے حضور میں کسی بھی درباری کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ بادشاہ کے حضور ہر کوئی سرنگوں ہوتا ہے۔ اس کے باوجود نام لے لے کر کسی کی نفی کرنا مخاطب کی توہین ہوتی ہے۔

بادشاہ ہی نے تو اپنے اختیارات وزیر کو بخشے ہوتے ہیں، ان کی نفی کیونکر کی جا سکتی ہے؟ امراء و وزراء اگرچہ بادشاہ نہیں ہوتے، بادشاہ کی رونق ہوتے ہیں۔ بادشاہ کی رونق انہی سے تو ہوتی ہے! اگر وہ نہ ہوں تو پھر بادشاہ کی کیا شان و شوکت ہو! اگرچہ بادشاہ کو سارے ملک کی حکومت حاصل ہوتی ہے پھر بھی بادشاہ اپنے اختیارات جسے چاہے بخش دے۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

والله المعطى وانا القاسم (صحیح بخاری جلد اول ص ۴۳۹)

اور اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

میرے آقا رُوحی فداہِ اللہ ﷺ کی کتنی بڑی شان ہے۔ دینے والے کے ساتھ تقسیم کرنے والا ہر وقت ضروری ہوتا ہے۔ جو نبی اس نے دیا اسی وقت اس نے تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ہر لمحہ ہر شے دیتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ تقسیم فرماتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ شب و روز جاری رہتا ہے۔

میرے آقا رُوحی فداہِ اللہ ﷺ حبیب اللہ ہیں اور حبیب غیر نہیں ہوتا۔

حبیب محبوب ہوتے ہیں اور شریک مغضوب۔

بادشاہو! یہ تیرے شریک نہیں، محبوب ہیں۔ تیرا جونا تیرے محبوب میں ہے، کمال ہے۔ محبوب شریک نہیں ہوتے، محبت کی آبرو ہوتے ہیں۔
اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
(الاحزاب: ۵۶)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے فرشتے (ہر وقت) نبی (کریم ﷺ) پہ درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ (ﷺ) پہ درود بھیجو اور خوب سلام۔

حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فدائے اللہ ﷺ کی شان اقدس میں ہم گنہگاروں کی ہر مدھیہ کلام شرک سے مبرا اور محبت پہ مبنی ہے۔ خاک کے اس ناچیز نے خالق و مالک کے حبیب کی کیا تعریف کرنی ہے، اس بچارے کے پاس کون سے الفاظ ہیں جو استعمال کرے!

شریعت کا احترام

طریقت کا اکرام

حقیقت کی تلاش

اور معرفت کی تمنا ہر طالب کی اصل منزل ہے اور حضور اقدس ﷺ کی سفارش، شفاعت، شفقت اور وسیلے کے بغیر کوئی بھی اس منزل کو کبھی عبور نہیں کر سکتا۔

جب تک تو میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ سے محبت نہیں کرتا، اللہ کو کبھی

نہیں پاسکتا۔

اللہ کے ذکر سے اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت سے اللہ کا ذکر جاری ہوتا ہے، دونوں لازم و ملزوم۔
تیرے ذکر کے سوا، کوئی اور ذکر، قابلِ ذکر نہیں ماسی طرح فکر۔
میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ ہی کے جو دو کرم سے تیرا ذکر و فکر جاری ہوتا ہے اور محبت ہی کی بدولت ہوتا ہے۔

ان ﷺ سے محبت ہی اللہ سے محبت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت

میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ سے محبت کا انب معمول۔

ایک ہی محبت کے دو نام ہیں :

اللہ سے محبت ... میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ سے محبت۔

اور میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ سے محبت ہی اللہ تبارک و تعالیٰ

کی محبت ہے۔

محبت ایک نام دو

جسے اللہ سے محبت نہیں اللہ کے حبیب (ﷺ) سے بھی نہیں۔

اللہ کی محبت کی بدولت اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت عنایت

ہوتی ہے۔

اے ہمتیں!

اچھی طرح ذہن نشین کر!

حضور اقدس ﷺ کی محبت ایمان کی اصل ہے۔

نیز فاعلم!

محبت کے قرب کے مدارج ایک سے نہیں ہوتے۔ نوبہ نو ہوتے ہیں اور نوع بہ نوع ہوتے ہیں۔ جامی و عامی میں مشرق و مغرب سا فرق ہوتا ہے، انیس بیس کا نہیں.... مشرق و مغرب کا۔

محبت کیف و مستی کی اصل اور روح ہے۔ کیف و مستی آپ ﷺ کی محبت پہ موقوف ہے۔ محبت کے بغیر دنیا میں کوئی کیف و مستی نہیں۔

حضور اقدس ﷺ کی محبت ہی انسانی زندگی کا حاصل ہے۔ محبت کے بغیر بھی کوئی عمل، عمل ہے؟

خشک، بے ذوق اور بے سرور

اور آپ ﷺ کی محبت سے؟

سرور و مخمور ماشاء اللہ!

یہ قول قلم پہ نہیں قلب پہ وارد وجود کر:

جس مجلس میں رونقِ بزمِ کونینِ ﷺ کی محفل نہیں ہوتی... نامکمل ہوتی ہے۔ بے کیف بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

تیری محبت کا باب ہر باب سے اولیٰ

تیرے حبیبِ ﷺ کی محبت کا تذکرہ:

سر اسرارِ رحمت

کیف و سرور

زندہ جاوید

سُرورِ سردی میرے آقا رُوحی فداہِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت کے نشے کا بھرا ہوا جام ہوتا ہے۔

سُرورِ سردی کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا... ہفت اقلیم کی شاہی بھی نہیں۔
بچتا ہو تو ہر شے بچ کر لے لیں۔ تاج و تخت تو ہوتے ہی کیا ہیں، جان تک دے کر لے لیں۔

تیری محبت کے فراق میں گھلنا اور

تیری محبت کے مزاج میں رہنا

نہ کچھ سننا، نہ کچھ کہنا، اے خسر و خواہاں جانم فداہِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دنیاۓ محبت کی مایہ ناز زندگی ہے۔

قیامت میں انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور ہم بھی ماشاء اللہ انہی کے ساتھ ہوں گے۔

روح و جان و مال قربان کر دینا، پھر بھی یہ کہنا محبت کا حق ادا نہیں ہوا، جان

جاناں کی محبت ہی کی ایک تشریح ہے۔

تیرے حبیبِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر تن من و دھن قربان کرنا

کسی بھی شے کو چا کر نہ رکھنا

سب کچھ انہی پہ وارد دینا،

ان کے لیے ہر شے ہار دینا،

ان کی یاد میں دن رات گھلنا،

لوٹ پوٹ ہوتے ہی رہنا،

در پہ نظریں جمائے رکھنا
محبت والے اسے عشق ہی کی تاثیر کہتے ہیں۔

اور جنت کسے کہتے ہیں؟

ان صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر جنت کیا جنت ہوگی!

ان کی جستجو میں رہنا

فراق میں جلنا، جنت سے بہتر

بن پائے چین نہ آئے۔

اس قسم کا شرک تو ہم ہر روز کرتے ہیں

باز نہیں رہتے

بتا تو سہی! ان کے بغیر بھی جنت، کیا جنت ہوگی!

اے ہمنش! ہر ایسے سوال کے جواب میں یہ کہہ

اگر میرے اللہ نے مجھے میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت کے جرم میں، تیرے خیال کے مطابق، دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا تو یہ کمینہ

اپنے محبوب کی محبت کو سینے میں چھپا کر لادھڑک دوزخ میں کود پڑے گا۔

نیز یہ کہا کرو کہ

حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے

نور پہ کوئی نار کبھی غالب نہیں آسکتی۔ میرے مولائے کریم عین النعم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

دوزخ کی آگ کو سرد کر دے گی۔ یہ خیال میرے ایمان کا وہ جزو ہے جسے کوئی دلیل بھی

بدل نہیں سکتی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت کو، اگرچہ رزائل و

کمین ہو، دوزخ نہیں جلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کی سچی و سچی محبت عنایت فرمائے۔
آمین! طیبِ دپاکِ محبت۔

جو عمل تیرے نزدیک جنمِ رسا ہے، میرے نزدیک جنت کی کلید۔
ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ نمازی کو نہ بخشے مگر محمد ﷺ کے غازی کو
ضرور بخشے گا۔ ماشاء اللہ!

عاشق کو جلانے کے لیے عشق کی تپش کافی ہوتی ہے۔ دوزخ میں جلانے کی
ضرورت نہیں۔

عاشقوں پہ دوزخ کی آگ حرام ہوتی ہے۔
اللہ رب العالمین کے حبیبِ اقدس ﷺ کے مہبان کو دوزخ کی آگ نہیں
جلا سکتی اور نہ ہی ان ﷺ سے ان کا دوزخ میں جلنا دیکھا جائے گا
اور دانشمندیوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

دلیل سے کوئی مطمئن ہونہ ہو،
محبت کبھی باز نہیں رہا کرتی
کچھ بھی کرنا پڑے، کر کے رہتی ہے

و ما علينا الا البلاغ

جب وہ کسی بھی دلیل پہ مطمئن نہ ہوئے اس نے یہ کہہ کر بات کو مات کر دیا
کہ اگر وہ اس کو ان کی محبت کے جرم کا مجرم قرار دے کر دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیں
گے تو وہ لادھڑک دوزخ میں کود جائے گا۔ پھٹک ان کی محبت کے جرم میں دوزخ میں
جانان کے بغیر جنت میں جانے سے کہیں بہتر ہے۔

تیری ایک نظر میری ساری زندگی کے لیے کافی ہے۔
 محبت، قبولیت پہ موقوف نہیں ہوتی، ہر حال میں ہوتی ہے۔
 محبت بولی.... مجھے کسی سے بھی کوئی محبت نہیں مگر تیرے لیے اور ان کے
 لیے۔ و ماعلینا الا البلاغ

محبت کی قید اگر کسی خوش نصیب کو اس آجائے، اس سے فزوں تر کوئی فیض
 نہیں اور اس زندگی سے اعلیٰ کوئی زندگی نہیں۔ زندگی نے پیدا ہونے کا حق ادا کر دیا۔
 محبت کی قید.... بن باس

اسکے پاس محبت تھی، اور کچھ بھی نہ تھا، گویا سب کچھ تھا۔
 تیرے پاس سب کچھ ہے، ایک محبت نہیں، گویا کچھ بھی نہیں۔
 محبت کو حبیب کا ذکر محبوب ہوتا ہے۔

محبت کا اپنے حبیب کے ذکر کو اپنے ذکر پہ ترجیح دینا محبت کا بنیادی اصول ہے۔
 محبوب کی ہر ادا، حسین ہو یا قبیح، محبت کو حسن ہی کی ایک قسم معلوم ہوا کرتی

ہے۔

آج تک کسی بھی محبت نے اپنے محبوب کی کسی بھی ادا پہ کبھی نکتہ چینی نہیں

کی۔

حال و افعال کا نکتہ چینی سب کچھ ہو سکتا ہے، محبت کا محبوب یا محبوب کا محبت
 کبھی نہیں ہو سکتا اور محبت اسے کبھی قبول نہیں کرتی۔

نکتہ چینی اتفاق کی ضد ہے اور نکتہ چینی کسی نکتہ پہ کبھی متفق نہیں ہوتا۔

حش کی کوئی منزل نہیں ہوتی اور کسی نتیجہ پہ نہیں پہنچا کرتی۔ اللہ کے بندے بھی بھلا احاث میں الجھا کرتے ہیں!

حش کر کے دیکھ لو، کوئی بھی معاملہ کبھی حل نہ ہوگا۔ معاملات محبت سے حل ہوتے ہیں، حش سے نہیں۔

دین اسلام میں فتوحات و اصلاحات و اشاعت میرے آقا رحیمی فدائے عالمین ہی کی محبت کی بدولت ہوئیں، ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔

حش جب بھی کہیں داخل ہوئی، رحمت رخصت ہوئی۔

معترض کو کبھی کوئی مطمئن نہیں کر سکتا۔

بات بات پہ اعتراض ہی معترض کی منزل ہوتی ہے۔

چودہ سو سال گزر چکے، قیامت قریب آچلی، لیکن ابھی تک ہم اپنے آقا مولا رحیمی فدائے عالمین کی شان پہ متفق نہیں، اور کس پہ ہو سکتے ہیں؟

ہمارا اپنے محسن اعظم صلوات اللہ علیہ کی شان میں حش کرنا ہماری بہت بڑی کمی اور بہت کم نصیبی ہے۔ اللہ رب العالمین کے حبیب صلوات اللہ علیہ کی کیا شان ہوگی اور کون بیان کر سکتا ہے؟

نبوت و رسالت کے مدارج ہمارے فہم و ادراک میں پوری طرح نہیں آ سکتے۔ ہمارے قیاس و گمان سے کہیں اولیٰ و بالا ہیں، پھر ہم نبوت و رسالت کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں!

ہر محبت اپنے حبیب کی تعریف پہ خوش اور نکتہ چینی پہ ناخوش ہوا کرتا ہے اگرچہ مجھذا ہو۔

اللہ رب العالمین کے حبیب رحمۃ للعالمین صلوات اللہ علیہ کی شان کے تو کیا کہنے!

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاكرام! ہمیں اپنے حبیب
 اقدس ﷺ کی شان و سیرت بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرما، آمین!
 میرے آقا و وحی فداہ ﷺ کی شان و سیرت کا تذکرہ کسی بھی انداز میں محبت
 کے منافی نہیں۔

’عید میلاد النبی ﷺ‘ شان و سیرت ہی کا تذکرہ ہے۔
 میرے آقا و وحی فداہ ﷺ کا تذکرہ، اگر روز بھی ہو اور ہر لمحہ ہو، نور علی
 نور ہے۔

جب بھی دنیا کسی ابتلا میں مبتلا ہوئی حضور اقدس ﷺ کی شان و سیرت کے
 تذکرے ہی کی بدولت اس نے نجات پائی۔ بیشک شان و سیرت کا تذکرہ آفات و بلیات
 کے دفعیہ کے لیے انب معمول ہے۔ اللہ رب العالمین بھلا کبھی اپنے حبیب
 اقدس ﷺ کی شان و سیرت کے تذکرے کو نظر انداز فرما سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔
 جس مطلب کے لیے بھی کیا جائے، پورا ہوتا ہے!

شان و سیرت کا تذکرہ اللہ کی رحمت و برکت کے نزول کا موجب ہوتا ہے اور
 اکرم الاکرمین کا یہ اصول ازلی و لبدی ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ یا حی یا قیوم
 ساٹھ سال گزرے، ہندوستان پلگ کی لپیٹ میں آگیا۔ لوگ گھروں کو
 چھوڑ کر کھیتوں میں جا بسے۔ چیت پساکھ کا موسم تھا۔ رات کو پھوڑا نکلتا اور مریض صبح کو
 چل بست۔ ابھی اس کو دفن کر ہی رہے ہوتے کہ دوسرے کی سنوائی آجاتی۔ گویا گھروں
 کے گھر خالی ہو گئے۔ کوئی جنازہ پڑھانے والا بھی نہ ملتا۔ ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوئی
 تھی۔ انگریز حکماء نے ہر تذکرہ کیا مگر ناکام رہے۔

جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی، ایک بندہ اللہ کے ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اس دباء کا تدارک فرمائیں۔ پوچھا... کس دباء کا تدارک کریں؟.... کہا پلیگ کا! فرمایا دباء کون نازل کرتا ہے؟ عرض کیا اللہ!.... فرمایا اللہ تو اپنی مخلوق پر ماں سے سونگنا زیادہ مہربان ہے پھر یہ نزول کیوں؟

جب دنیا میں دنیا کے خالق و مالک کی مرضی کے خلاف ایسے کام ہوتے ہیں جنہیں کہ رحمت نظر انداز نہیں کر سکتی اور اگر ان کا تدارک نہ کیا جائے اور نظام کائنات درہم برہم ہونے کا خطرہ ہو، اس وقت عبرت کے لیے دباء کا نزول حکمتِ الہی یہ مہنی ہوتا ہے اور وہ دباء اپنی آغوش میں رحمتیں لیے ہوتی ہے۔

اس لیے اس کے نزدیک اس کا اگر کوئی حل ہے تو اللہ کے حبیبِ اقدس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان و سیرت کا تذکرہ کیا جائے۔ جہاں کہیں اللہ کے حبیبِ اقدس ﷺ کا ذکر ہو، رحمت نازل ہوتی ہے۔ رحمت دباء کی ضد ہے۔

اللہ رب العالمین نے اپنے ایک بندے کو اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کی شان و سیرت کے میان کی توفیق عنایت فرما کر دباء کو رد فرمادیا۔

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کی شان و سیرت کا تذکرہ بے حد مقبول و محبوب ہے۔

میرے آقا میرے مولا، میرے دلبر، میرے جانی حضورِ اقدس و اکمل اطیب و اطہر روحی فدائے اللہ ﷺ کی شان و سیرت کا کوئی جزو، اگرچہ ایک سطر ہو، جس کسی کو لکھنے کی سعادت ملی خوش نصیبی کی حد ہے۔

دنیاۓ دُوں کی فرہنگ ختم ہو تو ہو.... میرے مولائے کریم رؤف رحیم ط،
 یس، طس، خم ﷺ کی شان و سیرت کسی کے بھی احاطہ تحریر میں کما حقہ نہیں آسکتی۔
 نبوت کی شان و سیرت تو کجا میرے آقا، میرے مولا، میرے دلبر، میرے
 جانی ﷺ کے ایک مَوئے مبارک کی برکات کی تشریح محال ہے۔
 فصاحت حضور اقدس ﷺ کے پسینہ مبارک کے فضائل پہ پہنچ کر دم توڑ
 دیتی ہے۔

○ حضرت ابو حفص عمر بن الحسین سر قدیٰ اپنی کتاب رونق المجالس میں
 روایت کرتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا۔ اس کا انتقال ہوا اس
 کے دو بچے تھے میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا لیکن ترکہ میں حضور
 اقدس ﷺ کے تین بال مبارک بھی موجود تھے ایک ایک دونوں نے لے لیا۔
 تیسرے بال پر بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں چھوٹے بھائی نے کہا
 ہر گز نہیں۔ اللہ کی قسم! حضور اقدس ﷺ کے مَوئے مبارک کو کاٹا نہیں جا سکتا۔
 بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تینوں بال تولے لے اور سارا مال
 میرے حصے میں لگا دے؟

چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور
 چھوٹے بھائی نے تینوں مَوئے مبارک لے لیے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا،
 بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کیا کرتا اور درود شریف پڑھتا۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت
 زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے

بعض نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور اقدس ﷺ کی بھی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس قبر کے پاس بیٹھ جائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے۔ پھر لوگ اس کی قبر کا قصد کرتے تھے حتیٰ کہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ہر وہ سوار جو اس کی قبر کے پاس سے گزرتا تھا وہ (احتراماً) اپنی سواری سے اتر پڑتا تھا اور پیدل چلتا تھا۔

(القول البدیع ص ۹۶-۹۷)

حضرت بابا صاحب فرید الدین گنج شکرؒ نے درویشی کے ستر ہزار مقامات، میان فرمائے اور عرشِ عظیم پہ حاضری کو پہلا مقام فرمایا۔ یقیناً ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہرگز نہیں کر سکتے، پھر بھی درویشی میں پہلا نمبر رکھتے ہیں! حاصل یہ کہ ہم درویشی کے مقامات سے بے خبر ہیں، نبوت کے مقامات و مدارج کو کیونکر ادراک میں لا سکتے ہیں!

مدارجِ نبوت ہماری سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں اور ہم اس عقل سے ان درجات و مقامات کو کبھی سمجھ نہیں سکتے۔

جتنے کمالات انبیاءِ علیہم السلام میں تھے، وہ تمام اور ان کے علاوہ بے شمار کمالات ہمارے حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ باہر کات میں ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے کمالات کی پوری جھلک آپ ﷺ کی ساری امت میں موجود ہے۔

ایک نے کہا کہ وہ کسی بھی منصب پہ فائز نہیں، اللہ کے لطف و کرم سے وہ زمین کے جس بھی خطہ میں چاہے جا سکتا ہے اور جہاں بھی وہ چاہے ذکرِ الہی کر سکتا ہے اگرچہ ایک جگہ سے دوسری اور دوسری سے تیسری جگہ دم بھر میں منتقل ہو۔
ف: کوئی کس کس بات کی تصدیق کرے گا۔ مخفی امور مرفوع القلم ہوتے ہیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ

ایک بندے نے بتایا کہ ایک دن شوق نے اسے گد گد لیا، ہمہ تن اشتیاق بن کر ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ادھر ادھر دیکھا تو اس کی بود و باش و مشروبات دیکھ کر پچھتا گیا کہ وہ کیوں یہاں آیا اور خیالات کی رو میں بہہ نکلا۔ جب اس نے اپنا خیال مکمل کر لیا، میزبان اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا، اٹھا اور اپنی گھاس پھونس کی کلی کی مشرقی جانب ایک شگاف کر دیا اور اپنے مہمان کو بازو سے پکڑا اور اس کا سر شگاف کے اندر کر دیا۔ اس نے بتایا کہ جو نمئی اس نے شگاف کے اندر سے باہر جھانکا، اپنے تئیں روضہ اطہر کی جالی کے سامنے پایا۔ کچکی طاری ہوئی، وجد آنے لگا مگر میزبان نے اسے پکڑ کر واپس نیچے بٹھا دیا۔ راقم نے جیسے سنا، سنا دیا واللہ اعلم بالصواب۔

راوی کو جنت البقیع میں مقام نصیب ہوا۔

معلوم ہوا اکتسابیت محدود اور فیضانِ نبوت لا محدود ہیں۔ ادراک میں آسکتے ہیں نہ احاطہ تحریر میں۔

ایک خاتون ڈاکٹر مدینہ منورہ میں تعینات ہوئیں۔ چند دن بعد ان کی وہاں سے تبدیلی کے احکام جاری ہوئے۔ وہ حضور اقدس ﷺ کی جالی مبارک پہ حاضر ہوئیں۔ آبدیدہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! حضور نے احقرہ کو پسند نہیں فرمایا جو آتے ہی تبدیل کر دی گئی۔ محترمہ خاتون نے بتایا کہ ابھی وہ جالی مبارک سے ہٹی نہ تھی کہ ایک قاصد ایک حمنامہ لے کر حاضر ہوا کہ آپ کی بدلی روک دی گئی۔

ماشاء اللہ!

اس نے مزید کہا کہ ایک پہرے دار اسے جالی مبارک کے سامنے کھڑا ہونے

سے روکا کرتا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ 'یا رسول اللہ ﷺ! یہ پہرے دار اگر بیمار ہو کر میرے ہسپتال میں آئے تو میں اس پہ تیمارداری کا احسان کروں۔ اسی دن وہ پچھارہ بیمار ہو کر انہی کے زیر علاج آیا۔ اسے ہدایت کی گئی ایسی دعائیں وہاں مت مانگا کر۔ ان کے در سے مانگنے کی اگر کوئی چیز ہے تو ان کی محبت ہے۔ طیب و مبارک محبت۔
یہ کہہ :

حضور اقدس اکمل و اجمل، اطیب و اطہر ﷺ سے

عشق میرا مذہب

محبت میری ملت اور

اتباع میری منزل ہے۔

عشق ایک جہان ہے جہاں کوئی دوسرا نہیں سما سکتا۔

عشق ایک حال ہے جو کبھی بدل نہیں سکتا

عشق ایک نشہ ہے جو کبھی اتر نہیں سکتا

عشق جب فراق کی آگ میں جل جاتا ہے، جمال ووصال سے بے نیاز ہو جاتا

ہے اور جمال ووصال سے بے نیازی عشق کا وہ بلند مقام ہے جس پر جبرئیل

علیہ السلام کو بھی گزر نہیں۔

عشق صورتِ اسرافیل سے بے پرواہ اور حیات و ممات کی قید سے کلیتاً آزاد ہے۔

عشق لدی حیات کا امین ہے۔

بے رخی عشق کی ادالور بے قراری عطا ہے

عشق ہستی کی وہ مستی ہے جس کے بغیر دل کی بستی کبھی نہیں بستی۔

اگر عشق نہ ہوتا ہرگز کوئین میں کوئی کیف نہ ہوتا۔ عشق کی تپش کوئین کی روحِ رواں ہے۔

عشق ایک مذہب ہے اور کوئی اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا!
اے ہمیشین!

قُلْ عِشْقُ مُحَمَّدٍ مَذْهَبِي

وَ حُبُّهُ مِلَّتِي

وَ طَاعَتُهُ مَنَزِلِي

یعنی یہ کہہ.... حضور اقدس ﷺ سے عشق میرا مذہب، محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے۔

مذہب کوئی معمولی چیز ہوتا ہے!

پھر ان کا!

حضور اقدس و اکمل، الطیب و اطہر

اکرم و اجمل، جناب سرورِ کائنات

فخرِ موجودات، سید الکونین، سید المرسلین

خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، شفیع اللذنین

شفیع الامم، شفیع الامت، صاحب الجود و الکرم،

عاصم المطہرہ، نبی الخاتم، رسول الآخر،

صاحب تيجان المقرین، راحت قلوب المؤمنین

حبیب رب العالمین، مصباح المقرین، محبت العاشقین

محبوب الطالین العارفين، سراج السالکین، ماوانا و ملجانا
 سیدنا و سیدنا، نبینا و رسولنا،
 مولانا و حبیبنا و محبوبنا محمد بن المصطفیٰ احمد بن المجتبیٰ
 محمد بن النبی الامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
 کی بے حد عقدہ کشائی کی دلربائی اور دل آویز پذیرائی کا شکریہ۔
 شکریہ، لائقہ ادبار شکریہ۔
 بار بار شکریہ۔ لگاتار شکریہ تا دوام قیام۔

حضور اقدس ﷺ کے ان اسمائے طیبہ پر غور فرما،
 ماشاء اللہ عقدہ حل :

سیدنا اَوَّلٌ ﷺ

سیدنا اٰخِرٌ ﷺ

سیدنا ظاہِرٌ ﷺ

سیدنا باطنٌ ﷺ

سیدنا قَرِيبٌ ﷺ

سیدنا رَحْمَةٌ ﷺ

سیدنا رَءُوفٌ ﷺ

سیدنا رَحِيمٌ ﷺ

سیدنا جَوَادٌ ﷺ

سیدنا کریم ﷺ

سیدنا مختار ﷺ

سیدنا قاسم ﷺ

○

حاضر تو کبھی غیر حاضر بھی ہو سکتا ہے،

حضور اقدس ﷺ شاہد و مشہود ہیں۔

سیدنا قریب ﷺ کا یہ مطلب ہے کہ عرش اعلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ کی

ہر شے میرے آقا و رحیمی فداہ ﷺ کے سامنے حاضر و ناظر، شاہد و مشہود ہے۔

کوئی بھی شے اوجھل نہیں۔ ماشاء اللہ۔

حضور اقدس رحمتہ للعالمین ﷺ فخر موجودات (کانور) ہر موجود میں

موجود اور ہر موجود کے شاہد ہیں۔

میرے آقا و رحیمی فداہ ﷺ کل کائنات کے شاہد و مشہود ہیں۔

شہادت کے تمام مراتب شاہد و مشہود میں موجود ہوتے ہیں۔

تیرے اور میرے آقا و رحیمی فداہ ﷺ کے امر بالمعروف کی شہادت کائنات

کی شہادت ہوتی ہے۔

قرآن کریم اور حدیث مطہرہ بار بار پڑھنے سے کوئی نہیں اکتاتا۔ گویا اپنا کلام

آپ ہی پڑھو رہے ہیں اور سکھارہے ہیں۔ کوئی شک نہیں۔

اپنا کلام اپنے ہی ہاتھوں سے لکھو رہے ہیں۔ اور شاہد کسے کہتے ہیں؟

حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر ﷺ شاہد و شہید ہیں اور نظام

قدرت و کائنات دونوں میں حضور اقدس ﷺ کا حاضر ہونا ضروری بات ہے۔ جو چیز حاضر نہ ہو وہ شاہد و شہید کیسے ہو سکتی ہے؟ شاہد و شہید وہی کہلا سکتا ہے جو وقوعہ کے موقع پہ حاضر ہو۔

حضور اقدس و اکمل و اجمل و اطیب و اطہر ﷺ وکیل ہیں۔ کل کائنات کے وکیل۔ اور وکیل کو اپنے مقدموں کی روئیداد کا پورا علم ہوتا ہے۔

سیدنا مُطِيعٌ ﷺ

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ ﷺ

اللہ کے مطیع ہیں اور کل کائنات ان ﷺ کی

سیدنا مُطَهَّرٌ ﷺ

مطہر پاک کیا کرتی ہے

عصا مطہر میں شامل ہے

سیدنا کَلِيمٌ ﷺ

کسی روح کا ہمکلامی سے مشرف ہونا

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ ﷺ ہی کی ہمکلامی کی بدولت ہوتا ہے

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی باری آئی تو فرمایا یہ آواز تو میں نے

طور پر سنی تھی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کہا

لَنْ تَرَانِي

حضور اقدس ﷺ سے فرمایا

قَابَ قَوْسَيْنِ

غزوہ بدر دنیائے اسلام کی پہلی جنگ تھی جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں لڑی گئی اور میرے آقا رُوحی فدائے اللہ ﷺ اسلامی لشکر کے پہلے جرنیل تھے۔

سیدنا حسیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم حساب میں صفر

کرم کے منتظر

حسیب صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ ﷺ!

ہم خاک نشینوں کا کسی نے کیا حساب لینا ہے۔ کوئی بھی عمل میزان کے اعتبار سے معیاری نہیں۔ ناقص، بودا.... کسی بھی کام کا نہیں، فضل و کرم ہی کا محتاج ہے۔ حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر ﷺ کریم ہیں۔

کریم وہ ہے جس سے جو مانگا جائے، دے۔

جب مانگا جائے، دے۔

جتنا مانگا جائے، دے۔

ضرورت سے زیادہ دے۔

ہر وقت دے، ہر کسی کو دے۔

کریم کے کرم کا دروازہ ہر کسی کے لیے اور ہر وقت کھلا رہے۔
کبھی بند نہ ہو اور نہ ہی کبھی تنگ ہو۔

میرے اللہ کریم ہیں

اللہ کے حبیبِ اقدس بھی کریم ہیں
اللہ کی کتابِ قرآنِ عظیم بھی کریم ہے

ایک بندہ اور تین کریم الحمد للہ۔ کیا بندے کے لیے یہ کافی نہیں؟
تیرے کرم کی وسعت انسانی فہم و ادراک سے درمیٰ الوریٰ ہے۔
کریم تین ہیں :

اللہ کریم

رسول کریم ﷺ

قرآن کریم

مجالسِ ذکرِ الہی میں یہ عمل رائج کرو :

سَيِّدَنَا كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مبارکاً مکرماً مشرفاً

’سیدنا کریم ﷺ‘ کے اور اد میں اضافہ پہ شیطان ضرور رویا ہو گا کہ بندہ نے

تمام امور کرم کی طرف منسوب کر دیے! بڑا جھنجھلایا ہو گا۔ بے شمار تاویلات پیش

کرنے کی حتی الامکان ہر کوشش کی ہو گی۔ تھک ہار کر بیٹھ گیا ہو گا اب کیا کرے؟

قاری نے ساری راہیں بند کر دیں۔

لُفتِ کرم کی تشریح سے عاجز۔

کریم کا کرم ہر وقت ہر حال میں جاری۔

جب کوئی بھی کامیاب ہوتے نہ دیکھا، غیرت جوش میں آئی۔ ایک معمولی سے طالب علم کو میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام نے یومیہ دلائل الخیرات کا دان دے کر درس کا کفارہ کیا۔ یہ بھی ان ہی کا فیض تھا گویا سب دھونے دھل گئے!

کرم سے فیض اور فیض کرم ہے

يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ أَكْرَمَنِي بِجَاهِ سَيِّدِ الْأَكْرَمِينَ (ﷺ) آمین!

کرم جس بھی کسی مقام پہ نازل ہوا، مکرم بنا۔

جس بھی من میں وارد ہوا، مہک اٹھا۔

اور جس بھی تن میں وارد ہوا، چمک اٹھا۔

کرم نے جب بھی کریم کو پکارا، آنکھ تک جھپکنے نہ دی۔

کریم سے مانگ کر ماسوا سے مستغنی وبے نیاز ہوا۔

تجدیدِ مایہ ناز اور او:

سَيِّدِنَا كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

کثرت کی تعداد قوت و توفیق پہ موقوف

درجہ بدرجہ سو سے سو الاکھ مرتبہ

ماشاء اللہ مبارکاً مکرماً مشرفاً

کریم

کریم	اللہ
کریم	رسول ﷺ
کریم	قرآن
کریم	عرش

کرم ہر چہار میں جاری، ساری اور طاری

سائل..... کرم کو کرم پہ مائل کر دیتا ہے۔

منگتے کو خیر پانا کرم ہے اور کرم اکرم الاکرمین ہی کے کرم کا ایک کرم ہوتا ہے۔

ہر اسم میں کوئی نہ کوئی دعا پائی جاتی ہے۔

کریم ہر دعا سے اعلیٰ

مردانگی کی انتہا مولائے کریم

کرم اور کرم نوازی کے بیان کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔

قریب دور نہیں ہوتا اور

کریم خلیل نہیں ہوتا

قریب حاضر ہوتا ہے

کسی حاضر کو کیونکر کوئی غیر حاضر تسلیم کر سکتا ہے؟

قریب کی تشریح قریب ہے اور

قریب وہ ہوتا ہے جو دور نہ ہو، دیکھ سکتا ہو،

سن سکتا ہو اور بول.....

سیدنا قَرِيبٌ ﷺ

قریب کا کوئی بھی متمثل نہیں ہو سکتا۔

صاحبِ زمانِ زندہ ہوتا ہے ،

اگر زندہ نہیں تو صاحبِ زمانِ کیسا؟

زمانہ کا صاحبِ زندہ ہوتا ہے۔

میرے آقا و جی فدائے ﷺ سے میرے اللہ فرماتے ہیں :

’تو میرا مختار ہے‘

سیدنا مُخْتَارٌ ﷺ

ہر مالک کا مختار ہوتا ہے اور مختار مالک کی آن۔ ماشاء اللہ!

مختار کا وجود مالک کے وجود کی دلیل

مالک، مالک ہوتا ہے لیکن مختار کے بنا تجا نہیں

مختار کا فعل مالک کی رضا سے مؤید

مختار کا حلقہ اختیار مالک کے حلقہ بلک تک وسیع

مختار اور بے اختیار؟ بعید از فہم ناممکن!

مالک ہی نے تو مختار کو اختیار بخشا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مختار کچھ نہیں۔

تو کیا جانے اور کوئی کیا جانے کہ مختار کون ہوتا ہے؟

مالک کی ہر شے کے مالک کو مختار کہتے ہیں۔

مختار کو عام اختیار ہوتا ہے

جب چاہے، جو چاہے، جتنا چاہے

جسے چاہے، دے۔

عام اجازت ہوتی ہے۔

مالک کا مختار پر لے درجے کا ذمہ دار، کفایت شعار، حد درجہ کا محتاط۔

راکھ تک بھی ضائع ہونے نہیں دیتا۔

سیدنا مختار ﷺ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ رب العالمین کی مملکت میں میرے

آقا و رحیمی فداہ علیہ ﷺ مختار ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

سیدنا مُخْتَارٌ ﷺ

مختار وہ ہے جو دین، دنیا اور آخرت میں مختار ہے۔

تن و من کی مملکت میں مالک کا راج ہوتا ہے اور مختار کا دستور۔

و ما علینا الا البلاغ

اول و آخر

ظاہر و باطن

دو جگ کے سردار کالی کملی والے سیدنا محمد ﷺ

جنت و دوزخ تو بندوں کے اعمال ہوتے ہیں۔

اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ تو تیرے ساتھ رہتے ہیں

اور پاس اور کافی ہوتے ہیں۔

جب تک تو نے اپنے رب کو اور رب کے حبیب (ﷺ) کو اولِ آخر، ظاہر
باطن، آگے پیچھے، دائیں بائیں، نیچے اوپر نہیں پہچانا، گویا کچھ بھی نہیں مانا۔
اللہ اول و آخر و ظاہر و باطن
میرے آقا و روحی فداہِ علیہ السلام بھی
اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔
تیری قسم!

تو ہی اول، تو ہی آخر

تو ہی ظاہر، تو ہی باطن ہے!

ارض و سماء کے مابین کے خزان کے مفتاح

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اللہ معطیٰ اور اللہ کے حبیبِ اقدس ﷺ قاسم ہیں،

قَاسِمُ الْخَيْرَاتِ الْحَسَنَةِ

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي

میں تو تقسیم کرتا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

(معاویہؓ، بخاری و مسلم)

اللہ عطا کرتے ہیں حضورِ اقدس ﷺ تقسیم کرتے ہیں۔

قَاسِمُ الْخَيْرَاتِ الْحَسَنَةِ ﷺ

میرے آقا روحی فداہ ﷺ
 منبعِ سربِ نبوت
 ہر نعمت کے قاسم اور
 ہر ولایت کا سرچشمہ
 مبارکاً مکرمماً مشرفاً

سیدنا قاسم ﷺ

میرے اللہ جو بھی چیز کسی کو عنایت فرماتے ہیں میرے آقا روحی فداہ ﷺ
 اس عنایت کو تقسیم فرماتے ہیں۔

اللہ ہر کسی کو ہر وقت ہر چیز عنایت فرماتے رہتے ہیں اور یہ عنایت ازل سے
 شروع ہے اور لبد تک رہے گی۔

اللہ معطی ہے اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ قاسم الخیرات الحسنہ
 قاسم کا معطی کے ہمراہ رہنا لازم و ملزوم

قاسم کا معطی کے پاس حاضر رہنا ہر وقت ضروری ہے۔ جب بھی معطی کسی کو
 کوئی شے عطا کرے، قاسم کا تقسیم کے لیے حاضر ہونا ضروری ہے۔ اللہ ہر وقت اپنی
 مخلوق کو لا تعداد عطیات عنایت کرتے رہتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ انہیں تقسیم
 فرماتے رہتے ہیں کوئی بھی دم خالی نہیں گزرتا۔

رزق اللہ دیتا ہے،

میرے آقا روحی فداہ ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔

قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کی خیرات لوگوں کو کھلاتے ہیں
 سچی کچی ہم بھی کھاتے ہیں
 کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔
 میرے آقا و وحی فداء ﷺ!
 آپ کے جود و کرم ہی سے ہر عنایت تقسیم ہوتی ہے
 یا قاسم الخیرات الحسنہ!

سیدنا امیٰ ﷺ

میرے آقا و وحی فداء ﷺ نے کسی سے بھی کوئی علم نہیں پڑھا لیکن کل
 کائنات کو پڑھایا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا
 تَخُطَّةً بِيَمِينِكَ إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○

(العنکبوت: ۴۸)

ترجمہ : اور (اے محمد ﷺ) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے
 تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے۔ ایسا ہوتا تو
 اہل باطل ضرور شک کرتے۔

کل کائنات کے رسول اکرم ﷺ امیٰ

کمال کی حد نہیں تو کیا ہے؟

بے مثل نہیں تو کیوں نہیں؟

سیدنا اُمّی ﷺ

میرے آقا رُوحی فدائے اُمّی ﷺ وہی علوم کی انتہا۔

جسے جو بھی وہی علم عنایت ہوا،

تیرے ہی در سے ہوا۔ سیدنا اُمّی ﷺ

غیر مسلم مفکرین کے لیے اُمّی نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ایک اُمّی نے اہتمام و انصرام کی بدولت فنکاروں کو مات کر دیا۔

ہر راہب نے، ہندو ہو یا غیر، من و عن تصدیق کی

میرے آقا رُوحی فدائے اُمّی ﷺ جگت گرو ہیں۔

کشفُ الاحیا :

بلا گور و ناک دیو جی نے اپنی کتاب گرنٹھ صاحب کی اس طرح ابتدا کی۔

پہلا نام خدا دا دو جا نام رسول ﷺ

کلمہ پڑھ توں نازکا جو در گاہ ہووے قبول

نیز یہ بھی کہا

با جوں محمد ﷺ بھجت (کی بھگتی) اضائیں جائے۔

گرنٹھ صاحب مغلیہ خاندان کے ابتدائی دورِ حکومت میں لکھا گیا۔

سیدنا کلیم ﷺ

روح سے رُوحی کی ہمکلامی میرے آقا رُوحی فدائے اُمّی ﷺ ہی کے فیضانِ فیض کی

عنایت ہوتی ہے۔

سیدنا کلیم ﷺ

میرے آقا رومی فدائے اللہ ﷺ ہر وقت طالبانِ طریقت کو ظاہر و باطن میں کلام سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔

سیدنا حَبِیبٌ ﷺ

میرے آقا رومی فدائے اللہ ﷺ اپنے محبان کو محبت سے سرشار فرماتے رہتے ہیں۔

سیدنا رَحْمَةٌ ﷺ

میرے آقا رومی فدائے اللہ ﷺ کی رحمت کل کائنات پہ حاوی۔ منکرین بھی رحمت سے محروم نہیں۔ ہر حال میں ہر وقت رحمت نچھاور فرماتے رہتے ہیں۔ اگر ان ﷺ کی رحمت نہ ہوتی، کسی کو بھی کسی کا کوئی آسرانہ ہوتا، در بدر پھرتے، بھصتے مگر کوئی امان نہ پاتے۔

میرے آقا رومی فدائے اللہ ﷺ!

تیری رحمت یا رحمتہ للعالمین! کل کائنات پہ محیط اور کوئی بھی مخلوق اس سے مستغنی نہیں، منکر بھی نہیں۔

منکر کو نوازش ہی نے نوازا، یا رحمتہ للعالمین ﷺ!

منکر کے انکار نے جب حقیقت کو پہچانا،

صدیقیت میں تبدیل ہوا۔

یا رحمتہ للعالمین ﷺ!

تیری رحمت کو پکارنا کوئی معمولی بات ہے!
ہر اعلیٰ سے اعلیٰ، ہر افضل سے افضل۔

تیری رحمت کی آغوش میں ہر کسی نے اماں پائی
خمرے حقِ بسترہ کاراگ الاپنے لگے۔

مور ویرانوں سے نکل کر بستیوں میں رقص کرنے لگے۔ جو کبھی نہیں
مسکرائے، مسکرانے لگے۔ مدہوش، ہوش میں آنے لگے۔ جذب و سلوک کی موافقت
پھر سے قائم ہونے لگی۔ جس سمندر میں تلاطم برپا تھا، پُر سکون ہونے لگا۔ ساحل پہ
طیور خوش آمدید کا پیغام سنانے لگے۔

یا رب حق یا رحمتہ للعالمین ﷺ

انشر علی من رحمتک آمین

رحمت میں زحمت کا باب نہیں ہوتا

رحمت تیری طرف سے، زحمت نفس کی طرف سے۔

تیری رحمت کا تذکرہ اُن گنت صفحات پر مشتمل

تلخیصِ قصد السبیل

تیری رحمت ہی نے راہزن کو رہنما بنانے کی سبیل بتائی۔

رحمت ہی نے بتا دیا وہ دنیا فانی تھی، یہ باقی

اس میں جو بھی الجھا، الجھ گیا۔

تیری ذاتِ قدس اور تیرے حبیبِ اقدس ﷺ کے کرم کا شکر یہ،

ہمیں مرنے جینے کا ڈھنگ بتا دیا اور سکھلا دیا۔

بے حد شکر یہ۔ لا تعداد بار شکر یہ۔ تادوام قیام شکر یہ

کشمکشِ دہر سے نجات مرنے جینے کا راز

جو مرانہیں جیا بھی نہیں

جو رویا نہیں ہنسا بھی نہیں

رونے والے ہی نے ہنسا سکھایا۔

ہستی دہر پہ جی بھر کے رو، پھر جی بھر کے ہنس

اور یہی رونے ہنسنے کا راز ہے۔

بات بات ہنسنے والے! کبھی روئے بھی ہو؟

رونا ہی اصل ہنسا ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ابو القاسم ﷺ نے فرمایا:

’قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو معلوم کر لو جس

کو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ رو دو اور بہت کم ہنسو۔‘ (بخاری)

کس بات پہ کیا ہنستے ہو؟

یہ دنیا ہنسنے کا مقام نہیں

آخرت میں رونا ہی رونا ہے مگر جسے وہ ہنسائیں۔

یہ دنیا ہنسنے کا مقام نہیں توبہ کا ہے،

مت ہنسا کرو۔

بات بات پہ توبہ کیا کرو۔

یہ دنیا رونے کا مقام نہیں، ہنسنے کا بھی نہیں،

فلک کا ہے اور عبرت کا۔

اللہ ہادی ہے،

میرے آقا و وحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم مہدی۔

ہدایت دیا کرو۔

اگرچہ بندوں کو ایمان و یقین کی تلقین کی گئی ہے، تیری ارادت کے بغیر کوئی

بھی بندہ ہدایت پہ قدرت نہیں رکھتا۔ ہدایت معطی کی عنایت ہوتی ہے۔

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدیثوں کے

سلسلہ میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے روایت کرتے تھے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور

تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ پس تم آپس میں ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر وہ شخص راہِ راست پر ہے

جس کو میں نے ہدایت دی۔ پس تم مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کھلاؤں

پس تم مجھ سے روزی مانگو، میں تمہیں روزی دوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب ننگے ہو مگر وہ جس کو میں نے پہننے کے

لیے دیا۔ پس تم مجھ سے لباس مانگو، میں تمہیں پہناؤں گا۔

اے میرے بندو! اگر تم دن میں اور رات میں اکثر خطائیں کرتے رہتے ہو تو

میں تمہارے سارے گناہ بخشا ہوں پس تم مجھ سے بخش مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا۔

اے میرے بندو! اگر تم گناہ کر کے مجھ کو ضرر پہنچانا چاہو گے تو ہرگز ضرر نہ

پہنچا سکو گے اور اگر نیک کام کر کے مجھے فائدہ پہنچانا چاہو گے تو ہرگز نفع نہ پہنچا سکو گے

یعنی تمہارے گناہ کرنے اور اطاعت گزار بننے سے مجھے کوئی فائدہ یا ضرر نہ پہنچے گا۔
اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور
جن (یعنی سب مخلوق) ایک نہایت ہی پرہیزگار شخص کی مانند ہو جائیں (جیسے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام) تو میری ملکیت میں اس سے کچھ بھی اضافہ نہ ہوگا۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور
تمہارے جن (یعنی ساری مخلوق) ایک بدتر اور فاجر شخص کی مانند ہو جائیں (جیسے
شیطان) تو اس سے میری ملکیت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور
تمہارے جن سب کے سب ایک جگہ کھڑے ہو جائیں اور پھر مجھ سے مانگیں اور میں
ہر کسی کو اس کے مانگنے کے موافق دوں تو میرا یہ دینا اس چیز میں سے جو میرے پاس
ہے اتنا بھی کم نہیں کرے گا جتنا کہ سوئی دریا میں گر کر اس کے پانی کو کم کرتی ہے۔

○ اے میرے بندو! میں تمہارے اعمال کو یاد رکھتا ہوں اور لکھتا ہوں اور تمہیں
ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی تعریف
کرے۔ پس جو شخص بھلائی کے برعکس کوئی دوسری چیز پائے (یعنی ایذا و نقصان وغیرہ)
پس وہ اپنے نفس کو ملامت کرے کہ یہ اسی کا فعل ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲، ص ۳۱۹)

○ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک جہاد میں ہم لوگ حضور اقدس ﷺ
کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کا گزر کچھ لوگوں کے قریب سے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ
کون لوگ ہیں؟ ہم نے عرض کیا یہ مسلمان ہیں۔ ان میں ایک عورت تھی جو تنور میں
آگ سلگا رہی تھی اور اس کے پاس اس کا ایک چہ بھی تھا۔ جب تنور آگ سے روشن ہو

گیا تو اس نے اپنا چہ اس سے دور کر دیا۔ پھر وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا

آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔

اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا اللہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

اس نے عرض کیا جتنا ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم نہیں کرے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کرے گا۔

اس نے عرض کیا کہ ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔

(اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ میں کیسے ڈال دے گا؟)

حضور اقدس ﷺ نے (یہ سن کر) سر مبارک جھکا لیا اور رونے لگے۔ پھر سر

مبارک اٹھایا، اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:

’اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں کو عذاب دے گا جنہوں نے

اس کی نافرمانی کی ہوگی اور سرکشی پر کمر باندھی ہوگی

اور جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ ص ۳۱۸)

ہادی رہنمائی فرماتے ہیں اور
مہدی پیشوائی۔

نہ ہدایت کی انتہانہ پیشوائی کی،
ہمہ وقت جاری۔

ہادی ساتھ ہے اور مہدی،
پھر کوئی ڈر نہیں۔

ہادی کی ہدایت اور
مہدی کی عاطفت کافی اور وافی۔

اللہ ہادی ہے اور
مہدی رسول اللہ ﷺ۔

اور مہدی ہی نے دنیا کو بتایا کہ اللہ ہادی ہے،
اور قرآن کریم کتابُ الہدی۔

مہدی کی اقتدا ہادی ہی کی اقتدا ہے۔
جہاں بھی رہا، ہادی ساتھ رہا،

ہادی نے ہدایت کی حد مکادی!
دینِ اسلام کا ہادی اللہ

اور کتاب قرآنِ عظیم

میرے آقا و روحی فدائے علیہ السلام کی سنتِ مطہرہ قرآنِ عظیم کی عملی تفسیر۔ و ما

علینا الا البلاغ

قرآن کریم ہے
 ہدایت کا منبع
 ہر معصے کا حل
 ہر منزل کا ہادی
 حادی زندگی کا رہنما
 اگر مگر انکار
 رہنمائی کا انکار مت کر

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
 'توی مومن بہتر اور افضل ہے اور اللہ عزوجل کو محبوب ہے ضعیف مومن
 سے۔ اور ہر نفع دینے والی بھلائی کو حرص سے حاصل کر اور اپنے نفس سے عاجز نہ ہو
 پھر اگر تجھ پر کوئی بات غلبہ پالے تو پڑھ:

○ قدر اللہ و ماشاء صنع

(مقدر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس نے جو چاہا، کیا)

تم شیطان کے وسوسوں سے بچ رہو گے۔

اور 'اگر مگر' سے بچ اس لیے کہ اگر مگر کرنا شیطان کے کام کے لیے راہ

کھولتا ہے۔

(عمل الیوم والیلۃ لابن سنی / کتاب العمل بالسنن ج ۳ ص ۲۰۵)

اس طریقت میں اگر مگر کی گنجائش نہیں ہوتی
انحراف مت کر۔ من و عن تسلیم کر۔
و ما علینا الا البلاغ۔

منازلِ سائرہ

جملہ مذاہب و ادیان کا خلاصہ

- میرے آقا و رحمی فداہ علیہ السلام
- قرآنِ عظیم

ہادی کی ہدایات ہی پہ کار بند رہنا
کسی بھی قسم کا انحراف نہ کرنا، کامیابی کی اصل ہے۔
حرف حرف پڑھ لکھو کھ ہا صفحات کی گردانی کر
جس نے بھی کسی منزل کو طے کیا، ہادی ہی کی محبت سے طے کیا۔
اور ہر تذکرہ مہدی ہی کی محبت کا تذکرہ ہے۔

میرے مہدی رحمی فداہ علیہ السلام کی راہ میں چلنے والوں کی گردوغبار میری
آنکھوں کا سرمہ ہے۔ ماشاء اللہ۔

قرآن کریم کا ہر حکم عین حکمت پہ مبنی اور سب بندوں کی بھلائی کے لیے ہوتا
ہے۔ سنت نے حکم کی تائید کی، ضمیر نے تصدیق کی، تبا پھر کیا شک باقی رہا؟
کیا لینے آئے تھے اور کیا لے چلے؟ کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر چلے؟ کیا
چھوڑنے آئے تھے اور کیا چھوڑ چلے؟ کیا بننے آئے تھے اور کیا بن چلے؟

کسی کا یہ عذر کہ اسے اچھے برے کی خبر نہ تھی، کیسے قبول ہوگا؟

جب کہ تمہیں سمجھانے کے لیے سہل ترین زبان میں قرآن کریم نازل کیا گیا، امر و نہی اور حلال و حرام کی مؤثر ترین انداز میں وضاحت کی گئی، حضور اقدس ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مثالی نمونہ پیش کیا گیا اور ان سب کے ساتھ ساتھ 'ضمیر' کی میزان ہر کسی کے اندر رکھی گئی جو خیر و شر کی نشاندہی کرتی ہے.... تو کسی کا یہ کہنا کہ مجھے اس برائی کا علم ہی نہ تھا، ایسا عذر گناہ ہے جو ارتکابِ گناہ سے بدتر ہے۔

لا حول و لا قوة الا باللہ کو دل سے تسلیم کر اور توبہ کر

پھک اللہ رحیم و دود اور تواب الغفور ہے۔

کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں... اللہ رب العالمین نے اور میرے آقا و رُوحی فدائے علیہ السلام نے ہر نیکی اور ہر بدی کی ہر بات پوری وضاحت سے بیان فرمادی۔ ہمدہ نیکی اور بدی کی ہر بات جانتا ہے اور ضمیر اسے بتاتا ہے، کرنا نہ کرنا اس کے یا اللہ کے بس میں ہے۔ تلقین جاری رہتی ہے، جاری رہے گی۔

طریقت کے اسباق ہر وقت جاری رہتے ہیں،

اسی طرح خناس کی مخالفت۔

خناس کبھی اس کی موافقت نہیں کرتا، مخالفت کرتا رہتا ہے۔

اوڑک مجبور ہو کر چپ ہو جاتا ہے۔

خناس کے منہ میں خاک.... اور

طریقت میرے آقا و رُوحی فدائے علیہ السلام کے فیضانِ فیض کی روح۔

میرے اللہ کی ذات

میرے آقا و وحیِ فداءِ ﷺ کی صفات

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ میں تو ہے

ہم میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتی

جاننے سب ہیں ماننا کوئی نہیں۔ سو میں سے ایک بھی نہیں۔

بتا پھر ہمارا کیا حال ہے؟

جو باتیں قطعی منع ہیں کوئی ان سے باز نہیں رہتا۔

قابلِ فکر یہ بات ہے اور ایسی باتیں ہیں۔ اس پہ ہم میں سے کوئی جتنا بھی

فکر کرے، کم ہے۔

فکر تنہا نہیں ہوتا، ذکر ساتھ ہوتا ہے۔

فکر ہر سوال کا حل

ذکر ہر قصد کی سبیل

میرے اللہ عزوجل ذوالجلال والا کرام بدیع السموات والارض

رَبُّ الْعَالَمِينَ

میرے آقا و وحیِ فداءِ ﷺ

رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم و کریم و عظیم و مجید

ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

ہمارے رسول ﷺ اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر، سرورِ کائنات
فخرِ موجودات، سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع اللذنبین، خاتم النبیین، حبیبِ
کردگار، مولائے نغمگسار، طہ، یس، مزمل، مدثر، حم، طسم، روحی فدائے ﷺ کی رحمت
کل عالمین پہ محیط ہے اور کل عالمین حضور اقدس ﷺ کے دامنِ رحمت میں سما سکتے
ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے دامنِ رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں اور اللہ کے
سوا کسی کے بھی فہم و ادراک میں نہیں آسکتی۔ حضور اقدس ﷺ کی وکالت و کفالت
سے بندہ جب اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے،
بخش دیا جاتا ہے اگرچہ اس کے گناہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہوں۔ حضور
اقدس ﷺ کی شفاعت نجات کا واحد موجب ہے۔

و ما علینا الا البلاغ!

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا بِحُرْمَةِ حَبِيبِكَ ﷺ، آمین۔

تیرے حبیب اقدس ﷺ کی رحمت کو جب بھی کسی مکروب نے پکارا،
آغوش میں لے لیا۔ یادری کی، دستگیری فرمائی اور کرم کی حد کر دی۔ سائل کبھی
مایوس نہ ہوا۔ نامراد نہ لوٹا، خالی ہاتھ نہ پلٹا، محروم نہ رہا۔ سائل کو محروم رکھنا تیری
شان کے شایاں ہی نہیں۔

بدی جب زمین و آسمان میں چھا جاتی ہے، تل دھرنے کو بھی جگہ باقی نہیں
رہتی، گناہوں کے انبار نظر آنے لگتے ہیں، ڈوب جانے کے تمام آثار نظر آنے لگتے
ہیں.... میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی رحمت و جود و کرم کے انوار نظر آنے لگتے
ہیں اور کالی کملی میں چھپا لیتے ہیں۔

بِزِ ظِلْمَتِ مِیْنِ دُوبَا هُوَا اِنْسَانِ جَب قَطْعِی نَا اَمِیْدِ هُو جَا تَا هَی، زَنْدِگِی كَی كُوْنِی
 آثَارِ بَاقِی نَیْسِی رَهِتَی، اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ كِی رَحْمَتِ اُوْر مِیْرَی اَقَا رُوْحِی فِذَا هُ ﷺ كِی
 شَفَقَتِ كِی غِیْرَتِ (گُوَا رَا نَیْسِی كَرْتِی.... كَر سَكْتِی هِی نَیْسِی كَی وَه دُوب جَا یَی) كَیْھِی دُوسَنَی
 نَیْسِی دِیْتِی۔

”اے خدا اور اے خدا کے پیارے رسول ﷺ!

پھک مجھ سے غلطیاں سرزد ہوئیں۔ میں نے اپنی غلطیوں کو تسلیم کیا اور
 تیرے اور تیرے رسول ﷺ کی پاس چلی آئی اور میں نے باغی بن کر تجھ سے اور تیرے
 رسول ﷺ سے منہ نہیں موڑا کیونکہ تو اور تیرا رسول ﷺ مجھے دنیا کی ہر چیز سے پیارا
 ہے۔ میرا ایمان ہے کہ تو معاف کرنے والوں میں بہتر معاف کرنے والا ہے۔
 اے خدا! تو خیر الوارثین ہونے کا دعویٰ دار ہے۔ پس ہمارا وارث بن۔“

○

اللہ..... رب العالمین

میرے آقا رُوْحِی فِذَا هُ ﷺ..... رَحْمَتَہِ لِّلْعَالَمِیْنَ

جہاں رب ہے، وہاں رحمت ہے

○

”ہندے بنتے رہیں گے اور مرتے رہیں گے۔ تیری رحمت کا یہ فیض سدا
 جاری رہے گا حتیٰ کہ اسرافیل صور پھونکے۔“

○

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ علیہ وسلم کا آپریشن آرڈر سراسر رحمت پہ موقوف۔

○ کسی بیمار کو کچھ نہیں کہنا

○ کسی لپانج کو کچھ نہیں کہنا

○ کسی اندھے کو کچھ نہیں کہنا

○ جو دوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لے اسے کچھ نہیں کہنا

○ جو یوسفیان کے گھر میں آجائے اسے کچھ نہیں کہنا

○ جو ایمان لے آئے اسے کچھ نہیں کہنا

کوئی بد بخت ہو تو ہو

عالم رحمت ہر وقت ہر کسی پہ لاگو!

یا رحمتہ للعالمین ﷺ!

اٹھارہ (۱۸) ہزار عالم تیری رحمت کے آغوش میں پل اور چل رہا ہے۔

تیرا دربار، یا رحمتہ للعالمین ﷺ، بلا تمیز مخلوق عام کے لیے کھلا رہتا ہے۔

کبھی بند نہیں ہوتا۔ تیرا در کائنات کے لیے رحمت کی کنجی۔

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ علیہ وسلم! تیرے در سے کبھی کوئی خالی نہ لوٹا..... منکر

بھی نہیں۔

ایک نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب اس کی مرمت ہونے لگی،

کوئی حیلہ یاد نہ آیا۔ تھرا کر یو لا:

اِغْتَنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

یہ کہنے ہی کی دیر تھی کہ حال بدل گیا۔ ماشاء اللہ!

میرے آقا روحی فدائے علیہ السلام کی سفارش و شفاعت ہی پہ ہر کام سرانجام پایا۔
 اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ط
 روتے تھے، ہنسنے لگے۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﷺ
 جب بھی کسی مکروب نے تیری رحمت کو پکارا،
 ہر درد کی دو این گئی اور شفا ن گئی
 قضا کے لیے ایک دعائیں گئی اور
 مُرْثَدَةٌ جانفزا ن گئی۔

سیدنا کریم ﷺ

بیماری نے کہا کہ وہ جانے کی نہیں، شر مندہ و کر لوٹ گئی
 ناداری نے کہا کہ وہ ہنسنے کی نہیں، نجل ہو کر بھاگ گئی
 قضا نے کہا کہ وہ ٹلنے کی نہیں، ٹل گئی
 تیری بارگاہِ عالیہ میں تیرے حبیبِ اقدس و اکملِ اطیب و اطہر ﷺ کے
 لطف و احسان کے فیض و کرم سے ارض و سماء کی ہر بلانا دم ہو کر، دم گھٹ کر مٹ جاتی
 ہے۔ ماشاء اللہ!
 قضا کا ٹلنا اگرچہ حکمت و قدرت ہی پہ موقوف ہوتا ہے پھر بھی میرے آقا
 قاسم الخیرات الحسنہ روحی فدائے علیہ السلام ہی کی کمال سفارش و شفاعت کی عنایت سے
 رحمت، قضا کو لپیٹ کر اجل کی پٹی میں بند کر دیتی ہے۔

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام کی سفارش و شفاعت سے قدر بدل دی جاتی

ہے۔

بجڑی ہوئی بات کو ماننا

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام ہی کی رحمت کی شفاعت پہ موقوف ہوتا ہے۔

کسی قدر کو بلند کرنا، بلند تر کرنا، قادر المقتدر کی عین رضا کے مطابق عنایت

ہوتا ہے اور حضور اقدس علیہ السلام کی سفارش و شفاعت پر منحصر۔

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام!

تیرے ہی ماننے سے کوئی گل بنتی ہے، اپنے آپ نہیں۔

نیکی و بدی کے مابین روز ازل سے کشمکش جاری ہے اور لبد تک جاری رہے گی۔

کبھی نیکی کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے کبھی بدی کا۔

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام ہر نیکی کا منبع اور ہر برائی کی روک ہیں۔

سیدنا الْمُنْتَهَرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ہمارے سردار (برائی پر) سختی سے ڈانٹنے والے درود و سلام بھیجے اللہ

آپ علیہ السلام پر۔

○ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابو جہل آیا اور اس نے کہا (اے

محمد علیہ السلام!) کیا میں نے تجھے روکا نہیں تھا؟ (کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنے سے) آپ علیہ السلام

نے اس کو ڈانٹ دیا۔

ابو جہل بولا: اے محمد علیہ السلام! تو مجھے ڈانٹ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! تو جانتا ہے

کہ مکہ میں جتنے میرے ساتھی ہیں، اتنے کسی اور کے نہیں۔ اس وقت

جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے :

فلیدع نادیه (العلق: ۱۷)

(وہ اپنے ساتھیوں کو بلا لے)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے ساتھیوں کو بلاتا تو اللہ کے عذاب کرنے والے فرشتے اس کو جھپٹ لیتے۔

(مسند احمد / اسماء النبی اکرم ﷺ ج ۵، ص ۱۹۱۲)

○

أَحَدٌ كُو أَحَدٌ مَان

أُحِيدٌ ۞ ﷺ كُو پِجَان

۔ لوگوں کو دوزخ سے دور رکھنے والے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ط

جزا کا دن بھی تیرا بڑا دن ہو گا اور دیکھنے کی چیز ہو گا! ذرے ذرے کا حساب ہوتا ہو گا۔ ساری دنیا کا نتیجہ ہو گی۔ پانی کو ترستی ہو گی۔ کہیں کوئی سایہ نہ ہو گا۔ اس پہل صراط سے گزرنا بڑا ہی مشکل ہو گا۔ جو بھی کیا، سامنے آئے گا۔ کوئی بھی شے پوشیدہ نہ ہو گی۔ اعضا بول بول کر شاہد بن کر آئیں گے۔ غلظت پھاری دھڑا دھڑا گرتی پڑتی لڑکھڑاتی، بلوں پر بل کھاتی، نہ معلوم کہاں جاتی ہو گی! کسی کا بھی کوئی پرسانِ حال نہ ہو گا!

ہر کوئی زبانِ حال سے یہ ضرور اقرار کرتا ہو گا کیا ہم دنیا میں آئے اور

کیا کام کیے! کیا خوب ہوتا اللہ کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے! اور آج کے دن ندامت کا سامنا نہ ہوتا!

کسی پُرسانِ حال کا انتظار ضرور ہوگا

جن کے لیے بنائی تھی وہی پُرسانِ حال ہوں گے

شافعِ محشر علیہ السلام دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں داخل کرتے ہوں گے اور ساقی کوثر علیہ السلام پیاسوں کے لیے کوثر کے دریا بہاتے ہوں گے۔

حوضِ کوثر: جو ایک بار پی لیتا ہے اسے کبھی پیاس نہیں لگتی۔ اس پہ عرش ہے اور اس کے ساقی میرے آقا رُوحی فداہ علیہ السلام!

کسی کو سرکار مت کہا کرو۔

میرے آقا رُوحی فداہ علیہ السلام ہی کائنات کی سرکار ہیں۔

میری سرکار، کہنا میرے آقا رُوحی فداہ علیہ السلام ہی کے شایانِ شان ہے۔ وہی ہم سب کی سرکار ہیں۔ کسی اور کو سرکار، کہنا زیب نہیں دیتا۔

مجھے سرکار مت کہا کرو۔

أَنَا عَبْدٌ مُذْنِبٌ ذَلِيلٌ ط

مجھے آقامت کہا کرو

میں کسی کا بھی آقا نہیں

وہ اور وہی میرے آقا (رُوحی فداہ علیہ السلام) ہیں۔

غلام جو تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا، اہم ترین، قریب ترین اور

نازک ترین منصب پہ فائز ہوتا ہے۔

قرب کا جو شرف غلام کو حاصل ہوتا ہے، کسی دوسرے کو نہیں۔
غلام کیسا بھی ہو، مالک کی نسبت سے ذی وقار ہوتا ہے۔ اگر وفادار ہو تو مالک
کے ملک میں مختار ہوتا ہے۔

غلام کی عزت مالک ہی کی عزت متصور ہوتی ہے۔ غلام کی زندگی مالک کی
داستان کا ایک باب ہوتی ہے۔

ایسے غلام کا ملنا نایاب نہیں تو آسان بھی نہیں۔
کوئی بھی کسی کا غلام نہیں، ہر کوئی اپنے ہی نفس کا غلام ہے۔
’آپ کا غلام‘ کہنے اور لکھنے کو ہم نے ایک شیوہ بنا لیا ہوا ہے۔ ہر کوئی ہر کسی کو
اپنے تئیں غلام قرار دے کر مطمئن ہو جاتا ہے حالانکہ کہیں کوئی کبھی کسی کا غلام ہوتا
ہے۔ البتہ ہر کوئی اپنے نفس کا ضرور غلام ہوتا ہے۔
غلام وہی ہوتے ہیں جو لبدی ہوتے ہیں، کبھی ناکام نہیں رہتے۔

لبدی غلام فائز المرام

کوئی آقا اپنے کسی غلام کی تذلیل کبھی برداشت نہیں کرتا۔
میں ان کا غلام ہوں،

میرا کوئی غلام نہیں.... ہو سکتا ہی نہیں!

یا اللہ! حضور اقدس واکمل و اجمل و اکرم و اطیب و اطہر، طہ، یس، مزمل، مدثر
روحی فدائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تیرے حبیب علیہ السلام اور تو اپنے حبیب علیہ السلام کا
محب ہے۔ باقی کل کائنات تیرے در کی فقیر اور تیرے حبیب علیہ السلام کی غلام ہے۔ اس
سے زیادہ کسی کا بھی کوئی دعویٰ معتبر نہیں، گستاخی ہے!

اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرے حبیب ﷺ، تیرے ہی حبیب ہیں۔ ہمارا ان ﷺ کی محبت کا دعویٰ ہماری گستاخی نہیں تو کیا ہے؟ ہم کسی بھی حال میں ان ﷺ کی محبت کے معیار پہ کبھی پورا نہیں اتر سکتے البتہ ہم ان ﷺ کے غلاموں کے غلام ہو سکتے ہیں۔

غلام اگر وفادار ہو، محبوبیت کے مقام کا امین ہوتا ہے۔ بادشاہ اپنے جس بھی غلام سے چاہے محبت کر سکتا ہے لیکن غلام کا بادشاہ سے محبت کرنا، غلام کا اپنی جان جو کھوں میں ڈالنا ہے اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے! کسی غلام کا بادشاہ کی شہزادی سے محبت کرنا مشکل سے بھی مشکل ہے۔ جان جو کھوں کا کام نہیں تو کیا ہے؟

پتہ چل جائے سولی پہ لٹکا دے
بادشاہ کی غیرت بھلایہ گوارا کر سکتی ہے کہ شہزادی کی محبت کی بازی ایک غلام لے جائے۔

بادشاہ تو دور کی بات ہے خاکروب تک کو بھی گوارا نہیں۔
غلام بادشاہ کی شہزادی کے حضور میں شب و روز خدمت کے لیے حاضر و موجود رہتا ہے۔ چلمن سرکانے کی گستاخی کیونکر کر سکتا ہے؟ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انتہائی ادب کے باوجود نقش پادیکھ پائے۔

”اوائے مٹی دیا بادیا! بتلا تو سسی کہ غلام پچہارہ کیسے جرأت کر سکتا ہے کہ مختار کے گھنڈ کو اتارے؟ تو بہ تو بہ! مختار مختار ہوتا ہے۔“

یہ سن کر میرے آقا رومی فداہ علیہ السلام ضرور خوش ہوئے ہوں گے کہ اس غلام لاچارے و پچارے نے سچ کہا۔
آنکھ دیکھ سکتی ہے لیکن دیکھتی نہیں کہ یہ محبت کے آداب کے منافی ہے۔ وہ اسی طرح کرتے تھے۔

کیوں دیکھا؟ سر اسرے ادبی نہیں تو کیا ہے،
اگرچہ چلمن سر کا کر دیکھا!
حضور اقدس ﷺ کے حضور میں حاضر رہنا
محبت کی سب سے بڑی گستاخی
مبادا کسی نہ کسی انداز میں کوئی گستاخی سر زد ہو۔

نام سنتے ہی لوٹ پوٹ ہو جانا دیکھنے سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔ دیکھنے کے لائق تو ہم ہیں ہی نہیں، سامنا کرنے کی جسارت نہیں رکھتے۔ کون سامنے لے کر جائیں! جایا نہیں جاتا، یہ بھی ایک بہترین ادب ہے۔ ماشاء اللہ!
ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا کوئی متحمل نہیں۔ جس نے بھی دیکھا
ردائے نبوت کی چلمن سر کا کر دیکھا۔

ادب نے جب بھی دیکھا، نعلینِ مبارک کے نقوشِ پاک کو دیکھا۔ دیکھ دیکھ کر دیکھنے کی حد کر دی!

محبت (اپنے محبوب کی) محبت کا دعویٰ دار ہوتا ہے اور محبت کی قبولیت و نامقبولیت سے کلیتاً بے نیاز ہوتا ہے۔ محبت پہ محبوب کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے سوا کسی اور شے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھا کرتا اور نہ ہی دل کی دنیا میں کسی اور کو داخل ہونے دیا کرتا ہے۔

اللہ رب العالمین کے حبیبِ اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر، طہ
 یس، مزمل، مدثر علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ بندے کی بے حد گستاخی ہے۔ بندہ اگر اپنے
 حال پہ غور کرے تو زیادہ سے زیادہ اپنے محبوب کے در کی خاکِ روئی کا دعویٰ دار ہو سکتا
 ہے، محبوبیت کا نہیں۔ بندہ ان کی محبت کے کیا نازاٹھا سکتا ہے؟ یہ کہہ:

’یہ رذیل و کمین اُن کے در کا خاکِ روہ ہے اور یہ رتبہ بندے کے
 لیے دونوں جہانوں سے افضل ہے۔‘

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مقام اہم ہے، نازک ہے، نہایت ہی نازک۔
 طیب و مبارک محبت کا تذکرہ نگار خانہ دہر میں قیامت تک زندہ و قائم رہتا

ہے۔

حضرت مولانا جامیؒ فارسی کے مشہور شاعر اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
 کے دعویٰ دار ہو گزرے ہیں اپنے اشعار میں اپنے تئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام لکھتے۔
 ایک رات خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’میرا غلام تو بلالؓ ہے۔‘

اس کے بعد آپ نے اپنے تئیں کبھی غلام نہ لکھا۔
 ’غلام از غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے۔‘

تو کہتا ہے: میں تیرا ہوں کوئی معتبر نہیں
 اُن کا یہ کہنا: کہ وہ میرا ہے معتبر ہے۔

وفادار غلام وہ ہوتا ہے جسے خود مالک کہے کہ وہ اس کا غلام ہے۔
 غلام اگر وفادار ہو، مالک کا قائم مقام ہوتا ہے۔

سعدؓ مولائے علی کرم اللہ وجہہ کا جاٹھار غلام تھا۔ شہزادہ کونین سیدنا امام حسینؑ کی حمایت میں شہید ہوا۔ مرحباً مکرمًا مشرفاً
سعدؓ شہادت کی سعادت سے مسعود ہو کر اہل بیت میں شمار ہوا اور اس سے بڑھ کر کوئی اور درجہ نہیں۔

اسی طرح فیروزؓ شہزادہ کونین سیدنا امام حسینؑ کا وفادار تھا حضور کے ہمراہ شہید ہوا۔ مرحباً مکرمًا مشرفاً
فیروزؓ کا شمار اہل بیت میں ہوا اور یہ عطا کی حد ہے۔

محبت کے تو ہم لائق ہی نہیں، غلامی کے بھی نہیں۔ در کا غبار بننے کے بھی نہیں البتہ کوچے کی گرد بننے کے امیدوار ہیں۔
ہمدگی اور غلامی ہمدوں کے دو مایہ ناز مقامات ہیں، پر کسی ایک پہ بھی پورا نہیں اترتا۔

اللہ کا بندہ کہلاتا ہے، ہمدگی نہیں کرتا۔
حضور اقدس ﷺ کا غلام بنتا ہے، غلامی نہیں کرتا
حالانکہ ہمدگی اور غلامی کی بدولت ہی بندہ اشرف المخلوقات ہے۔
ہمدگی اور غلامی میں خواہش اور آزادی کا نام تک نہیں ہوتا۔ مالک کی ارادت کا پابند ہوتا ہے اور کبھی مخالفت نہیں کرتا۔ غلام بھجڑے کی اپنی کوئی زندگی نہیں، مالک ہی کے بل پہ اتراتا پھرتا ہے۔ کبھی ہنسا دیتے ہیں کبھی رُلا.....

دونوں عارضی ہوتے ہیں، کسی خاطر میں نہیں لائے جاتے۔ ہنسانا اور رُلانا غلامی کے مقبول معمولات ہیں۔ غلام کی زندگی مالک ہی کے لیے وقف و مخصوص اور مالک کی زندگی کی عزت ہوتی ہے۔ معیاری ہونہ ہو، نام کی لاج ضرور ہوتی ہے اور نام

کی لاج کو کبھی گرنے نہیں دیتے۔ کما حقہ کسی کی بھی معیاری نہیں ہوتی، نام ہی کی لُج پالی جاتی ہے۔

تیرے نام کی لاج ہی زندگی کا آسرا ہوتی ہے۔ اسی لاج کی بدولت خاک نشین، شہ نشین کھلاتے ہیں ورنہ حقیقتاً خاک کا پُتلا اور خاک نشین ہوتا ہے۔
'خاک نشین' عبدیت کا موروثی مقام ہے۔

اگر کوئی غور کرے تو تاریخِ عالم کی ساری داستانیں مالک و غلام ہی کی داستانیں ہیں۔

کسی مالک کے پاس وفادار خادم سے بہتر کوئی سرمایہ نہیں ہوتا اور وفادار خادم کے دل میں اپنے مولا کی خوشنودی و رضا کے سوا اور کوئی طلب و تمنا نہیں ہوتی۔

اے او یکتائے زماں!
تیری نسبت ہم خاک نشینوں کے بڑے ہی کام آئی۔ ہر کسی کے کام آئی۔
دیکھنے میں تو کچھ بھی نہیں، تیرے بنائے ہوئے بہت کچھ ہیں۔
تیری نسبت بڑے ہی کام کی چیز ہے۔
تیری نسبت کے بغیر کوئی کسی کو پوچھتا تک نہیں
'کون میاں؟ تم کہاں سے ہو؟'
تیری پریت کے گیت ہم گاتے ہی رہیں گے۔

اے او یکتائے زماں!

تیری نظیر نہیں ملتی

نہ ہوا، نہ ہوگا۔

کیا یہ ناز کافی نہیں؟

صحرائی نسبت بڑے ہی کام کی چیز ہوتی ہے۔

من آنم کہ من دانم

(میں وہ ہوں کہ میں ہی جانتا ہوں)

نہ میری ذات نہ صفات،

تیرے نام ہی کی بستنی بسائی ہوئی ہے،

اور اس نام ہی کی تین جانی ہوئی ہے۔

تیرے نام کا جام کبھی غافل ہونے نہیں دیتا،

ماسوا سے دور رکھتا ہے۔

مخفی اسماء کی تلاش میں لوگوں کی عمریں گزریں۔

ایک رند یولا: ہونہ ہو یہ اللہ کے حبیب اقدس ﷺ کا نام ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ان ﷺ ہی کی بدولت یہ دنیا معرض وجود میں آئی

اور ان ہی کے نام کی برکت سے رواں دواں۔

تیرے نام کا واسطہ کبھی ردنہ ہوا

جسے بھی اماں ملی، تیرے نام ہی کی برکت سے ملی۔

میری یاد میں تو

میری پکار میں تو

میری فریاد میں تو

اور تو ہی میرا ملجا و ماویٰ ہے۔

ہر حال میں تو ہر حال میں تو
ہر دھیان میں تو ہر گمان میں تو
اور تو ہی تو

کُلیتاً بے نیاز رہ کر اُن ہی کے گُن گاتے رہنا
اسے گوہرِ تاباں کہتے ہیں۔ یہ گوہر اس کی پیشانی پہ متمکن رہتا ہے۔
تیری نظروں میں کسی کی بھی شان کبھی نہ چچی۔
اللہ اللہ، ماشاء اللہ! بڑے بڑوں کو متحیر کر گئی۔
جب بھی مارا، تیری ہی ادائوں نے مارا
یارِ حمتہ للعالمین ﷺ!

تیری ناز بھری ادائوں اور قباؤں کا شکر یہ، من کو لے دے گئیں۔
مطلوب سے طالب کو طلب اور محبوب سے محبت کو محبت عنایت ہو کر تہی
ہے۔

مطلوب اللہ اور محبوب رسول اللہ ﷺ ہیں۔
اللہ تعالیٰ جن مسلمانوں کو اپنے حبیب و خلیل ﷺ کی محبت کا عشق عطا کیا
کرتا ہے، وہ فنا کے مقام سے گزر کر بقا کا مقام حاصل کر جاتے ہیں۔ اسی لیے فنا و بقا یہ دو
مقام ایسے ہیں جہاں پر پہنچ کر انسان کی زندگی راحت لبدی محسوس کیا کرتی ہے اور یہی
دو مقامات اہم کہلاتے ہیں۔

ایک نے کہا کہ اس کا حال بڑی ہی تیزی سے گزر رہا ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتا ہے
کہ عشق کی لذت انہی اشخاص کو نصیب ہو سکتی ہے جو سچے دل سے اپنی اس محبوب چیز
کو حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہوں اور وہ حضور اقدس و اکمل ﷺ سے سچی سچی اور اُچی
محبت ہے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رقاہت کے سلسلے میں اس مقبول امتی کا دل آئینہ نما کر دیا کرتے ہیں جس سے عرشِ عظیم کی کل کیفیتیں اس کے دل پہ منعکس (ظاہر) ہو سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ بھی اپنے اس امتی کے حال کو ہمہ اوقات اپنی توجہ میں رکھتے ہیں۔

جس عاشق پہ اس کے محبوب (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کی نظر ظاہر نہ ہو سکے وہ محبتِ العاشقِ محبت کا عروجی مقام حاصل نہیں کر سکتا جس سے اس کی انسانیت اور بشریت دونوں خوشی کے پیغامات سنا سکیں۔

جو عاشق نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی زبان مبارک سے ارشادات نہ سن سکے، وہ مقبول امتی اُن کا مقرب و مصاحب و محبوب نہیں کہلا سکتا۔ و ما علینا الا البلاغ

الصحائفِ ربانیہ جب تک اپنی احسیت سے ویسی صفات ظاہر نہ کریں وہ بقاءِ الحیات نہیں رہ سکتیں اور جو نعمتیں فنا کے مقام میں داخل ہو کر معدوم ہو جائیں وہ نعمتیں انعامِ الہی نہیں کہلا سکتیں۔

انعامِ الہی کی سب نعمتیں بقاءِ الحیات ہوتی ہیں اور فنا کے مقام میں داخل ہو کر بھی ہمیشہ اپنی اصلیت کی حقیقتیں ظاہر کرتی رہتی ہیں۔

یارانِ طریقت کا یہ عقیدہ حق الیقین پہ مبنی اور کسی بھی طرح کبھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ ہمارے حضور اقدس ﷺ اپنی حیاتِ طیبہ کے ساتھ ویسی حقیقتیں اب بھی ظاہر کر سکتے ہیں جیسی کہ حضور اقدس ﷺ کی بھڑیت نے اس وقت ظاہر کی تھیں جس وقت کہ حضور اقدس ﷺ اس دنیا میں تمام لوگوں کو اپنے وجودِ مسعودِ انسانی کے ساتھ ظاہر آیا کرتے تھے۔

میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ اپنے مہمانِ عاشقین اور محبوبانِ ملت کو ویسی اصلیت کے ساتھ اب بھی اپنی کلامِ بھڑیہ سے مستفیض فرمایا کرتے ہیں اور یہ مقام عنایتِ الہی ہے۔ کسی نہیں، وہمی ہے۔ اپنی کوشش سے کوئی اس مقام پہ نہیں پہنچ سکتا اگرچہ سر کے بل کنویں میں لٹکے۔ اور میرے اللہ کی ہر عنایت غیر مشروط ہوتی ہے۔

اگر عنایت کسی بھی شرط کی مشروط ہوتی، عنایت کیسے کلماتی؟

میرے اللہ جسے بھی جو چاہیں عنایت کریں۔ انہیں کوئی روکنے والا نہیں اور یہ عنایت اللہ اللہ ماشاء اللہ! سب سے افضل سب سے بالا اور سب کی سردار ہے۔

میرے آقا! روحی فدائے اللہ، جانم فدائے اللہ ﷺ

آپ ﷺ کی محبت کے بعض ساز ایسے دلکش ہوتے ہیں جو وصل و فراق سے

بے نیاز ہو کر زندگی بھر جتے اور لہ لآباد قائم رہتے ہیں۔

مرحباً مکرماً مشرفاً

محبت کے آداب اور اسرار اور موز

بلالؓ سے پوچھ

اور

قرنیؓ سے پوچھ۔

محبت نے محبت کو بارہا آزمایا،

سرفہرست اولیس قرنیؓ۔

ملنے آیا تھا ملاقات نہ ہو سکی مایوس لوٹا

اور قیامت تک تذکرہ محبت کو جلا بخش گیا۔

مرحباً مکرمًا مشرفاً

بن دیکھے مرٹنے والے متوالوں کا مقام دیکھنے والوں سے کہیں بلند دبالا اور

ارفع ہوتا ہے۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

’خوشخبری ہے اس کو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پہ

ایمان لایا اور سات بار خوشخبری ہے اس کو جس نے

مجھ کو نہیں دیکھا اور مجھ پہ ایمان لایا۔‘

غیب پہ ایمان بہترین ایمان ہوتا ہے۔

دیکھ کر ایمان لانے والوں کو دیکھ کر ہی قبول کیا جاتا ہے۔

اپنے رب سے جو چاہے کہ،

میرے آقا رومی فداہ علیہ السلام کے حضور چپ رہ۔

محبوب کے حضور میں صرف محبت ہوتی ہے، معاملات نہیں۔

محبت کی تاریخ میں معاملات کا کوئی دخل نہیں ہوتا، محبت ہی کا رونا ہوتا

ہے۔ جی بھر کر رونا مگر کچھ نہ کہنا بھی عین محبت کے انداز ہوتے ہیں۔

محبت کے بھی انداز بدل گئے اور ساز۔

محبت کا دعویٰ محبت کا ہوتا ہے، محبوب کا نہیں۔ محبت اپنے محبوب پہ اپنی جان

دار دیتا ہے۔ محبوب مختار ہوتا ہے اپنے محبت سے محبت کرے نہ کرے البتہ محبت محبت

سے کبھی باز نہیں رہتا اگرچہ آرے سے بھی چیر دیا جائے.... محبت محبوب کی بے رخی پہ

کبھی شکوہ نہیں کرتا، محبت ہی کی ادا سمجھتا ہے۔

محبت کا محبوب چمن سے بڑھاپے تک کبھی نہ ملے لیکن محبت کی محبت میں رقی

بھر فرق نہ آئے، وفا کی انتہا ہے۔

درِ جاناں کی محبت کا خمار کبھی کافور نہیں ہوتا، ہو سکتا ہی نہیں۔ وارد ہو کر رہتا

ہے۔ اہل محبت اسے محبت ہی کی تاثیر کہتے ہیں۔

محبت، محبت کے انگ انگ میں رچی ہوتی ہے۔ محبوب ہی محبت میں کار فرما۔

محبت کے پھول آنکھوں کے گملوں میں پرورش پاتے ہیں جو پلکوں کی

حفاظت میں سینچے جاتے ہیں۔

محبت بڑوں بڑوں کو سر کر لیتی ہے۔ جو کسی سے سر نہیں ہوتے، محبت ان

سب کو سر کر لیتی ہے۔ محبت کے آگے کوئی نہ ڈٹا نہ رکا۔ کسی نے اف تک نہ کی۔ جس

دل میں محبوب کا تصور آجاتا ہے، کایا پلٹ دیتا ہے۔ اپنے سوا پھر کسی اور کو کبھی اپنے دل میں رہنے نہیں دیتا۔

محبت کے انداز فتویٰ کے تابع نہیں ہوتے!

محبت جب آنے لگتی ہے، اللہ اللہ، تن کی دیواریں ہلا دیتی ہے۔ اینٹ سے اینٹ جھاڑتی ہے۔ کسی بھی شے کو قائم نہیں رہنے دیتی اور اپنی پسند کی ایک نئی بستنی بسا کر ڈیرے جمالیتی ہے اور.... یہ ان کی محبت کا زلی دستور ہے!

محبت کا دعویٰ آسان اور نبھانا مشکل ہے۔

جس پہ اُن کی نظر پڑ جاتی ہے دنیا بھر کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ جتنا کوئی اُن کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی مخلوق سے دور ہوتا ہے۔ اُن کی محبت کی رقابت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ ان کا محبت و حبیب کسی دوسرے کا محبت و حبیب ہو۔ مولائے کونینِ روحی فداه ﷺ کی محبت کی کوئی داستان متلا جو اس اصول سے باہر ہو۔ محبت جب تام ہو جاتی ہے (جنّ و انس، چرند و پرند، درند و خزند میں) عام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ حجر و شجر پہ بھی حاوی ہو جاتی ہے.... کسی محبت کا تام کے مقام کو حاصل کرنا عام کے اندازِ فکر سے کہیں بالا ہے! ماشاء اللہ!

اتباع اور محبت

کوئی اور کام کبھی کرنے نہیں دیتے

اپنے ہی کاموں میں محمود منہمک رکھتے ہیں۔

طاعت محبت کی شاہد اور معصیت کی موت ہے۔

طاعت میں قرب

قرب میں حال

محبت میں جذب اور جذب میں وصال ہے۔

طاعت اختیار کی اور محبت غیر اختیار کی ہے۔

حاکم کے حکم کی تعمیل اطاعت اور درجائوں پہ لٹ جانا محبت ہے۔

اعتماد و اتباع محبت پہ موقوف ہوتے ہیں، کسی اور چیز پہ نہیں۔

محبت کے بغیر اتباع ناممکن اور

اتباع کے بغیر محبت ایک غیر معتبر دعویٰ ہے۔

اللہ کے دین کا کوئی امر اور

اللہ کے حبیبِ اقدس ﷺ کی کوئی سنت قابلِ اعتراض نہیں،

تیرا کوئی کام قابلِ اعتراض نہ ہو۔

جس کار کا کارِ بگڑ حکم دے، اس کار کو کر۔ وہی کار آمد ہوتی ہے۔

جو کار کاری نہ ہو، اس سے بیکار رہنا بہتر ہے۔

سنت کے مطابق جینا عین عبادت ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي

فَكَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ۝

’جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے

محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ

’جنت میں ہوگا۔‘

یعنی

جو اطمینان و کیف مولائے کریم رؤف الرحیم ﷺ کی سنتِ مطہرہ پہ عمل کرنے سے وارد ہوتا ہے کسی اور مجاہدے سے نہیں۔
 ادب کی اصل فرمان کی تعمیل ہے۔
 محبت کا ادب محبوب کے ارشاد کی تعمیل ہے۔
 تیری مان کر پھر کسی اور کی کبھی نہ ماننا
 تیرے ادب کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔
 جس نے بھی جو پایا آداب ہی کی بدولت پایا
 زندگی کی ہر منزل ادب
 اور اسی پہ استقامت انتہا ہے
 اُن کے پاس کوئی بھی علم نہ تھا، اُمی تھے۔ ادب ہی کی بدولت جملہ منازل طے
 کیں اور ہر مجلس میں سرِ فرست رہے۔

اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم

جسم الوجود میں پڑھنا آسان
 ادب مشکل ترین منزل۔
 ادب ہی کی بدولت جملہ برکات کا نزول۔
 ادب منہیات سے اجتناب
 منہیات سے اجتناب اوامر کی تمہید
 اوامر زندگی کا منشور

ہندہ ہر شے کر سکتا ہے ہر قسم کے مجاہدہ کی تاب لا سکتا ہے، دن بھر روزہ رکھ سکتا ہے، شب بھر عبادت کر سکتا ہے، بھوک پیاس کی شدت برداشت کر سکتا ہے، بڑے سے بڑے واقعہ پہ صبر کر سکتا ہے، سربازارِ بیک سکتا ہے، قید و ہند کی صعوبتیں جھیل سکتا ہے لیکن ادب کی میزان پہ کبھی پورا نہیں اتر سکتا۔
بے ادب کسی کا بھی ہو، نامراد ہوتا ہے۔

محبت کا ادب، ہر ادب سے مشکل۔ محال بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

جب تک محبت کا ادب کما حقہ ادا نہیں ہوتا، محبت ناقص رہتی ہے۔ جوں کی توں رہتی ہے۔ محبت کی تکمیل ناممکن تو نہیں، محال ضرور ہے اور تکمیل میں من و تو کی تمیز نہیں ہوتی۔ و ما علینا الا البلاغ
امر سے ادب فوقیت رکھتا ہے!

ادب کا دھاگہ اس قدر نازک ہوتا ہے کہ ذرا سے کھچاؤ سے ٹوٹ جاتا ہے۔
سلک مروارید ادب ہی کے دھاگے سے پرویا جاتا ہے۔ جب ٹوٹ جائے، مکے بکھر جاتے ہیں۔

ادب کی کڑی ٹوٹنے سے پہلے فیض کی کڑی ٹوٹا کرتی ہے۔

جو بھی کسی نے پایا، ادب ہی کی بدولت پایا۔

کبیر صاحب تانی تن رہے تھے، بولے:

کمالیا! کچ بھول آئے۔ جا کر لاؤ۔

جانے لگا۔

کچ سر پہ تھا۔ آجاؤ۔ آگیا

ہاں میں ہاں ملانا ایک ادب تھا۔

طریقت مایہ ناز ادب و آداب کی پابند۔

ذرا سی بے ادبی کی بھی متحمل نہیں۔

بے ادبی لکھو لکھو ہا عبادت و ریاضات پہ پانی پھیر دیتی ہے۔

جس نے بھی پایا، ادب ہی کی بدولت اور ادب ہی کی برکت سے پایا۔

ہزاروں سفینے دریائے طریقت میں اترے.... ڈوب گئے۔

صرف ادب ہی کا سفینہ پار لگا۔

ادب عشق کی شان، طلب کی جان، فقر کا ایمان اور کلیدِ قرآن ہے۔

محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ادب ہے۔

محبوب نے محبت سے کہا 'یہ کام مجھ کو پسند ہیں، کیا کر۔'

اُن کاموں کے نزدیک تک نہ پھٹکا۔

جن کاموں کے متعلق تنبیہ کی 'مت کر، میں ان سے بیزار ہوں'

ایک بھی نہیں چھوڑا۔

تیری محبت کے کیا کہنے! افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے!

تقویٰ کا داعی متقی نہیں۔

محبت کے دعویٰ دار کے دل میں محبوب کی محبت نہیں

اگر تو متقی ہوتا، اقوامِ عالم کا پیشوا ہوتا..... اور..... اگر تیرے دل میں اُن

کی محبت ہوتی، بزمِ کونین کا ممتاز رکن ہوتا۔ نوری، ناری، خاکی، آبی تیرے حضور میں

حاضر ہوتے۔

دل عرشِ عظیم
دلجوئی صفتِ عظیم
دلربائی خلقِ عظیم

اور یہ دو ہی توکانِ خلقہ القرآن کی شرحِ مبین ہیں۔
میرے آقا رُوحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ کی مصطفائی میں کائنات کی دلجوئی
مر تضائی میں مشکل کشائی
اور محبتائی میں دلبری ہے
محبت کا ہر راز انہی میں پوشیدہ ہے۔

محبت کے تین درجے ہیں :

رنچلا۔ چلا۔ اُتلا یعنی سچی، سُچی، اُچی

اور محبت کا یہ مقام ہر کسی کو کبھی نہیں دیا جاسکتا۔

اللہ رب العالمین کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کی مخلوق کے حبیب ہو سکتے ہیں،

ہر کوئی نہیں۔

اے کون و مکاں کے خالق و مالک! ہم گنہگار و خطا کار بندے کیونکر تیری محبت

کی تاب لا سکتے ہیں اور تیرے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا معاملہ تو اس سے کہیں

نازک ہے! ہمیں اپنا ذکر، اپنی اطاعت اور اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ تام

نصیب فرما! بے شک اتباع سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہوتا ہے اور عشقِ زندگی

کی منزل کا میرا کارواں ہے!

محبتِ راحت ہے جب عشق کے مقام پر پہنچتی ہے، بلائیں جاتی ہے اور سکون و
قرار کو کھا جاتی ہے۔

یہ تحریر تمہیدِ عشق ہے۔ تمہید سے مضمون ہو کر تا ہے اور مضمون سے نفس
مضمون کی روح اخذ کرنا قابلیت اور اس کا بیان فصاحت کہلاتا ہے۔

عشق کی محبت اور محبت کا عشق دونوں پر اظہارِ خیال طریقت الاسلام کے
باب کی وہ تکمیل ہے جس سے دل کا سکون اور جگر کی راحت میسر آتی ہے اور عشق کے
سوزِ دروں کو وہ اس بلند مقام پر لے جاتی ہے جہاں معرفتِ حق خود بخود ظاہر ہوتا
شروع ہو جاتی ہے۔

حبِ رسول ﷺ عشقِ الہی کا پہلا زینہ ہے۔

عشقِ عطاءِ الہی اور

سوز و گدازِ عنایتِ مصطفائی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ حَبِيبِكَ ﷺ

خرد کا حاصل..... جنون

جنون کے سوا لاکھ فنون

اور عشق ایک فن ہے

اُمّ الفنون بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

فقر نے عشق کے جھنڈے کو ہمیشہ سرفراز رکھا،

کبھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔

کبھی کلیں کے جنگل میں ، کبھی اجمیر کی پہاڑی پر۔

فقر محی الدین بھی ہے اور معین الدین بھی
 قطب الدین بھی ہے اور فرید الدین بھی
 نظام الدین بھی ہے اور علاؤ الدین بھی
 عشقِ فقر کا امام اور فقرِ عشق کی جان ہے۔

خرد کا حاصل علم و حکمت۔ اور عشق کا ... سوز و گداز

خرد ہست و بود

عشق محوِ نیاز

عشقِ طریقت کا امام اور کل کائنات کی جان ہے۔

ہر عقل ناقص ہے، حضور اقدس ﷺ کے عشق میں ڈوب کر سلیم بنتی
 ہے۔ یاد دوسرے لفظوں میں جب تک عقل پہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا عشق غالب
 نہیں آتا، سلیم نہیں ہو سکتی، ہر وقت نقص کا احتمال رہتا ہے۔

عقل کا گھوڑا میدان ہی میں دوڑ سکتا ہے، پہاڑ کی بلندی پہ نہیں چڑھ سکتا۔
 عقاب، صرف عقاب ہی پہاڑ کی چوٹی پر پرواز کر سکتا ہے۔ محض عقل کی رہنمائی معتبر
 نہیں، عقلِ عشق کی رہنمائی میں سلیم بنتی ہے۔

عقل کی ساری داستان پڑھیں، عشق کے بغیر ناکام رہی۔ جہاں بھی عشق
 نے اس کا ساتھ چھوڑا، دم توڑ گئی۔ جس جدوجہد میں بھی عشق کار فرما نہیں ہوتا،
 بے جان رہتی ہے اور بے جان چیز کیونکر کسی مقام پہ پہنچ سکتی ہے!

اللہ عشقِ عنایت فرماتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ سوز و گداز۔ اور سوز و گداز

ہی اصل زندگی ہے۔

آبِ ودانہ ہر ذی روح کو مل ہی جاتا ہے،
 علم و حکمت مومن کا رزق ہے، اس رزق کی تلاش کر۔
 عشق و رقت مخصوص رزق ہے اور رسالت مآب ﷺ ہی اس کے قاسم،
 قاسم الخیرات الحسنہ ہیں۔

جو رزق عنایت کیا جاتا ہے، عین فیاضی سے دیا جاتا ہے۔ تاخیر میں حکمت
 ہوتی ہے، ملول مت ہو۔

سیدنا قاسم ﷺ

اللہ معطی

میرے آقا و رحیمی فدائے ﷺ قاسم قاسم الخیرات الحسنہ

میرے آقا نُاتے ہیں لنگر

لُٹ لو جس نے لُٹا نہیں ہے

لنگر میں سرِ فرست علم و حکمت اور عشق و رقت کا باز لہنا کرتا ہے۔

علم و حکمت عام ہے اور عشق و رقت خاص۔ اور خاص وہی ہوتی ہے۔

اپنے رازق کو پہچان اور قاسم کو بھی۔

میرے قاسم قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ

دھوون نہیں، مجھے موتی دان کرتے ہیں۔

علم و حکمت اور عشق و رقت وہی عنایات ہیں،

میرے آقا و رحیمی فدائے ﷺ قاسم الخیرات الحسنہ یہ عنایات تقسیم فرمایا کرتے

ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

عشق کبھی فنا نہیں ہوتا، لہذا حیات کا امین ہوتا ہے۔
 اللہ اپنی محبت کے محبت کا تذکرہ اپنے مخلص بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ زندہ
 رکھتا ہے۔

اے ہمیشہ! سدا رہ بہ عشق اللہ
 دنیا ہیچ و بیکار است
 جمال محمد ﷺ عشق الہی کی تمہید ہے۔
 کائنات..... تیرے جمال کی مشتاق
 تیرا جمال ہر جمال کا منبع

اللَّهُ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ
 ارض و سماء کے مائین کوئی بھی مخلوق جمال کی منکر نہیں۔ بلا عذر من و عن
 تسلیم کرنے پہ مجبور ہے۔ نہ منکر نہ مستغنی و بے نیاز۔
 تیرے جمال ہی کی بدولت و باعث دل بے چین و بے قرار رہتے ہیں۔
 تیرے جمال ہی نے خون کے آنسو رلائے۔
 جمال کا کوئی نعم البدل نہیں۔

اے خسروِ خوباں! تیرا جمال ہی صحرا و دریا کا حج ہوتا ہے۔
 تیرا جمال..... بے قدر مسافر کی دلجوئی کی حد۔
 جمال کی جستجو میں سر کے بل رقص کرتے ہوئے چلنا محبت کی دنیا میں ایک
 مقبول الحب ادا اور مایہ ناز جنون ہے۔
 محبت والے اسے جنون کی تعبیر کہتے ہیں۔

جنون محبت کی لہدائی منزل۔ کبھی رد نہیں ہوتی، پا کر رہتی ہے۔
بہترین عمر وہ ہے جو تیری جستجو میں گزری۔

زاہراہ :

’تم انہیں جانتے ہو؟‘ کیوں نہیں؟

یہی تو میری زندگی کا زاہراہ ہے۔

میرے آقا و رحی فدائے عالمین ﷺ۔

ان ہی کے جمال کی جستجو میری دنیا بھر کی منزل تھی،

انہیں پا کر گویا ہر شے کو پایا۔

الصلوة و السلام عليك يا رسول الله

الصلوة و السلام عليك يا رسول الله

الصلوة و السلام عليك يا رسول الله

الصلوة و السلام عليك يا رسول الله

تیرے جمال کی جستجو نے کیسے کیسے رنگ بدلے!

کن کن مقامات پہ پرگٹ ہوا!

جو کسی نے بھی نہیں دیکھا.... دکھایا

جب رلایا خوب رلایا۔ اسی طرح جب ہنسایا خوب ہنسایا۔

اور حد یہ کہ جب نچایا خوب نچایا۔

جستجو زندگی کی جان ہوتی ہے، کبھی ختم نہیں ہوتی۔ تیرے حجاب پہ قربان

جاؤں۔ یہ حجاب کبھی بے حجاب نہیں ہوتا۔ ہر شے موجود ہے لیکن محبوب۔

یہی حجابِ زندگی کی جدوجہد اور روحِ رواں ہوتا ہے
مکشوف ہو جائے.... جستجو کا خاتمہ ہو جائے۔

لکھو کھ ہا صفحات کی تلخیص :

تیرا جمال ہی ایمان کی تصدیق۔

آنکھ..... جمال کی متنی۔

پالے تو اسے شہود کہتے ہیں۔

ہر کسی نے کہا جس نے بھی دیکھا، جب بھی دیکھا،

اندر ہی کے جمیل مستور پردوں میں دیکھا۔

ناسوت میں تو

ملکوت میں تو

جبروت میں تو اور

لاہوت میں بھی تجھ ہی کو دیکھا

و ما علینا الا البلاغ

بحرِ و بر میں تیرے ہی نام کا ڈنکا بج رہا ہے

پتہ پتہ، ذرہ ذرہ شاہد و مشہود!

جلالِ ردائے نبوت ﷺ سے گزر کر جمالِ ہوا۔

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے چالیس دن

رات کلام فرمائی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس سرور میں مدہوش ہو کر یہ سمجھے کہ وہ دنیا

میں نہیں، جنت میں ہیں اور اسی جذب کے تحت 'رَبِّ اَرِنِیْ' کہا۔ فرمایا 'لَنْ تَرَانِیْ'

(میرے کلیم! ان آنکھوں سے) آپ مجھ کو نہیں دیکھ سکتے۔

نبوت کی فرمائش کے اکرام میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نور کی تجلی سُوئی کے ناکے سے ستر ہزار اجمالی پردوں سے گزار کر فرمائی۔ طور عظمت و کبریائی کے نور کی تاب نہ لاتے ہوئے جل گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ تین ٹکڑے احد، درقان اور رضوی مدینہ منورہ میں جاگرے باقی تین تُوڑ شیر اور حرامکہ مکرمہ میں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی جذب و مستی کے عالم میں فرماتے، 'ایسی سو تجلی روز میرے دل پہ وارد ہوتی ہے اور مجھے محسوس تک نہیں ہوتی'۔

وہ طلب تھی، یہ رضا۔

وہ اجمالی پردوں سے گزار کر وارد ہوئی اور یہ حضور اقدس ﷺ کی ردائے نبوت سے۔

تیرے نور کے جلال کی تجلی ستر ہزار اجمالی پردوں سے گزار کر جب طور پہ چمکی، تاب نہ لاتے ہوئے جل گیا۔

وہی تجلی جب رسالت مآب ﷺ کی ردائے نبوت کے نوری پردوں میں سے مستور ہو کر کلیئر میں جلوہ نما ہوئی، بے ہوش نہیں مدہوش ہوئی اور اسی مدہوشی کے عالم میں ایک طویل مدت کھانے پینے سے مجتنب رہی۔

حال ماضی کا شاہد ہے۔

طور ماضی تھا، کلیئر حال۔

طریقت کی حقیقت جب اکتسابیت میں مجبوب ہونے لگی تو

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہ العزیز کو ایک بے مثل اچھوتے اور انوکھے نمونے کے لیے منتخب فرمایا گیا۔ ابھی ایک گھونٹ ہی بھری تھی کہ غٹ ہو گئے۔

کون سی گھونٹ جی؟ کہا جذب و سکر کی۔

بس پھر کیا تھا خاک میں نور کی تجلیاں چمکنے لگیں۔ ذات ذات میں محو ہوئی۔ بخری صفات کا خاتمہ ہوا اور آپ نے اس محویت کے عالم میں بارہ سال گھر کی شاخ کو تھامے کلیئر کی پاک سر زمین کو مرکزِ تجلیات بنائے رکھا۔ مرحباً مبارکاً مشرفاً اور میری سرکار کے جمال و جلال کی انتہا یہ ہے کہ جب جذب و مستی میں ڈوب گئے، زبان ارادت و کیفیات کی ترجمان بن گئی.... اس سے بڑھ کر جذب و مستی کا اور کیا مقام ہو سکتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ امروز شاہِ شاہاں ﷺ مہماں شد است ما را

جبریل * باملائک درباں شد است ما را

کہ بادشاہوں کے بادشاہ میرے آقا و مولا حضور اقدس و اکمل ﷺ نے آج میرے جھونپڑے کو شرف میزبانی بخشا ہے، میرے گھر تشریف لائے ہیں اور اس مہمانِ ذی شان کی تشریف آوری کوئی معمولی بات نہیں، عنایات کی انتہا اور کمالات کی معراج ہے۔ آج مجھے مقصودِ کمال حاصل ہے۔ بادشاہوں کے بادشاہ میرے مہمان بنے ہوئے ہیں اور اب اس سے آگے نہ کوئی منزل ہے نہ مقام، نہ خواہش نہ جستجو۔

فرماتے ہیں کہ آج میرے جھونپڑے کی، میرے گھر کی یہ شان ہے کہ جبریل امین ملائکہ مقررین کی معیت میں اس چوکھٹ کی دربانی کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ! سبحان اللہ! اور ... یہ عطا و بخشش اور کمال و جلال کی انتہا ہے۔

کمال کا مطلب کرامت نہیں۔ کرامت سے ہر کہہ و مہ کو نوازا جاسکتا ہے لیکن کمال..... ہر کسی کو مقسوم نہیں۔ کمال یہ ہے کہ مقصودِ کُل ہاتھ آجائے۔ بلند ترین عطا اور اعلیٰ ترین عنایت یہ ہے کہ حضور اقدس و اکمل ﷺ کسی گھر کو اپنی مہمانی سے مشرف فرمائیں اور یہی کمال کا مقصود اور یہی انتہا ہے جو میری سرکار حضرت صابرِ صاحب کو عطا ہوا۔

اسی کمال کی جستجو میں صحرا نوردی کر اور اپنے اس کھوئے ہوئے گھر کی تلاش کر جو ان کی مہمانی سے مشرف ہوا کہ اس سے بڑھ کر نہ کوئی عنایت ہے نہ مقام۔ کسی کا کسی کے گھر میں نزول فرمانا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ عرس المیلاد المبارک کی تمام ادائیں اس گھر پر چھاجاتی ہیں۔

حضور اقدس و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر، طہ، لیس، مزمل، مدثر روحی فدائے حضرت محمد ﷺ کا نور ہر جگہ ہر وقت موجود بھی ہے مشہود بھی اور کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں۔

اپنے عشاق کو کبھی اپنے نوری وجود سے اور کبھی بھری وجود سے خیرات الحسنہ تقسیم فرماتے رہتے ہیں..... کبھی عالم شہود میں جلوہ فرما ہو کر اور کبھی محبوب و مستور ہو کر!

غور فرماؤ! حضور اقدس ﷺ حبیب اللہ ہیں۔ محبت اپنے حبیب سے اور حبیب اپنے محبت سے کونسی شے پوشیدہ رکھا کرتا ہے؟ محبت و محبوب میں کوئی اسرار پنہاں نہیں ہوتا۔

ایک نے یہ کہہ کر کہ بادشاہوں کے بادشاہ کا کسی کے ہاں آنا یا جانا ان کی

مرضی پہ موقوف ہوتا ہے، دعوت پہ نہیں... مضمون کی تکمیل کر دی۔ اگر وہ ہم پہ پہلے ہی روز اپنا نظارہٴ جمال پوری شرح و بسط سے ظاہر فرمادیں تو سوز و گداز کا..... جو عشق کی روحِ رواں ہے.... خاتمہ ہو جائے۔ نہ کوئی تڑپ باقی رہے، نہ کیف۔ اس حال میں جینا کوئی جینا نہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

میخانہٴ طریقت کا یہ جام بے کیف بھی ہے پُر کیف بھی۔ اسے پی کر کوئی کیسے جانبر ہو سکتا ہے؟ اُن کی عنایت ہی سے یہ عطا ہو سکتا ہے اور فضل ہی سے جانبر۔ میکدے کا یہ دستور انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے۔

علم و حکمت جذب و مستی کی نشاندہی تو کرتا ہے، رہبری نہیں۔ علم و حکمت دینِ مصطفائی ﷺ کی پیشوائی اور عشقِ مصطفائی ﷺ جذب و مستی کی رہنمائی کرتا ہے۔ و ما علینا الا البلاغ تیرے حبیبِ ﷺ کی محبت کے جنون میں محور ہنا، دنیائے جنون کا مایہ ناز جنون ہے۔

دنیائے دوں کے کسی بھی دفتر میں اگر کوئی مرفوعِ القلم ہے، وہ جنون ہے اور یہی اس کا کمالِ کمال ہے۔

جنون جنون کو میخانہ میں لایا۔ جنون ہی نے میکدہ سے صراحی حاصل کی اور جنون ہی کی دلسوز ادواہل نے ساقی کو عنایت پہ مائل کیا اور ساقی نے بلا تصدیق صراحی کو مے سے لبریز کیا۔ منہ تک بھر دی اور خود باہر کھڑی اپنا منہ دیکھتی رہی۔ مبصر نے تائید میں کہا: جنونِ خرد کے قانون سے مستثنیٰ ہے۔

ورنہ ایسے میکدے سے..... اور ایسی مے کوئی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

اور پھر اتنی جلدی؟ یہ مقام اللہ نے جنون ہی کو عشا ہوا ہے اور یہ اس
مضمون پہ ختم الکلام ہے۔ ماشاء اللہ!
جنون خرد پر غالب
جنون نواز کو نوازش پہ
کریم کو کرم پہ اور
معطی کو عطا پہ مائل کر دیتا ہے۔
عشق جنون کا ایک عنصر ہے، صرف ایک عنصر۔

اے جانِ حسینانِ جہاں! تیری محبت نے تیرے ناچیز چاہنے والوں کو کیسے
کیسے رنگ دکھلائے!

تیری محبت کے جلال نے، اللہ اللہ، کسی کی کھال کھینچوائی، کسی کو سولی پہ
لٹکایا، کسی کو آرے سے چیر لیا، کسی کو سر بازار نچلایا، لیکن واہ رے شوق! تو کبھی اپنے عزم
سے باز نہ آیا اور نہ ہی تیری کسی بے بسی پہ تیرے محبوب کو ترس آیا اور نہ ہی کسی پہ اپنا
گھنڈا اٹھلایا۔ کوئی بے رخی تیری دید کے شوق پہ کبھی غالب نہ آسکی۔ شوق اپنی ہٹ پہ ڈٹا
ہی رہا۔ اس کے پائے ثبات کو کوئی بھی چیز متزلزل نہ کر سکی۔ بے رخی کی بھی آخر کوئی
حد ہوتی ہے!

حضرت مخدوم صابر صاحب کارنگ فقر کی تاریخ کو دنگ کر گیا۔ ماشاء اللہ۔
کسی بھی تاریخ نے آج تک اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں کیا کہ کوئی تیری محبت کے
نشے میں چور ہو کر بغیر کچھ کھائے پیے بارہ سال کسی درخت کی شاخ کو تھامے کھڑا ہو۔
یہ اعلیٰ درجے کا نمونہ انہی کو عنایت ہو۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً

منعِ سرِ نبوت، ہم ولایتِ حیدریؑ
آفتابِ پشتیاں مخدوم صابرِ کلیریؑ
محبت نے محبت کی داد دی۔

محبت محبوب میں محو ہوا، گویا خاک میں نور جلوہ گر ہوا اور بھری صفات کا
خاتمہ ہوا، خاتمہ بالخیر۔ اسی طرح طیب و مبارک محبت ہر محبت کی داد دیا کرتی ہے۔
اونگھ، نیند، بھوک، پیاس جاتی رہیں۔

سکون جنون کا ایک جز ہے۔ اولین بھی کہیں تو بے جا نہیں۔ جسے بھی سکون
ملا، جنون ہی کی بدولت ملا اور عمدہ ترین جنون علم و حکمت اور عشقِ درقت کا جنون
ہے۔

جنون ایک فن ہے۔

تیری محبت کے جنون کے سوا لاکھ فنون۔

جمالت جنون کا سرچشمہ

اس سے علم و حکمت اور عشقِ درقت کے وہ چشمے پھوٹے جنہوں نے عقل کو

دنگ کر دیا اور لبد لآباد پھوٹے رہیں گے۔

خرد اس کے حضور کیا حیثیت رکھتی ہے!

جنون محبت پہ نازاں

خرد ششدر!

تیری محبت کے جنون کا خمار جب ایک بار چڑھ جاتا ہے، کبھی نہیں اترتا۔

حیات و ممات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ کوئی لاکھ جہنم کرے، کسی کے بھی اتارے کبھی

نہیں اترتا۔ لبد لآباد مخمور و مسرور رکھتا ہے۔

عقل جنون کے تابع

عقل تاویلات جنون وادائِ ربلی

جنون کی دس ہزار سالہ تاریخ میں جنون نے عقل کی کبھی نہ مانی.....

جو کرنا تھا، کر کے رہا۔

جذب کی ساری منزل جنون ہی کی اقتدا میں قائم، جاری اور تمام ہوتی ہے۔

سب سے پہلے بندے کے اندر جنون پیدا ہوتا ہے اور پھر جنون ہی جسم الوجود

پہ چھا کر ہر فعل کا باعث بنا کرتا ہے۔

جنون کی تلاش میں بڑے بڑے مارے مارے پھرے، اوڑک تھک ہار کر

لوٹے۔ تمنا رہی کہ کسی بھی قیمت پہ جنون حاصل ہو، نہ ملا۔

بڑے میاں! سچ پوچھو تو جنون ہی کار آمد کارندہ ہے۔

جنون ہی نے بندے کو اللہ سے ملایا اور جنون ہی نے میرے آقا روجی

فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ دکھایا۔

جنون جب میرے آقا روجی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں سلما، کوئی شے یاد نہ

رہی۔ ان ہی کے در پہ دھونی رمادی۔

ہر شے مٹنے والی ہے، مٹ جائے گی۔

اے خسر و خوباں صلی اللہ علیہ وسلم! تیری یاد کبھی نہیں مٹتی، مٹ سکتی ہی نہیں

بدلآباد زندہ جاوید۔ یہی میرے جنون کا جنون

یہی جنون میرا اثاثہ۔ جنون کو فنا نہیں دائم البقاء ماشاء اللہ!

خرد تکتی ہی رہی، جنون بازی لے گیا۔

عقل کو پس پشت ڈال کر حُب کی تفسیر محبت پہ چھا جاتی ہے اور جو کچھ بھی کرنے پہ آئے، کردا کر رہتی ہے۔ محبت کی تاریخ نے کہا: حق حق حق۔

محبت، محبوب سے دُم بھر کے لیے بھی دور رہنا گوارا نہیں کرتا۔ جہاں محبوب ہوتا ہے، وہیں محبت۔ اور یہ محبت کا ازلی دستور ہے۔

تیری محبت کے جنون کی داستانیں زندگی کو زندگی کا پیغام سنا سنا کر گرماتی، منصفہ شہود پہ لا کر عالمِ قدس میں ہلچل مچاتی اور حریمِ ذات میں شور برپا کر دیتی ہیں۔ محبت کی پیاس کو تشنہ لب رکھنا بھی جانِ جاناں کی اک ادا ہے۔ کمال بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

اے خسروِ خواباں! تیری محبت کے پیاسے تشنہ لب مارے مارے پھرتے ہیں۔ بے چین رہتے ہیں۔ بے قرار رہتے ہیں۔ کبھی سیراب نہیں ہوتے۔ مے خانے کی ساری شراب بھی ان کی پیاس نہیں چھاسکتی!

اے ساتیِ دوراں!

اپنی آنکھوں سے اک جامِ پلا، ایسا پلا اور ایسا پلا کہ سیراب ہو کر محبت کی اسی پیاس نے فرات جیسے دریا سے معصوم اصغرؑ کو پانی کی ایک گھونٹ تک نہ پینے دی

جب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ فرمایا:

’تشنہ لب مرتا ہوں اے ساتی کوثر علیہ السلام دیکھو‘

اللہ اللہ ادا کی بے مثل ادا سے نوازا

تیری مخمور ادائیں جب کچھ کرنے پہ آتی ہیں، کبھی باز نہیں رہتیں۔ کسی کے بھی روکے کبھی نہیں رکھتیں۔ کسی کے بھی ہٹائے کبھی نہیں ہٹتیں۔

میرے آقا و رحمتی فداہ علیہ السلام!

تیرے اصغر کی پیاس نے رہتی دنیا تک محیر العقول داستان کی افتتاح کی جسے کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کر سکتا ہی نہیں۔

پیاس سے جب دم گھٹنے لگا تو شاہ نے اصغر سے فرمایا:

لو پیٹے ہیں، پیٹا

پانی کربلا والے نہیں پیٹے

کسی حکیم کے پاس اس جنون کا مجنون نہ ملا۔ ہوتا ہی نہیں۔ دنیا بھر کی لغات کی سیر کی، کسی لغت میں اس باب کی کوئی تشریح نہ ملی۔ کسی بھی کتاب میں اس کے معنی نظر نہ آئے، نہ ہی کوئی مفتی اس مسئلے کو حل کر سکا۔

تیری محبت کے جنوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا؟ ساری خدائی کی ساری ادائیں مضمر ہوتی ہیں۔

کسیں صدیقیت	کسیں زندقیت
کسیں دیوانگی	کسیں فرزانگی
کسیں یگانگی	کسیں ہیگانگی
کسیں مدہوشی	کسیں بیہوشی
کسیں خودی	کسیں بے خودی
کسیں گریز	کسیں گامزن

ان تضادات کا حسین اجتماع

تیری محبت کے جنون سے باہر نہ کبھی ہوا، نہ ہوگا۔

اسی محبت کے جنون میں سلمان فارسی صحرانورد ہوئے

سیدی بلالؓ تپتے ہوئے انگاروں پہ لیئے

حضرت خیبؓ سر بازار سولی پہ لٹکائے گئے

ابو جندلؓ بیڑیوں میں وفا کی لاج نبھائے گئے

ابوذر غفاریؓ ستم سہہ کر بھی اعلائے کلمتہ الحق

سے باز نہ رہے

حُرِّ حق کی حمایت میں سر کٹوا گئے

تیری محبت کے جنون میں سرشار دیوانوں نے کبھی زبانِ محبت سے پھول
کھلائے، کبھی قلم سے سد ایہد باغ لگائے۔ کبھی نوکِ نیزہ پہ الفت کے گیت گائے، کبھی
تہہ خنجر محبت کے ترانے سنائے۔

محبت نے محبوب کا جو بھی رستہ پایا، اس پہ گامزن ہوا۔ کبھی نہ رکا، کبھی نہ پلٹا۔
تیری محبت نے کسی کو بھی آرام سے رہنے، بنے اور سکھ کا سانس لینے نہ دیا۔
اس دنیا کو کانٹوں کی تیج بنا کر پیش کیا۔

کائنات تیری محبت کے جنون کی اداؤں کو پا کر محو حیرت ہوئی۔ میرے آقا
روحی فداہِ علیہ السلام کی امت کے باکمال مردوں نے محبت کے وہ حیران کن نمونے پیش
کیے جن کی کوئی بھی مثال تاریخِ عالم میں نہیں۔ چشمِ فلک نے ان کی محویت کا وہ عالم
دیکھا کہ قدسی ششدر رہ گئے۔

ایک گلر کی شاخ تھامے پکاراٹھے!

امروز شاہِ شاہاں مہماں شد است ما را

جبریل " بالمالک درباں شد است ما را

تیری محویت کی مثال نہیں ملتی.....

انسان چند گھنٹے تک محویت کے عالم میں کھڑا رہ سکتا ہے۔ اتنی طویل مدت ہو اچھانک کر محبت کی جوت جگاتے رہے، کبھی نہ ڈگمگائے۔ محبوب سامنے تھا، پھر کیونکر گھبراتے؟ فریدیؒ قذیل مچ اٹھی، روشن ہوئی، ہر عالم کو جگمگانے لگی۔
یہی تو ایک تذکرہ ہے جو سردی صوت میں گونجتا رہتا ہے۔
ان کی محبت کا ایک قطرہ ہم خاک نشینوں کو بھی عنایت ہو!
اگر یہ شرباً طہورا تھی، لور ہے، ہنسی کھچی تلچھٹ ہمیں بھی نصیب فرما۔
یا حی یا قیوم!

تیری محبت کے جنون کی وہ داستان جو کلیر میں لکھی گئی، کائنات کو دنگ کر گئی۔ ہر داستان سے زالی نکلی۔ کسی بھی ولایت کے دلی کو یہ شرف حاصل نہ ہوا کہ
مجد نے کیا سجدہ صلہ شیری گلی میں
حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صلہ کلیریؒ قدس سرہ العزیز عالم وجد و محبت میں
فرمایا کرتے:

کعبہ خوانم یا پیمبر، مصحف است ایس یا خدا
اصطلاح شوق بسیار است و من دیوانہ ام
(میں آپ کو کعبہ کہوں یا پیمبر، قرآن کہوں یا خدا... میرے شوق
کے خیالات تو بہت ہیں، ویسے میں ان کی محبت کا دیوانہ ہوں)
دیوانگی فتویٰ سے مستغنی!

تیری محبت کے جنون کے باعث فرزانوں نے انہیں دیوانے کہا اور یگانوں
نے یگانے۔

کبھی شمس تبریزؑ بن کر سوختے جاں رومیؒ کو راکھ کر گیا
کبھی منصورؒ بن کر سربازار سولی پہ لٹک گیا
کبھی ذوالنونؒ 'زندیق' بن کر ہتھکڑی کو ہار بنا گیا
کبھی قلندرؒ بن کر جمننا کو جذب کی داستان بنا گیا

اور

کبھی صابنؒ بن کر میرے کلیر میں آگیا، کلیر کو رنگ لا گیا۔
اگر کلیر میں دیوانے نہ ہوتے اور مستانے نہ ہوتے پھر کیا ہوتا؟ نہ کیف ہوتا
نہ سُردور۔ ایک جمودطاری ہوتا۔ نہ کوئی دُھونی ہوتی نہ کوئی اسے راماتا۔ سرمست کے
مست آتے، دیکھ کر لوٹ جاتے۔ خون کے آنسو بہاتے۔ اور رندوں کی سسکیاں سسی
نہ جاتیں۔

باب کوئی بھی ہو ساغر و مینا کے بغیر رنگ نہیں جمتا، پھیکا ہوتا ہے۔

کلامِ بجا ہی نہیں جب تک ساغر و مینا سے لطف اندوز نہ ہو!

جذب کی تلچھٹ کا خمدار کبھی نہیں اترتا۔

اور پھر اُن کی تلچھٹ کا!!!

اثر ایک ہے.... جام ہو یا تلچھٹ۔

جب تلچھٹ کا یہ حال ہے تو بھری ہوئی بوتل کا کیا حال ہوتا ہوگا!

فیضانِ فیض

پیرِ فیض حضرت شاہِ ابو علی قلندرؒ پانی پتی قدس سرہ العزیز

○

جذبِ رحمت ہے عینِ رحمت۔

رحمت اگرچہ کسی بھی روپ میں ہو، رحمت ہے۔

بظاہر سخت گوئی حقیقتاً لچوئی

بظاہر بددعا حقیقتاً عینِ دعا

جذبِ شراب کی ایک لبالب بوتل۔

اسے پی کر مدہوش رہنا جذب کی مستی۔ جو کبھی نہیں اترتی اور

نہ ہی کسی طرح اتاری جاسکتی ہے۔

اور دوسری بوتل جیسے دودھ۔

دودھ کی آمیزش شراب کے خمار کو بھڑکنے نہیں دیتی،

تیزی کو معتدل کر دیتی ہے۔ دونوں کا اثر ہمیشہ قائم۔

کبھی جذب ، کبھی سلوک۔

فقر میں جذب کی چار اقسام ہیں :

سالک مجذوب

مجذوب سالک

مجذوب غیر سالک

سالک غیر مجذوب و ما علینا الا البلاغ

کسی نہ کسی رنگ میں اور ہر رنگ میں جذب قائم رہتا ہے۔

جذب من کی مستی

جذب جاذب مجذوب

محبت کی تصویر اور محبت ہی کی تصویر ہوتے ہیں۔

جذب و جاذب و مجذوب و مجنون

ایک ہی منزل کے مختلف مدارج ہیں۔

جوشِ عمل جب جذب کی صورت اختیار کر لیتا ہے، راہِ سلوک کی تمام منزلیں کٹ جاتی ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ پرواز کی زد میں آجاتا ہے۔ سالک کون و مکال کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ہستی موہوم کی تمام رنگینیاں اور دلچسپیاں مٹ جاتی ہیں۔ استغراق و محویت طاری ہو جاتی ہے اور تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔ میرے آقا و مولا مخدوم حضرت صابر صاحبؒ پر جب یہ کیفیت طاری ہوئی تو جوشِ جذب میں اپنے حال و مقام کا یوں اظہار فرمایا:

امروز شاہِ شاہاں مہماں شد است مارا

جبریلؑ با ملائک درباں شد است مارا

(یعنی آج ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے! کہ بادشاہوں کے بادشاہ

نے ہمیں شرفِ میزبانی بخشا ہے اور ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا ہے

اور اس وجہ سے جبریل امینؑ فرشتوں کی معیت میں ہماری چوکھٹ

پہ دربانی کے لیے حاضر ہے) سبحان اللہ!

اور پھر اسی عالمِ محویت میں مسلسل بارہ سال تک گُگر کی شاخ کو تھامے ساکت

و صامت کھڑے رہے اور یہ محوالی اللہ ہونے کی حد ہے۔ ماشاء اللہ!

میرے پیرِ الفیض حضرت شاہِ شرف الدین یو علی قلندرؒ اپنے وقت کے ایک

بلند پایہ عالم دین تھے اور درس و تدریس کا مشغلہ فرماتے تھے لیکن جب جذب سے آگئی
ملی اور کیفیت طاری ہوئی، دنیا کی ہر شے سے تعلق ٹوٹ گیا۔ بارہ سال تک دریائے جمنا
کے پانی میں کھڑے رہے۔ ماشاء اللہ!

ہر سالک پر جب سلوک کا غلبہ طاری ہوتا ہے، ایک دلنواز حکایت بن جاتی
ہے..... اور ہم انہی حکایات پہ اکتفا کرتے ہیں۔

جذب و جنونِ سود و زیاں سے بے خبر ہو کر ہی الٰہی کاموں میں مشغول
ہوتا ہے۔

دل مانگو تو دل حاضر
جان مانگو تو جان حاضر
اہلِ وفا سے جذب کی تاثیر کہتے ہیں۔
جذب..... جنون کی ماں

ازلی جذب اصلی ہوتا ہے، کسی بھی حال میں کبھی نہیں بدلتا۔ ایک ہی روپ
میں رہتا ہے۔ ہر دور میں جذب نے جذب کا استقبال کیا۔ ایک سے ایک بڑھ کر۔ کبھی
پہچانہ گیا۔

کبھی گنگ، کبھی مد ہوش
کبھی جامہٴ عریاں، کبھی ستر پوش
جذب کا اصلی حال
کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جانا
مگر سنتِ مطرہ کا نور

کسی نہ کسی رنگ میں، شریعت کے پاک پردوں میں مستور رکھتا ہے، کبھی بے نقاب ہونے نہیں دیتا۔

جذب جنون کا ایک جزو ہے

سرفرست ذکرِ الہی

جنون کا بہترین خمار، اللہ اللہ اور اللہ ہی اللہ ہے۔ کسی کے بھی اتارے اتر نہیں سکتا۔ دم بہ دم بڑھتا رہتا ہے۔ ایک بار چڑھ کر کبھی نہیں اترتا۔ عقل کا معالج تھک تھک کر ہار گیا، کسی بھی علاج سے نہ اترتا۔ اوڑک مایوس ہو کر لا علاج قرار دے کر جنون ہی کا مجنون بن کر داد دینے لگا۔

یہ رقص و سرود ذکرِ الہی کی محفل کا غیر اختیاری حال ہے اور غیر اختیاری امور فتویٰ کے تابع نہیں، مرفوع القلم ہوتے ہیں۔

اے جانِ من! یہ سوز و گداز ہی تو تیری محفل کی متاع تھی جو رخصت ہوئی۔ تاتیری محفل میں اب کیا کیف باقی رہا؟

اس مقام پر حضرت خواجہ خواجگان معین الدین سید حسن سنجری اجمیری عارف طریقت، عالم حقیقت، محبوب مصطفیٰ، کلیم الرسول، قطب المشائخ، ولی السند و السدھ کے شیخ حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

شانِ مصطفیٰ ﷺ

بزان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم

مگر نازم بہ ایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر باد می رقصم
 بہ ہر طرزے کہ می رقصانیم اے یاری رقصم
 بیا جاننا تماشا کن کہ در انبوه جانبازاں
 بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم
 خوش آں رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را
 زہے تقویٰ کہ من با جُبہ و دستار می رقصم
 اگرچہ قطرہ شبنم نہ پوید بر سر خارے
 منم آں قطرہ شبنم بہ نوکِ خار می رقصم
 تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خون من ریزی
 من آں بسمل کہ زیرِ خنجر خونخوار می رقصم
 منم عثمان ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم
 ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

کلام حضرت بوعلی قلندر قدس سرہ العزیز

منم مجو خیال او نمی دانم کجا رقصم
 شدم غرقِ وصال او نمی دانم کجا رقصم
 غلامِ روئے او بودم اسیرِ زلفِ او بودم
 غبارِ کوئے او بودم نمی دانم کجا رقصم

باآں مہ آشنا سحشم زجان و دل فدا سحشم
 فنا سحشم فنا سحشم نمی دانم کجا رقوم
 شدم چون بتلائے او نماندہ سر پہ پائے او
 شدم محو لقاے او نمی دانم کجا رقوم
 قلندر بُو علی ہستم بنام یار سرمستم
 دل اندر عشقِ او بستم نمی دانم کجا رقوم

○

سلطان الہند و سندھ کے پیر حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

خوش آں رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را

رندی طریقت کا حیران کن مذہب۔

رندی کا بھی کوئی مذہب ہوتا ہے،

کسی لگن ہی میں لگن ہوتے ہیں۔

دیکھ لینا ڈھونی رما دیں گے

سُج ہی میں دھوم مچا دیں گے

اور سُج کوچ مچا دیں گے

اور یہی رندی کا دستور۔

روایاتِ کسنہ کی ایک بھی بات ہم میں نہیں!

کیا تھے اور کیا بن گئے! اس مشق کو دہرا۔

اور رندوں ہی نے زندوں کو اس مشق پہ مجبور کیا

یہ مشق ان کی منزل تھی۔

ہم خیالی آدمی منزل ہوتی ہے۔

روایاتِ کسنہ تیری آمد کی پاسبان تھی!

منصہ شہود پہ لا! وہی آب وہی تاب۔ ماشاء اللہ!

○

تیری قدرت کی حکمت کے مناظر رندوں ہی نے دیکھے!

رند ہی تیرے میخانے کے پیانے۔

تیری قدرت کی حکمت کو بندہ کیونکر جان سکتا ہے!

لبِ دریا نواسہٴ رسول ﷺ کو پیا سا مارا۔

تاریخ نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا

قسامِ ازل بلب بلب کر رویا

ایسا دلسوز..... ایسا دلگداز..... جبریلؑ تک انگشت بدنداں۔

وہ حکمت ہی کیا جو بندوں کی سمجھ میں آجائے!

ابنِ آدم کی تاریخ کے سکار نے ورق ورق الٹے۔ الٹ الٹ کر ڈھونڈے۔

ہر عجیب و غریب منظر کے جائزے لیے۔ محاسبے کیے۔ اوڑک ایک شیر خوار معصوم کی

پیاس پر پہنچ کر اپنے قطعی قطعہ کو قلم بند کر گیا۔

اصغرؑ کی یہ پیاس اللہ کو اس قدر بھائی اور ایسی حوصلہ افزائی فرمائی کہ دنیائے

دوں کی تاریخ کو مات کر گئی اور پیاس کا انوکھا باب بن کر تاریخ پر چھا گئی..... گویا آج ہی

کی بات ہے۔

تاریخ نے کورو پانڈو کے معرکے کو دیکھا
 لیکن اس پیاس کے آگے ہاتھ جوڑ کر روئی۔
 تاریخ نے بڑے بڑے جنگجوؤں کو میدانوں میں سردھڑکی بازی لگاتے دیکھا،
 ایک معصوم شیر خوار کو اس طرح پیاسے بلتے کبھی نہیں دیکھا۔
 تیری بے نیازی کا باب تشنہ تھا،
 شاہِ کونین علیہ السلام کے شیر خوار اصغرؑ نے سیراب فرما کر مکمل کر دیا۔
 ایک بے نیاز باپ نے بے نیازی کی حد کر دی!
 اصغرؑ کا پیاس سے دم گھٹنے لگا۔ پانی مانگا، ہنس کر فرمایا:
 ”لو پیتے ہیں پانی کربلا والے نہیں پیتے“
 یہ رندیہ تیرے پُر اُسر ارندے تیرے میکدے کی رونق ہیں۔
 اگر تیری دنیا میں یہ رند نہ ہوتے تو تیری دنیا میں کیا کیف ہوتا؟
 کسی بھی تاریخ میں کوئی چاشنی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی
 ساری داستان کو ابن رندوں ہی نے رنگین کیا ہوا ہے۔
 نازِ محبت کا سب سے اونچا مقام ہوتا ہے۔
 رندوں ہی نے ناز کے مقام کو زندہ رکھا
 اور ہم نے کافر کھلو کر اپنی زندگی گزار لی۔
 خوش آل رندی کہ کہہ پامالش کند صد پار سائی را

لطافتِ رندانہ

تیرے ناز پہ بولی ہوئی بولی کبریائی کے عالم کو اسی طرح کرنی پڑتی ہے۔

اگر ناز نہ ہوتا

محبت پامال ہو جاتی

نہ کیف ہوتا نہ سرور۔

مے کدے کی حاضری رند کی زندگی اور اس راہ میں چلنا اسکی منزل۔

رند رقص کرتا ہوا مے کدے پہ حاضر ضرور ہوتا ہے،

پلانا نہ پلانا ساقی کی مرضی پہ موقوف۔

رند عطا و بلا سے کھیتا بے نیاز۔

عطا و ابتلاء ساقی کے انداز۔ مقبولِ طریقت انداز۔

اور یہ دونوں پہ دلشاد۔

پی کر کبھی آپے سے باہر نہیں ہوتا۔

رند بے ہوش نہیں، مدہوش ہوتا ہے۔

سُنّتِ مطہرہ کا نور کسی مدہوش کو بے ہوش نہیں ہونے دیا کرتا اور یہ اس

مضمون پہ ختمِ الکلام ہے۔

یہ رند ہی تو تیرے میکدے کی روحِ رواں ہیں اور یہ میکدہ رندوں ہی کے

لیے ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے.... نہ ساقی ہوتا نہ صبحی اور نہ ہی میکدے میں رونق۔

تیرے میکدے پہ رندوں کا یہ ہممٹ سدا برقرار رہے۔ تیرا کاسہ لبریز رہے اور

صراحی اسی طرح بھری رہے اور تو اے میرے ساقی! اے اولالہ فام ساقی! اسی طرح اور ہمیشہ ہمیں پلاتا رہے۔ تیری بھی خیر ہو، تیرے میکدے کی بھی اور رندوں کی یہ بھیر اسی طرح قائم و دائم رہے۔ یا جمی یا قیوم آمین!

واضح ہو کہ میکدہ توحید کے چار معروف رند

صدیقؒ و عمرؒ و عثمانؒ و علیؒ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

اس میکدے میں رنگارنگ کے جام ہیں۔ جب تک کوئی رند پہلے تین جام

نہیں پیتا، چوتھا نہیں دیا جاتا اور ان کو پی کر جانبر ہونا جانباڑوں کا کام ہے :

خوف، محبت، مخالفت

اللہ رب العالمین کا خوف

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت

نفس کی مخالفت

اس میکدہ توحید و رسالت کے یہ پہلے تین جام ہیں۔

خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ

کہنے کو یہ عام بات ہے لیکن اہم ترین.....

ساری دنیا اسی کی متلاشی لیکن کسی کو بھی اس پہ عبور نہیں۔

عشقِ الہی اور عشقِ محمد ﷺ کے حامل کو رند و ندیق کے القابات سے ملقب

کیا جاتا ہے اور یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ اللہ رب العالمین اور حضورِ رحمتہ

للعالمین ﷺ کے عاشقِ صادق کو کیوں رند و ندیق کہا جاتا ہے۔ یہ القابات ازل سے

چلے اور لہد تک جاری رہیں گے۔

محبویت اگر زندیقیت کے پردوں میں مستور نہ ہوتی مبدنام ہو جاتی۔

زندیقیت محبویت کا پردہ ہے۔

کسی فہم وادراک میں آنے نہیں دیتا۔

محبویت جب زندیقیت کے پردوں میں مستور ہو کر جلوہ گر ہوتی ہے کُنْ فیکون کا مقام رکھتی ہے۔ اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے۔

زند جو تیری نظروں میں زندیق ہے، طریقت میں محبوب صدیق ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے جب بھی کسی زندیق پہ اپنی تعزیر نافذ کی، زندیق نے خندہ پیشانی سے تسلیم کر کے صدیقیت کی تصدیق کر دی۔ اس حال میں میرے دلبر میرے جانی حضرت ذوالنون مصریؒ کا پہلا نمبر ہے۔ اسی طرح منصورؒ حلاج۔

منصورؒ پہ جب ان کی محبت وارد ہوئی، تاب نہ لاتے ہوئے بھوک اٹھے۔

سولی پہ چڑھائے گئے۔ شمسؒ کی کھال کھینچ دی گئی۔ میرے آقا میرے مولا، میرے صابرؒ بارہ سال محویت کے عالم میں صائم الدھر رہے۔

ان کی محبت کے تذکرے گونا گوں اور ایک سے ایک بڑھ کے ہیں۔

و ما علینا الا البلاغ۔

زند اپنا حال کبھی نہیں بدلا کرتا اور نہ ہی کوئی حال رندی پہ غالب آیا کرتا

ہے۔

رندی افتخار نہ راز و نیاز کا بلند ترین مقام ہے۔

رندی جب پارسائی کے روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے، ہر معیار کومات کر دیتی

ہے۔

یکے پر سید رندی چیست؟ گفت چه گویم!

ایک نے پوچھا کہ رندی کیا ہے؟ کہا کہ کیا بتاؤں کہ کیا ہے؟
رندی کے احوال و مقامات گونا گوں ہیں۔

کبھی استغراق، کبھی اشتیاق، کبھی دیوانگی، کبھی فرزاگی، کبھی یگانگی، کبھی
یگانگی، کبھی قرب، کبھی بُعد۔

رندی ازل وابد کی رازداں، بحرِ بحرِاں، سرِ کون و مکاں، سرِ درِ جادواں،
مقصودِ عاشقِاں، تفسیرِ موجودات، تنظیمِ کائنات، قیل و قال سے ماورا، فنا و بقا سے
لاپروا، ہتھائے جذب و حال، مظہرِ جلال و جمال اور لازوال کمال ہے۔ ماشاء اللہ لا
قوة الا باللہ۔

رندی دانش کا نکھار، اخلاص کا معیار

محبت کا خمار، مجسمہٴ انکسار

اُحد کی طلبگار، ماسوا سے بے نیاز

مسالک سے بے نیاز، احدیت کی ہمراز

معرفت کی پاسبان، حقیقت کی ترجمان

حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ رند کو تو نے تنظیمِ کائنات کا مایہ ناز کارندہ
قرار دے کر ہم سب کو حیرت میں ڈال دیا اور پھر خود ہی رند کو زندگی سے ملقب کر
کے ہمیں اس جرأت پر آمادہ کر دیا کہ رند و زندیق کی وہ خصلت جس کی بدولت وہ رندی
و زندیقیت کے اس قابلِ رشک مقام کا امین ہوتا ہے، عام فہم انداز میں بیان کیا جائے
تاکہ یہ بیان صرف خطاب ہی تک محدود نہ رہے، فہم و ادراک میں آسکے۔

کہا:

جس خوش نصیب کو اللہ رب العالمین اپنی محبت کے لیے مقبول فرما لیتے ہیں، اسکے نفس و قلب و روح تینوں آپس میں اس طرح متحد و متصل و مربوط ہو جاتے ہیں کہ بال بھر کا بھی فرق نہیں رہتا۔ جب تینوں متحد و متصل و مربوط ہو جاتے ہیں پھر اپنے مقام کی طرف پرواز کرتے ہیں اور انتہائی بلندی پہ پہنچ کر، جہاں ان کا مقام مقدر ہوتا ہے، لٹ جاتے ہیں۔ کوئی اللہ رب العرش العظیم کے حضور میں حاضری کے اشتیاق میں لٹ جاتا ہے اور کوئی حضور اقدس ﷺ کے۔

دونوں مقامات پر لٹنے والے دونوں عالم سے کھینچا بیگانہ و بے خبر ہو جاتے ہیں۔ جمالِ جاناں میں محو ہو کر دنیا، دین و آخرت کے ہر معاملے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اپنے محبوب کے جمال کے مقابلے میں جنت کی مطلق طلب نہیں رکھتے اور نہ ہی دوزخ سے خوف کھاتے ہیں۔ محبوب کے فراق میں گھلنا ان کی زندگی کا مایہ ناز سرمایہ ہوتا ہے۔

رند و زندیق اپنے محبوب کے جلال و جمال میں، جو ہر وقت ان پر ان کے محبوب کی طرف سے طاری رہتا ہے، اس قدر محو و منہمک ہوتے ہیں کہ انہیں کسی بھی شے کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے فتویٰ میں ان عشق کے ماروں بے چاروں کو رند و زندیق کہتے ہیں حالانکہ وہ عشقِ الہی سے مزین عاشق صادق اور محبوب صدیق ہوتے ہیں۔ وہ کسی کا ہدفِ ملامت بننے کو خاطر میں نہیں لایا کرتے۔ محبوب کے جمال کے سوا کوئی اور طلب و تمنا باقی نہیں رہتی۔ نہ کھانے کی، نہ پہننے کی، نہ ملنے کی، نہ جلنے کی، نہ کہیں آنے کی نہ جانے کی۔ یہ اعلیٰ و ارفع مقام ہے اور قدرت کا انعامِ عظیم۔

حق کے مقام پر اللہ تعالیٰ کا جلال اپنے حسنِ جمال سے ویسی حقیقت اور ویسی اصلیت میں ہی اپنے ان مقبول اور محبوب انسانوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے جو اس کے رسولِ مقبول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عاشقِ صادق اور محبوبِ صدیق ہوتے ہیں پھر وہ نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کے مقلد کہلاتے ہیں جو معراج نبوی ﷺ کو اپنا ورثہ کا انعامِ ربانی خیال کیا کرتے ہیں۔

عشق کا دالمانہ جذب و افتراقِ عقل کی صلاحیتوں سے ممبرا کر دیا جاتا ہے پھر عشق کا پجاری نہ خوف کیا کرتا ہے اور نہ ہی وہ جنت حاصل کرنے کی اپنی آرزو یا تمنا کیا کرتا ہے۔ رند و زندیق تو اپنے عشق کا پجاری ہوتا ہے، اسے تو اپنے محبوب کا جمال دیکھنے کی ہوس اور لالچ ہوتا ہے، اس لیے رند و زندیق اپنے کفر کا حامل ہوتا ہے۔ اس کا وہ کفر خواہ اس کو کسی دوزخ میں لے جائے یا کسی جنت میں، اس کے لیے وہ دونوں برابر درجہ کی چیزیں ہیں۔

محبت کو جب موت کا سامنا ہوا،

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائی۔

موت مردوں کے لیے نہیں، مردوں کے لیے ہوتی ہے۔

موت مردوں کے لیے مقامِ بقا اور مردوں کے لیے مقامِ فنا ہے۔

موت کا جب بھی مردوں سے سامنا ہوا، مرد موت کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر مسکرائے۔ موت تھر تھرا اٹھی، پکارنے لگی :

یا اللہ! یہ وہی لوگ ہیں جن کو کسی قسم کا غم نہیں۔

نہ ان کو جنت کی خوشی نہ دوزخ کا ڈر۔

یہ تو تیری آرزوئے دید کی بے خودی کے نشے میں مست و الست ہیں۔

وہ بھی کیا دن تھے جب میکدے میں چہل پہل تھی۔ رونق تھی اور بہار۔
 مے کی مہک چاروں طرف زندگی کا پیغام بکھیرتی۔ رندوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ
 جاتے۔ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ جام پہ جام لٹکھائے جاتے۔ ساقی کی مستی اور
 رندوں کا رنگ قابلِ دید و داد ہوتا۔ ان کے مستانہ نعروں سے مے کدے کے دیوار دور
 تو کجا فضائے عالم گونج اٹھتی۔ ان رندوں کی دنیا، کیا بتوں اے جانِ من! کیسی تھی؟
 اپنی دُھن میں مست اپنی لگن میں مگن، نشے میں مخمور، شجاعت کا
 مجسمہ، غیرت کا پیکر۔ نہ کسی سے مرعوب نہ کسی کی طرف راغب۔

دنیا کی کوئی چیز اور کوئی بھی منصب ان کی نظروں میں کوئی وقعت نہ رکھتا۔ کسی
 کو کسی خاطر میں نہ لاتے۔ ذرا سی بات پہ بگڑ جاتے۔ مرنے مارنے پہ تل جاتے۔
 جدھر جاتے، ہلچل مچا دیتے، جہاں اڑ جاتے، اڑ جاتے۔ کٹ جاتے مگر ہٹنے کا نام نہ
 لیتے۔ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے، کر کے ہی رہتے۔

جب کرنے پہ تل جاتے، کر ہی دیتے۔ کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے۔ ایک
 اکیلا دنیا بھر پہ بھاری ہوتا۔ کوئی ان کی نگاہوں کے جلال کی تاب نہ لا سکتا۔

وہ تھے رند اور وہ تھا میکدہ!

میں نے اور میں نے اس نئے کو بدل دیا..... بدل کے رکھ دیا۔ بدلتے بدلتے
 شرمت، بنا دیا بلکہ پتلی لسی۔ جس میں کوئی جوش نہیں، کوئی جدت نہیں، کوئی نشہ نہیں
 اور کوئی کیف نہیں۔ مشروب ہے مگر زندگی سے خالی۔ جسم ہے مگر روح سے خالی۔

اگر تیری دنیا میں ساغرِ دینا کا جزو اور رند نہ ہوتے کیا کیف ہوتا! جمود طاری

زند جب تیری مے کے نشے میں مخمور ہو کر نعرہ زن ہوتے :

مست مستی میں آئے ہوئے ہیں

میکدے کے در کھل جاتے اور دنیا رنگ رہ جاتی

یہ تھی تیری مے کی مہک ! دنیا مہک اٹھتی !

اور ہم ما شاء اللہ بارک اللہ جانتے ہی ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ کیا کر

رہے ہیں !

سیرت کی جو کلام بادہ و ساغر کی جزیات سے مزین نہیں، تشنہ ہے۔

جب تک کسی بزم میں ساغر و مینا داخل نہیں ہوتا، بے کیف ہوتی ہے۔ کوئی

رنگ نہیں جمتا۔ جمود طاری رہتا ہے۔

ساغر و مینا مژدہ بہار کا اولین باب

ایک نے پوچھا :

کہ ان تحریرات میں اکثر و بیشتر مے کا تذکرہ ہوتا ہے، میخانے کا ذکر ہوتا

ہے، رندوں کی مدح سرائی ہوتی ہے، ساقی کی نظر عنایت اور جو دوسخاکی باتیں ہوتی ہیں

یہ مے، میخانہ، رند اور ساقی سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

اے جانِ من! مے سے مراد وہ سیال نہیں جو چند یونیوں سے کشید کیا جاتا ہے

اور جسے پی کر انسان بھکی بھکی باتیں کرنے لگتا ہے۔ دہن بدبودار اور دماغ ماؤف ہو

جاتا ہے۔ وہ مے تو اُمّ النجاشت ہے اور ہم، اے جانِ من! ایسی مے کی تعریف میں

کیونکر رطب اللسان ہو سکتے ہیں؟

ان مقالات میں ”مے“ عقل دشمن سیال کا نام نہیں، خلفائے راشدینؓ کے کردار کا استعارہ ہے اور اس میں اے جانِ من! سب کچھ ہے..... مستی، مدہوشی، بے نیازی، عزت، عظمت، غیرت، جذبہ، رعب، جلال اور تمکنت ماشاء اللہ!

اس مے سے میری مراد وہ مے ہے جو میرے آقا میرے مولا میرے دلبر میرے جانی امامِ عالی مقام شہزادہؑ کو نین سیدنا حضرت امام حسینؓ نے نوش فرمائی جس کے نشے میں مخمور ہو کر وہ ہر خوف و خطر سے بے خطر ہو کر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائے۔ اس کے نشے میں مدہوش ہو کر اپنی ہر شے حق پہ قربان کر دی اور مبصرِ عالم نے انا لله و انا الیہ راجعون کے علاوہ کوئی کلمہ ان سے نہ سنا، مطلق نہ سنا۔

اے جانِ من! یہ مے کوئی معمولی چیز ہے؟ اللہ اللہ جو اس نشے میں سرشار ہوا، ہر شے سے متغیر و بیزار ہوا۔ کسی کی بھی مطلق پرواہ نہ رہی۔ جاہ و حشمت کو پاؤں تلے لتاڑ دیا۔ تاج و تخت اور امارت و ثروت کو ایک ہی ٹھوک سے اڑا دیا۔ ہر مقام پہ اور ہر حال میں ساتی کی رضا کو مقدم سمجھا۔ سولی پہ چڑھنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ کھال اتروائی مگر پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ جسم آرے سے چیرا گیا مگر آف تک نہ کی۔ مقتل میں اس شان سے آیا کہ دنیا عیش عیش کراٹھی۔ زمین و آسمان کی طنائیں ٹوٹنے لگیں۔ عرشی عرش پہ اور فرشی فرش پہ انگشت بدندان رہ گئے۔ تحسین و آفرین پہ مجبور ہو گئے۔

ہوش نے سمجھایا کہاں جاتے ہو؟ کیوں موت کے منہ میں اترتے ہو؟ سوچو! سنبھلو! باز آ جاؤ مگر خمدانے کسی کی بھی ایک نہ چلنے دی اور جذب و مستی کے سامنے عقل و خرد کی چل ہی نہیں سکتی۔

اس نئے کے پہلے ہی گھونٹ نے رند کو وہ ذوق و شوق عشا کہ وہ طوفانوں اور چٹانوں سے ٹکرا گیا۔ پُرخطر میدان میں کود پڑا، ذر لہ بچکچلیا، کوئی رکاوٹ اس کے آگے بند نہ باندھ سکی۔ کوئی مشکل اس کے عزم پہ غالب نہ آسکی۔ کوئی خوف اسے ڈگمگانہ سکا۔ وہ کٹ گیا، جھک نہ سکا۔ سبحان اللہ! آگے ہی بڑھتا گیا۔ کسی کے بھی روکے سے رک نہ سکا۔ وفارندوں کی رسم قدیم ہے۔ وہ اپنی رسم سے کبھی باز نہیں آتے۔ اور یہ مقام فرزا لگی نہیں، دیوانگی ہے۔

اے جانِ من! ہوش مند مدہوشی کے کام بھلا کر سکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ یہ رتبہ اللہ نے اپنے رندوں کو ہی عشا ہوا ہے، ہر کہ و مہ کو نہیں۔ اگر ہر کسی کو اس مقام پہ گزر ہوتا، اس کی کیا قدر و قیمت ہوتی؟ اگر یہ ہر کسی کے بس کی بات ہوتی، اس میں کیا کیف و سرور ہوتا؟ ہر کوئی اسے پینے کی طاقت نہیں رکھتا اور پی کر برداشت کرنا بھی کسی کسی کا کام ہے۔

میرے آقا روحی فداہِ شہداء ﷺ

میرے آقا جب بھی تیرے دربار میں کوئی باڑہ بیٹے لگے، ہم خاک نشینوں کو، مدت سے پیاسوں کو جی بھر کے پلا دینا۔ قسمت میں ہونہ ہو ضرور پلا دینا۔ تیرے در سے کبھی کوئی خالی کا سہ لے کر نہ لوٹا۔

کرم نے سائل کو خود دار بنا کر بے خود کیا ہوا ہے۔ تیری رحمت کا صدقہ ہم مانگتے ہی رہے، مانگتے ہی رہیں گے۔ کوئی کمی ہوتی، کبھی نہ مانگتے۔

سائل کی طرف متوجہ ہونا، تیری ذات کی وہ صفت ہے جس پہ کائنات

نازاں۔

”محبت کی گدائی کا کاسہ لیے پھرتے ہو، پی بھی لو گے؟ اسے پینے والا پھر کبھی
ہوش میں نہیں آتا، مدہوش رہتا ہے۔“
سوال کرنا سائل کی عادت
عطا..... تیری عنایت۔

پینے کے لیے آیا تھا، خالی کاسہ لے کر کیسے لوٹوں؟
کاسہ محمدی ﷺ کی گدائی.... فقیر کی معراج
اصطلاح میں اسے کسکول کہتے ہیں۔

اللہ کرے یہ کاسہ سد البریز رہے۔

کاسہ محمدی ﷺ ہر نعمت سے لبالب، لبریز

مشروبات..... آبِ حیات اور

شارب..... پی کر مخمور

میرے آقا روحی فداہ ﷺ جسے چاہتے ہیں، مرسل فرمادیتے ہیں

عنایت کسی بھی شرط کی پابند نہیں ہوتی۔

تلپھٹ ایک شاعرانہ تخیل ہے۔

ورنہ جسے بھی کوئی جام پلایا جاتا ہے، رنج کر پلایا جاتا ہے۔ چل کا نام تک

نہیں ہوتا۔

یہ میرے ساتی، میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی قدیم سنت ہے۔

کاسہ گدائی خود تو قائل بن نہیں سکتا، اسکے فعل کو حرکت میں لانے کے لیے

کسی فعلی الفرد کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے سب فعلی کاموں کو

اس کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ فعلی النعم ہو کر سرانجام دیا کرتے ہیں۔

اللہ فعال لما یرید

حضور اقدس ﷺ فعیل النعیم

مبارکاً مکرمماً مشرفاً

نعیم و منعم دونوں حاضر ہو کر تقسیم فرمایا کرتے ہیں۔

اللہ منعم ہے اور

میرے آقا و وحی فداہ ﷺ نعیم

بتا پھر تیری دنیا میں کس چیز کی کمی ہے؟

آج معراج کی رات ہے،

مدت سے منتظر ہیں، ذرا سی چلمن سرکا!

جس نیک سخت کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، بمنزلہ صحابی

ہے۔

میرے دوستوں میں سے ایک دوست تھے

ایک دفعہ سوچا کہ میں گنہگار ہوں۔ اپنے آقا کے حضور میں خود حاضر ہو کر

فریاد کروں۔ چنانچہ بارگاہِ رحمتہ للعالمین ﷺ میں حاضر ہوئے اور رقت آمیز لہجے میں

بلند آواز سے، انتہائی سوز و گداز سے عرض کرنے لگے :

تم فرسودہ جاں پارا، ز ہجراں یا رسول اللہ

دلہ پشمرده آوارہ ز عصیاں یا رسول اللہ

شب دروز از شکیبائی زحد شکستم تمنائی

خلوت سوئے من آئی خراماں، یا رسول اللہ

چو سُوئے من گزر آری، من مسکین ز ناداری
 فدائے نقشِ نعلینت، کم جاں، یا رسول اللہ
 ز کردہٗ خویش حیرانم، سیاہ شد روزِ عصیانم
 پشیمانم، پشیمانم، پشیمانم یا رسول اللہ
 چو اندر نزع درانم، رود از تن بردن جانم
 نگاہ داری تو ایمانم، ز شیطان، یا رسول اللہ

چو بازوئے شفاعت را کشائی برگزگار
 مکن محروم جائی را، در آن آں، یا رسول اللہ
 ”پشیمانم، پشیمانم، پشیمانم یا رسول اللہ“ بار بار پڑھتے۔ نہ جانے ان کی آواز میں
 کتنا خلوص، دل میں کیسا درد اور فریاد میں کیا تڑپ تھی کہ جملہ حجابات اٹھ گئے۔ انہوں
 نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تخت پہ بہ نفس نفیس جلوہ فرما ہیں اور پوری شفقت سے
 ان کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں ”اور پڑھو اور پڑھو“ یہ واقعہ خواب کا
 نہیں ہیداری کا ہے۔ چاشت کا وقت تھا۔ وہ تقریباً نصف گھنٹہ تک یونہی پڑھتے رہے۔
 کوئی سرکاری اہلکار یا کوئی دوسرا فرد ان کی محویت میں مغل نہیں ہوا۔

سبحان اللہ! زندگی کیسے حال میں گزری اور کیسے بہترین فیض سے مشرف
 ہوئے۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً

حضور اقدس و اکمل، اطیب و اطہر روجی فداہ ﷺ کا کسی خوش نصیب کو بقید
 حیات جمالِ جہاں آرا سے مشرف فرمانا حد درجہ کی عنایت ہے اور حضور اقدس ﷺ کی
 کوئی بھی عنایت، اگرچہ کسی پہ بھی ہو، کبھی گم نہیں ہوتی، بلکہ آباد قائم اور زندہ رہتی
 ہے۔ یا حی یا قیوم۔

آپ کا کرم، میرے مولائے کریمِ روحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب نوازنے پہ آئے، تو ہر حد سے بالا ہو کر کرم کی حد کر دے۔

اللہ اللہ ماشاء اللہ.... طیبہ سے ابرِ کرم کی گھنگھور گھٹائیں اٹھنے پہ مجبور ہو ہی جاتی ہیں۔ بطحا سے اٹھ کر ایک گننام مقام کی طرف بڑھ کر ایک سائبان کی شکل میں سایہ فلکن ہو کر کرمِ جہم برسنے لگتی ہیں اور آن کی آن میں جل تھل کر دیتی ہیں۔ ہر طرف بیمار آ جاتی ہے۔ ہر شے پہ مسرت چھا جاتی ہے، امید کا غنچہ کھل جاتا ہے۔ بی کسی کو سہارا مل جاتا ہے۔

میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جہاں کہیں جلوہ افروز ہوتے ہیں، دُم بھر میں اجڑی ہوئی کائنات بسا دیتے ہیں۔ پل بھر میں بجڑی کو بنا دیتے ہیں اور اسی طرح بجز قدیم کو گل و گلزار اور خزاں رسیدہ کو رشکِ بہار! کوئی بھی اس فیضِ گستری سے محروم نہیں رہتا۔

میرے آقا روحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ!

تیرے قدموں کی دھول..... اس دل کے پھول

سدا کھلے رہیں،

مسکتے رہیں،

نہ مانند پڑیں نہ مرجھائیں۔

اللہ ہادی ہے،

میرے آقا روحی فداہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مہدی۔

اہلا و سہلا

میرے ہادی، میرے مہدی کا نہری کھتانوں، گھاس پھوس کے دیرانوں،
چڑیوں کے آشیانوں، مٹی کے ڈھیلوں، ٹاہلی، پیری، توت اور گولروں نے استقبال
کیا۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً

تیری آمد پہ اجسام نے کیا کیا شکر ادا نہ کیا!
الفاظ ہی نہیں ملتے! حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

○

فرمایا: وَ اذْکُرْ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً ○ (الزلزل: ۸)

بتل: کسی شے کو تلوار سے کاٹ کر کسی سے جدا کرنا

تبتل: دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا

ف: اور تلوار کا کاٹنا ہوا کبھی جز نہیں سکتا۔

و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلاً ○ (الزلزل: ۸)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع ہو کر اسی کی طرف

متوجہ رہو!

و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلاً ○ کی تشریح میں ایک نے

کہا:

جب میں اللہ کے ذکر میں محو ہوا، مخلوق نے مجھ سے نفرت کی اور میں نے

اس انقطاع کو اللہ کی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر شکر ادا کیا۔ اور یہ انقطاع ہی میرے

اتصال کا موجب بنا۔ ماشاء اللہ!

اگر نہ آتے تو کیوں نہ آتے! وہی تو جلوامای ہیں!
 اِنَّ اللّٰهَ وَاٰلِهٖٓ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى النَّبِيِّ ط
 يَاٰ يٰهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۵۶)
 میرے آقا روحی فداه ﷺ کی معراج البرکات کا شکریہ!
 میرا اکیس (۲۱) سالہ کبیل حضور اقدس ﷺ کی مجلس اقدس میں قبول

ہوا۔

میرے آقا روحی فداه ﷺ کا فیضانِ فیض:
 مبارکاً مکرمماً مشرفاً
 دنیا بھر کی نمائش ہوئی، ایک ایک چیز کو اعلیٰ سے اعلیٰ پا کر بڑا دل لپچایا کہ وہ
 لیتے اور وہ.....

راس پاس نہ تھی، کیونکر کچھ لیتا؟

ادھر آ، غور سے سن!

لینے والی چیز تو لی ہی نہیں اور وہ میرے آقا روحی فداه ﷺ کے در اقدس کی
 خاک تھی۔ جسے وہ ملی، شفا ملی اور گویا ہر شے ملی۔ ماشاء اللہ!
 اللہ رب العالمین نے یہ دنیا میرے آقا روحی فداه ﷺ کے لیے بنائی۔ ان
 ہی کے گھرانے کا ایک فرد آنا باقی ہے۔ اسی کی آمد کے انتظار میں یہ قائم ہے۔
 برانہ منانا، اتنی جلدی تو کسی منڈی سے بھینس بھی نہیں مل سکتی جتنی جلدی
 تو مولائے کل، شاہِ رُسل ﷺ (کی محبت) کا طالب ہے۔
 میرے آقا روحی فداه ﷺ کی محبت، بندہ پر اللہ کا فضل عظیم ہوتا ہے۔

کائنات عالم کی ہر شے اپنا بدل رکھتی ہے، محبت کا کوئی بدل نہیں۔ محبت کو محبت کے سوا کوئی اور عطا، اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو، کبھی مطمئن نہیں کر سکتی اور محبت اگرچہ در در کی گدائی در سوائی ہو، محبت کے لیے کافی و دانی ہوتی ہے۔ محبوب کو اپنے محبت کی محبت کو، اگرچہ ناقص و غیر معیاری ہو، تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں ہر شے ٹھکرائی جاسکتی ہے، ایک محبت کبھی نہیں ٹھکرائی جاسکتی۔

اگر محبت نہ ہوتے، محبوب کی محبت کے بازار میں کیا رونق ہوتی؟ سنانا چھایا ہوتا۔ محبت ہی کی تپش نے محبت کے بازار کو بسایا ہوا ہے اور گرمایا ہوا ہے۔ ماشاء اللہ! محبت کی دنیا میں محبوب کا راج ہوتا ہے۔ محبوب ملے نہ ملے، محبت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جوں کی توں قائم۔

محبت کی کوئی کتاب نہیں جو پڑھی جاسکے اور کوئی استاد نہیں جو پڑھا سکے۔ محبت محبوب کی طرف سے محبت کو عطا ہوتی ہے اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے ماشاء اللہ۔

دنیاے محبت میں محبت و محبوب ایک ہوتے ہیں۔ وہی محبت وہی محبوب۔ من و تو کی تمیز نہیں ہوتی۔ محبت نے محبت کو دعوت دی تو محبوب آیا۔ محبت میں محو ہو کر ذات، ذات سے ملی۔ یکجا ہو کر ملی۔ یکجان ہو کر ملی۔ دوری دور ہوئی۔ من و تو کی تمیز اٹھی۔ طریقت کی اصطلاح میں اسے وصل کہتے ہیں۔

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام نے دنیاے محبت کی جان ہیں۔ محبت نے فرمایا اللہ احد ہے۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ کسی بھی شریک کو اپنے پاس رہنے نہیں دیتا۔ احد کو احد مان کر ہی احد کی بندگی کھلاتی ہے۔

ہمدگی کا یہ مطلب ہے کہ ہمدہ اپنے رب کے ذکر میں محو ہو اور رب ہی کے حکم کے ماتحت نقل و حرکت پہ گامزن۔ اور ضرورت سے زائد کوئی بھی شے نہ رکھتا ہو۔

اگر اس تن میں اور من میں رہنا چاہے تو ایک بن کر رہ۔
 اُحدیت جب بھی آئی، محبت کی آغوش میں آئی۔
 محبوب نے جب بھی محبت کو جلوہ نمائی فرمائی، محبت ہی میں فرمائی۔
 محبت و محبوب میں تیرا میرا نہیں ہوتا، ایک ہوتے ہیں۔
 جب بھی وہ آئے، جہاں بھی آئے،
 اکیلے نہیں آئے، ان کو ساتھ لے کر آئے۔
 جمیل پردوں میں مستور ہو کر
 ذرا سی نقاب سر کا کر اور چلمن اٹھا کر آئے۔
 ناز و انداز کی حد کر کے آئے۔
 بہار بن کر آئے، گل کو گلزار بنا کر آئے۔
 وحدت کے نشہ میں مخمور ہو کر
 فانی کو فنا کر کے آئے۔
 باقی کو بقا کا پیغام بنا کر آئے۔
 ہست و بود کے پیچیدہ مراحل، جو کبھی حل نہیں ہوتے، حل کر کے آئے۔
 جب کوئی جامِ وحدت سے مخمور ہو کر مدہوش ہوتا ہے، میرے آقا و وحی
 فداہ علیہ السلام کی محبت میں گم ہو کر ہست و بود سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

”ہست و بود سے بیگانہ“ سے کیا مطلب ہے؟

اللہ اور میرے آقا و رحیمی فدائے علیہ السلام کی طاعت و اتباع میں ہمہ تن و من محو و منہمک رہنا، ہست و بود سے بیگانگی ہے۔

أحد و احمد اور محبت و محبوب میں ایک ہی نشہ کار فرما ہوتا ہے۔

وحدت کا جامِ پی کر ہی محبت کا جام ملتا ہے۔

جو وحدت سے بے خبر ہے، محبت سے بھی بے خبر ہے۔

وحدت کا جام گرم اور محبت کا روح افزاء ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی سچی، سچی اور اچی محبت کی تپش سے مردہ دل زندہ ہو

جاتا ہے، کسی اور عمل سے نہیں اور دل کی دنیا کا یہ ازلی و لدی دستور ہے! ماشاء اللہ!

تیری محبت کی تپش، اللہ اللہ، ہر تپش پہ حاوی

اور دل تپش ہی کی بدولت روشن۔

دل کی دنیا میں، دل، کعبہ کا مقام رکھتا ہے

اور کعبہ میں مت نہیں ہوتے۔

ایک مت کی عبادت کفر ہے، اپنے دل کا جائزہ لیں

کیا یہ بتوں سے خالی ہے؟

ہر شے میں اللہ (کا نور جلوہ گر) ہے۔

جما رہنے لگتا ہے، کعبہ کہلاتا ہے۔

کعبہ دل جب ہر مت سے خالی ہوا، حریم ہوا اور اس کعبہ دل کا مقیم

یا حی یا قیوم ہے۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً

دل کعبہ، غیریت سے پاک ہوتا ہے،

اللہ رہتا ہے اور اس کے حبیب ﷺ۔

دل کی طوفان خیز لہروں کا منبع مت ہیں، صفایا کر۔

بڑے میاں! دل میں بھی مت ہوتے ہیں بڑے، ایک نہیں ہزاروں۔

مثلاً

تیرا اپنے معبود (اللہ) اور محبوب (رسول اللہ ﷺ) کے سوا کسی اور طرف

راغب ہونا کسی چیز کا تجھے اپنی طرف راغب کرنا بت ہے۔

لا الہ کی ضرب سے دل کے مت توڑ۔ ایک بھی باقی نہ رہے۔ الا اللہ کی

چوٹ سے کچر کچر کر دے۔

تو کلمے کا اور کلمہ تیرا پاسبان ہے

تیرا دل اور مت کدہ؟ حیرت ہے!

مان تان زندگی کے دومت ہیں۔

کعبہ کے پاسبان کسی مت کو قریب پھٹکنے تک نہیں دیتے کہ جب تک ایک بھی

مت باقی ہے، ہمکہہ ہے۔

بڑلت باقی تھا، ٹوٹ گیا۔

دل میں جان ہوتی ہے،

جان میں لا الہ الا اللہ کا جلال ہوتا ہے۔

جلال میں روح ہوتی ہے،

روح میں محمد رسول اللہ ﷺ کا جمال ہوتا ہے۔

جمال میں پرواز ہوتی ہے اور پرواز لامحدود ہے،
 پرندے کے پروں کی قوت پہ موقوف ہے۔
 روح کی پرواز فرش و عرش ہی تک محدود نہیں ہوتی، درنی الوری ہوتی ہے
 اور قوت پہ موقوف ہوتی ہے۔ جبریل امین علیہ السلام کی پرواز سے بالا۔
 سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی پرواز بڑی پرواز ہے لیکن سدرۃ المنستی پہ پہنچ
 کر دم توڑ دیتی ہے اور عشق کی پرواز سدرۃ المنستی سے شروع ہوتی ہے۔
 روح کو فنا نہیں۔ جب جسم الوجود میں مطہر ہو جاتی ہے، جس بھی روح سے
 چاہے، ملاقات کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔

جب خباث سے پاک ہوئی، پرواز سے ہمکنار ہوئی۔
 میرے اللہ العلی الاعلیٰ کے فضل اور میرے آقا رُوحی فداہ علیہ السلام کے
 کرم ہی سے مطہر ہو کر شرف بار ہوتی ہے، کسی اور طرح نہیں۔
 میرے آقا رُوحی فداہ علیہ السلام!

تیری شمع ہی پروانوں کی زندگی ہے اور بسمل کی طرح لوٹنا... ان کی منزل۔
 پروانوں میں حسد کا نام تک نہیں ہوتا حتیٰ کہ یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس
 کے سوا کوئی اور بھی شمع کا دیوانہ ہے۔

شمع کے گرد منڈلانا، بسمل کی طرح لوٹنا، پروانوں کی زندگی ہوتی ہے۔
 شمع بدستور مسکراتی رہتی ہے، پروانہ وار فکلی میں متار ہتا ہے۔
 پروانہ شمع کو دیکھ کر کبھی واپس نہیں آتا، لوٹنے کی امیدیں توڑ کر حاضر ہوتا

شمع پروانوں سے بے نیاز ہوتی ہے اور پروانہ داد و تحسین سے بے نیاز۔

ہر دو میں بے نیازی ہی کار فرما ہوتی ہے۔

وہ جلال میں، وہ جمال میں۔

دنیا اندھیر تھی..... گھپ اندھیر

جب روشنی کو دیکھا... پروانے اُٹد آئے۔

آج تک اسی روشنی کی تلاش میں سرگرداں۔

دیوانہ وار فدا۔

اور یہی ”شمع پروانہ“ کی ازلی حقیقت۔

شمع آئی، پروانہ ساتھ لائی۔

پروانہ وہ ہے جو مرنے کی پروا نہ کرے۔

پروانے نے رسمِ محبت نبھادی۔ اس کا فانی جسم اگرچہ آتشِ شوق میں جل کر

راکھ ہو گیا لیکن اس کی روح حیاتِ ابدی پا گئی۔ اس کی جانثاری رنگ لائی کہ اہلِ درد

ہمیشہ اس سے ایثار و فدا کے آداب سیکھتے رہیں گے۔

بڑے میاں! مرنا تو اس نے تھا ہی، لیکن وہ ایک شان سے مرا۔ محبوب کے

قدموں پہ قربان ہوا۔ کوئی شہادت اس کی ہمسر نہیں ہو سکتی۔ پروانے نے اپنا خون

دے کر محبت کی داستان کو سدا رنگین رکھا جو کبھی پھیکا نہیں ہوگا۔

پروانہ نیاز مند..... شمع بے نیاز

پروانہ شمع کی زینتِ دفترِ عشق کا سرگرم رکن، وفا کیش سودائی۔

جاننا ہے وہ جانبر نہیں لوٹ سکتا، پھر بھی باز نہیں رہتا۔ جان کی بازی لگا دیتا

ہے۔ اور یہ پروانے کا ازلی اور لبدی دستور ہے!

شمع کے گرد منڈلانا پروانوں کی زندگی۔

شمع مسکراتی رہتی ہے اور پروانے بسمل کی طرح لوٹ پوٹ۔

پروانے نے شمع کے حضور میں صرف یہ پوچھا:

”یہ بے نیازی کیسی؟“

بولی: حسن بے نیاز ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے، کروا تا ہے۔

ڈرتے ڈرتے بولے:

اگر پروانے نہ ہوتے، تیرے حسن کی،

اے خسروِ خوبان! کیا قدر و اہمیت ہوتی؟“

ایک دوسرے کی سن کر دونوں مطمئن۔

بے نیازی محبت کی عین قدر ہوتی ہے تاکہ نظر نہ لگے۔

شمع کی جستجو میں پروانے کا جاں بحق ہونا شمع کی آمد و

اور پروانے کی زندگی۔

شمع اسے کبھی نظر انداز نہیں کرتی، کر سکتی ہی نہیں اور

یہی شمع پروانے کا زلی دستور۔

بالآخر اگر پروانے نہ ہوتے تو شمع اور شمع نہ ہوتی تو

پروانے کس دھن کا طواف کرتے؟

مستانے تیرے میکدے کے دیوانے!

یہ نہ ہوتے بزمِ کونین میں کیا رونق ہوتی؟

نہ کیف ہوتا نہ سرور، جمود طاری ہوتا۔

حق حق حق ہو ہو ہو۔

مستانے کس دھن کا طواف کرتے؟ مردنی چھائی رہتی

نہ کلیر ہو تانہ پانی پت۔

روتے، سسکیاں لیتے، مگر روشنی کا کوئی سراغ نہ پاتے۔

تیرا جمال! اے جانِ حسینانِ جہاں! اگر جمیل پردوں میں مستور نہ ہوتا تو
نظامِ کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ مستانوں کی ایک دھوم مچ جاتی جو پردانوں کی طرح
جلتے اور راکھ ہو ہو کر اکسیر بن جاتے۔

تیرے جمال کے نور کے ظہور کی تاب کون لا سکتا ہے؟ بڑے بڑے کہنہ
مشق شاہبازوں کے شاہپر ٹوٹ گئے۔ پردانوں کے پر جل گئے پھر بھی ذوقِ نظارہ نہیں
مٹا۔ پردوں کے بغیر ہی دیوانہ وار لپکتے رہے۔ ریگ ریگ کر ہمک کر آگے بڑھتے
رہے۔ جستونے بلیک کہا۔ محبت پیتاب ہو کر خود آگے بڑھی اور اپنے آغوشِ لطف میں
بھینچ لیا۔

تیری رحمت کا، یا رحمته للعالمین ﷺ شکر یہ! بے حد شکر یہ۔

یہ آس..... زندگی کا مایہ ناز سرمایہ ہے۔

محبت رو رہی تھی، سسکیاں لے رہی تھی،

محبوب کا دلاسہ عین رحمت۔

رحمتِ دارین کا موجب۔

ان کے فراق میں جلنا محبت کا بادی دستور

محبت نے کسی محبت پہ آج تک نہ آنے دی۔

اے خسروِ خوبان! تیری محبت کے اسیر سدا رنجور رہتے ہیں،

مبور رہتے ہیں، بے چین رہتے ہیں، بیقرار رہتے ہیں۔ تیری محبت کا گرم جام پی کر دماغ سلگتے رہتے ہیں۔ کبھی نہیں جھٹھے اور نہ ہی کسی طرح جھٹکتے ہیں۔ سدا آنسو بہاتے اور جگر کے خون سے دل کی آبیاری کرتے رہتے ہیں۔ محبت کے بسمل کبھی جانبر نہیں ہوتے، سدا لوٹتے رہتے ہیں۔ الفت کے شعلے کبھی نہیں جھٹکتے، شرار متبسم رہتے ہیں۔ اور ان کے نشان کبھی نہیں مٹتے، رہتی دنیا تک قائم رہتے ہیں۔

محبت کی دنیا بنانے سے پہلے
محبت کے مالک تو رویا تو ہو گا
ازل سے لگی، بلد تک رہے گی۔

محبوب سے مراد ... محبوبِ ربِّ کائنات ﷺ کی مقدس ذات ہے۔
محبوبِ ربِّ کائنات ﷺ سے محبت، فطرتِ موجودات ہے۔ اسی
محبوبِ ﷺ کی محبت سے وجودِ کائنات کی بقا ہے۔
محبوبِ ﷺ کی محبت وحدت پسند ہے، اپنی محبت میں کسی اور کو شریک نہیں
گردانتی۔

محبوبِ ﷺ کی غیرت کو گوارا ہی نہیں کہ اس کی محبت میں ماسوا ہو۔
محبوبِ ﷺ کی غیرت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ اس کی محبت فنا ہو۔ محبوبِ ﷺ کی
محبت لازوال، غیر فانی، جاودانی ہے۔ ماشاء اللہ۔
محبت کی رقاہت ماسوا کی ہر شے کو برباد کر دیتی ہے۔ اور اپنی بستی بنا کر بسا
کرتی ہے۔ یہی اسکا بادی دستور، یہی منشور۔
طریقت کی منزل کا یہ موڑ اہم موڑ ہے۔

کوئی صاحبِ علم و فضل اللہ رقیب اور حضور اقدس ﷺ رقیب کی تشریح فرما کر احسان فرمائے۔

یا رقیب کا میرے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اپنے کسی رقیب کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتا۔

محبت کو فنا نہیں۔

محبت کے سوا ہر شے فنا کی زد میں ہے اور فانی ہے۔

محبت محبوب کی عزت ہے

غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کی عزت فنا ہو۔

محبوب کی غیرت یہ کب گوارا کرتی ہے کہ اس کا محبت اس کے سوا کسی اور

طرف متوجہ ہو، یا کوئی اور اس کے محبت کی طرف متوجہ ہو اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔

غیرت فطرت کی وہ قوت ہے جس پہ کوئی طاقت غالب نہیں آسکتی۔

سب سے بڑھ کر غیرت مند اللہ ہے پھر اللہ کے رسول ﷺ اور پھر

مومن۔

ہر معشوق کو اپنے عاشق کا احساس ہوتا ہے اور کوئی معشوق اپنے عاشق کو کبھی

کسی در پہ جانے نہیں دیتا۔ اگر یہ حضور اقدس ﷺ پہ عاشق ہوتے، تو غیرت مند ہوتے۔ کبھی درد نہ پھرتے اور نہ ہی ان کی یہ حالت ہوتی۔

محبت کی رقابت کے دو مقام ہوتے ہیں :

حسد اور شرک

محبت ان دونوں پہ حاوی۔

تیری محبت کی قسم! اے او میرے محبوب!
تیری محبت ہر محبت کو ختم کر دیتی ہے۔
جو شرک سے پاک ہوا، غیریت سے پاک ہوا۔
غیریت عین شرک۔

محبت کسی کی بھی ہو، کسی اور کام کارہنے نہیں دیتی، کچھ اور کرنے نہیں دیتی،
اپنے ہی کام میں محور کھتی ہے مبادا کوئی رقیب اس کے قریب جا پھلکے اور وہ کسی اور
خیال میں محو ہو جائے۔

اللہ اللہ کیا کرو، محبت مت مانگا کرو۔

محبت کی تاب بھلا کون لا سکتا ہے؟ محبت ہر شے کو اجاڑ دیتی ہے، بے بس
کر دیتی ہے، بے قرار کر دیتی ہے، اپنے سوا کسی کے بھی کام کارہنے نہیں دیتی اور
اپنے ہی رنگ میں رنگ کر ہر رنگ کو بے رنگ کر دیتی ہے۔
رقابت کبھی نظر انداز نہیں ہوتی، ہو سکتی ہی نہیں۔
جب تک دور نہیں ہوتی، کشمکش جاری رہتی ہے۔
محبت دنیا و عقبی کی ہر طلب و تمنا کو رقاقت کی تپش میں جلا کر بھسم کر
دیتی ہے۔

محبت محبوب کے سوا کسی بھی خیال کو محبت کے قریب تک پھٹکنے نہیں
دیتی اور نہ ہی محبت کی غیرت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ کوئی دوسرا محبت محبوب کی محبت
کا دم بھرے۔

محبت کا نغمہ گایا نہیں جاتا، سینے میں چھپایا جاتا ہے۔

محبت کا قصہ بھی کبھی کسی نے سنایا؟ محبت کی داستان محبت و محبوب تک محدود ہوتی ہے۔

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی محبت کا دیوان، اے خسروِ خواہاں، جانم فدائے! کسی بھی عنوان میں منصفہ شہود پہ ہو، گنگ ہوتا ہے۔ یہی اس کی عزت اور یہی اس کی آبرو۔

محبت کسی بھی انداز میں افشا نہیں ہوتی۔ دل کے پردوں میں مستور رہتی ہے اور گناہ۔

محبت ستر ہزار اجمالی پردوں میں مستور رہ کر محبوب و محبت میں جلوہ نما رہی، کبھی بے نقاب نہیں ہوئی۔

زندیقیت کے لبادہ میں محبوبیت بن کر رہی اور کسی بھی انداز میں کبھی نہ پہچانی گئی۔

کہیں گھسیارہ بن کر آئی، کہیں بختارہ۔

محبت کسی سے بھی ہو، واحد ہوتی ہے

محبت صم بکم عمی

حق کے حبیب علیہ السلام کی محبت — مفرد۔ اور یہ محبت اگرچہ ہزار ہا پردوں

میں مستور ہو، ہنوز افشا کا احتمال۔

اہل محبت نے مہمان کی محبت کو کبھی افشا نہ کیا۔

محبت نے کبھی دل و جان کو چا کر نہ رکھا،

محبوب ہی کے قدموں پہ نچھاور کر دیا۔

دل جب توحید کا پیمانہ بنا،
جانِ جاناں کی محبت کا پروانہ بنا۔
دل کتا ہے یہ دل ان کی محبت کے معیار کے قابل نہیں، ناقص ہے،
کوڑا ہے، کوڑے میں پھینک۔

جس کی محبت قبول ہو جائے دنیا بھر کا خوش نصیب ہوتا ہے اور پھر ان کی!

○ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور
اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم، میں آپ سے
محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سوچ لو تم کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگا اللہ کی قسم!
میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے یہ بات تین بار کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا
اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو پھر فقر اوڑھنے کے لیے تیار ہو جا کیونکہ جو شخص مجھ سے
محبت کرتا ہے، اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جتنی تیزی سے
سیلاب اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے۔ (ترمذی شریف مترجم جلد دوم ص ۲۰۱، شمارہ ۳۵)

اللہ کا ذکر اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت کسی اور کام کارہنے نہیں دیتی۔
اینٹ سے اینٹ جا کر جہاں چاہتی ہے، لے جاتی ہے۔ ہر رنگ کو مٹا کر بے رنگ کر دیتی
ہے۔

محبت کے انداز تیرے اور میرے تخیلات سے بالاتر ہیں۔ محبت مان تان
سب توڑ دیتی ہے اور محبوب اپنے محبت کو کسی اور کے کام کا نہیں چھوڑتا۔ اور اس مقام
پہ وہ ظاہر میں بیگانہ ہوتا ہے، باطن میں بیگانہ۔ دیکھنے میں دیوانہ، حقیقت میں مستانہ۔
تیری محبت کے جلال نے کسی کو معاف نہ کیا۔

تیری محبت نے کسی کو بھی کسی کام کا نہ چھوڑا،

اپنے ہی کام میں محدود منہمک کیا۔

محبت کے جلال کی کون تاب لا سکتا ہے؟ ایسی تپش اللہ اللہ، ماسوا کو جلا کر
کوئلہ اور کوئلہ سے راکھ بنا کر کوچہ جاناں کا غبار بنا دیتی ہے اور اے جانِ من! جو جل کر
راکھ ہو جائے، اسے اکسیر کہتے ہیں۔

یہ کوئی نئی بات نہیں، جب بھی کسی پہ کسی کی محبت غالب آئی، اسی طرح
کرنے پہ مجبور ہوئی۔ اور تیری محبت، اے کون و مکاں کے مالک! اینٹ سے اینٹ جا
دیتی ہے۔ تیری محبت میں جلال ہی جلال اور ان ﷺ کی محبت میں جمال ہی جمال۔ اور
جمال جلال پہ حاوی ہے۔ اگر جمال نہ ہوتا، ساری دنیا ریل جاتی۔

اے میرے آقا ﷺ! آپ کے جمال ہی نے اجڑی ہوئی کائنات کو بسایا اور
خالی پیانوں کو لبریز کیا۔

تیری محبت کی تاثیر، اے او مجبانِ جہاں! کائنات کو تسخیر کر لیتی ہے۔
میرے آقا رومی فداہ اللہ ﷺ!

آپ کے در کی گدائی

دو جہاں کی شامی

میرے آقا رومی فداہ اللہ ﷺ! آپ کے در پہ گدائے بے نوا بن کر ڈھونی
رمائے رکھنا، ماسوا کو کسی خاطر میں نہ لانا، محبت کی وفا کی حد
اور یہی ہم خاک نشینوں کا حجِ اکبر۔

جب بھی اللہ نے کسی بندے کو اپنے حبیب ﷺ کی محبت کا مشرودہ جانفزا سنایا،

محبت دین دنیا اور آخرت کی ہر شے ایک پتی میں پیٹ کر بے تحاشا دوڑتی ہوئی
آئی۔ نہ ادھر دیکھانہ ادھر، اپنے محبوب کے قدموں پہ نچھاور ہو گئی۔

درِ جاناں پہ لٹ جانا
ماسوا کو کسی خاطر میں نہ لانا
محبت کا زلی دستور ہے اور لبدی۔
محبوب قبول کرے نہ کرے،
محبت کی چاہت میں کوئی فرق نہ آئے۔
اصطلاح میں اسے محبت کہتے ہیں۔

محبت کی اہداء و انتہا
درِ جاناں پہ مر جانا
نہ کچھ کرنا نہ کچھ کہنا
مزاجِ یار میں رہنا
ان کا در ہی ان کا در ہے۔

محبت کسی کی بھی ہو، دلوں میں انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ گرماگرم کر بے چین
کر دیتی ہے۔ کسی اور کام کارہنے نہیں دیتی۔
پھر ان کی محبت کے تو کیا ہی کہنے! غیرت ماسوا کو قریب تک پھٹکنے نہیں
دیتی۔ اپنی ہی ہستی کی بستی میں اپنا راج قائم رکھتی ہے۔ کسی غیر کو شریک ہونے
نہیں دیتی اور ہر کسی سے بیگانہ کر دیتی ہے۔
کسی نے بھی محبت کا کوئی راز کبھی افشانہ کیا۔ یہاں تک کہ راہ تک نہ بتائی کہ

کون کہاں رہتا ہے؟

محبت کا جلال دیکھنے میں خوفناک ، حقیقتاً عین جمال

اس لیے اور صرف اس لیے کہ ہر کینہ محبت کے دعوے کا دم نہ بھرے۔

محبت امرِ مخفی ہے، شہرت اس کی ضد۔

شہرت شیطان کا مؤثر حربہ۔

ذلت گناہوں کا کفارہ اور شہرت میزان میں خسارہ ہے۔

ذلت پہ ملول مت ہو، خندہ پیشانی سے استقبال کر۔ بے شک ہر ذلت

بے شمار گناہوں کا کفارہ ہے اور شہرت کا حساب کتاب ہوگا، بڑا اور کڑا۔

ذلت کی آغوش میں رحمت اور شہرت کے دوش پر زحمت ہوتی ہے۔

تشبیر محبت کی ضد ہے

گمنامی محبت کی آبدو۔

گمنامی ہی میں سب کام ہوتے ہیں۔

گمنامی میں نامِ گم ہوتا ہے اور گمنامی ہی میں تیرا نام اور تیرے کام ہوتے ہیں۔

اے ہم نشین! بے قدری پہ ملول مت ہو، پرواہ مت کر۔

اللہ کی قسم! زندگی کی کتاب میں بے قدری سے عین اگلاباب قدر کا شروع

ہوتا ہے۔ بے قدری کے بعد قدر کا نزول ایک لہدیٰ اصول ہے۔

بے قدری کی وسعت اور شدت صاحبِ قدر کی عظمت اور بلندی کی آئینہ دار

ہے۔ جو جتنا بے قدر ہوا، اتنا ہی صاحبِ قدر بنا۔

نبوت و رسالت کی پوری تاریخ قدر اور بے قدری ہی سے عبارت ہے۔ ہر

پیغمبر کی عظمت و عزیمت کا مقام اسی بے قدری سے متعین ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر کے بازار میں بچنا بے قدری کی ایک عجیب مثال ہے۔ اسی بے قدری کے زینے سے آپ مقامِ نبوت تک پہنچے اور ہمیں سے تاجِ شاهی کے وارث بنے۔

آتشِ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کے سر پر ”خلیل اللہ“ کا تاج پہنایا۔ حضرت موسیٰ نے شعیبؑ کے ریوز کی گلہ بانی سے ”کلیم اللہ“ کے منصبِ جلیل تک رسائی پائی۔ مکہ کی گلیاں اور دیواریں، شعبِ ابی طالب کے پتھر اور چٹانیں، وادیِ طائف کے سنگریزے، غارِ ثور کی تاریکی اور تہائی اگر بے قدری کی معراج تھی تو یہی بے قدری اس قدر کا دیباچہ بنی جس نے آپ ﷺ کو ”صاحبِ معراج“ اور ”انبیاء کا امام“ بنایا۔

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترکِ دنیا حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں بلکہ زہدیہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے اور ترکِ دنیا یہ ہے کہ جب تجھ پہ کوئی مصیبت پڑے تو تو اس مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور یہ خواہش رکھ کہ یہ مصیبت باقی رہے اور ختم نہ ہو۔ (تاکہ اس کا ثواب حاصل ہو) (ترمذی / ابن ماجہ)

حضرت آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی داستان صرف دو ہی ابواب پہ مشتمل ہے:

کردار اور اہلنا

کردار و ابتلا ہی تاریخ کے سنہری اوراق۔

کردار و ابتلا لازم و ملزوم۔

ابتلا نے کردار کو زندگی بخشی اور مستحکم کیا۔

جس معیار کا کردار، اسی معیار کی ابتلا۔

جس معیار کا معاون، اسی معیار کا مخالف۔

ابتلا کی داستان عجیب و غریب ہوتی ہے۔ کسی اور داستان میں کوئی کیف نہیں

ہوتا، صرف ورق گردانی ہوتی ہے۔

اللہ، نازل فرماتے ہیں، میرے آقا روحی فدائے ﷺ عافیت۔

چونکہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے،

قدم قدم پہ نصرت اور قدم قدم پہ رحمت ہوتی ہے۔

میرے آقا روحی فدائے ﷺ اپنا سمجھ کر قدم قدم پہ رہنمائی، حوصلہ افزائی اور

دلربائی فرماتے ہیں۔ کسی بھی قدم پہ پھسلنے نہیں دیتے اور دکالت و کفالت کی حد کر

دیتے ہیں۔

بلا کا وارد ہونا..... انبیاء و صفی الرسل علیہم السلام کی سنت ہے۔

ابتلا مبتلا کو محض تکلیف ہی نہیں، رحمت کی موجب ہوتی ہے۔

○ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ

سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء مہم السلام۔ پھر وہ لوگ جو

انبیاء مہم السلام سے زیادہ مشابہ ہوں۔ اور پھر وہ لوگ جو انبیاء مہم السلام

سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر انسان جس قدر دین میں سخت ہوتا ہے، اسی قدر اس کی مصیبت سخت ہوتی ہے۔ اور جس قدر دین میں نرم ہوتا ہے، اسی قدر اس کی مصیبت ہلکی ہوتی ہے۔ پس ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ دین میں سخت انسان زمین پر چلتا ہے اس حال میں کہ گناہ سے پاک ہوتا ہے۔

(ترمذی، لکن ماجہ، داری، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۷۵، شمارہ ۱۳۶۵)

○ حضرت شداد بن اوس صامیؓ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس سے کہا تو نے کیونکر صبح کی۔ اس نے کہا اللہ کا شکر ہے میں نے نعمتِ الٰہی پہ صبح کی۔ انہوں نے کہا خوش ہو گناہوں کے دور ہونے اور خطاؤں کے معاف ہو جانے سے۔ اس لیے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بسترِ علالت سے ایسا پاک و صاف اٹھتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے اور کوئی گناہ اس کا باقی نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور مصیبت میں ڈالا اور اس کا امتحان کیا۔ پس اے فرشتو! تم اس کے نامہ اعمال میں وہی عمل لکھو جو اس کی صحت کی حالت میں لکھتے تھے یعنی اعمالِ صالح! (مسند احمد بن حنبل / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۷۷، شمارہ ۱۳۸۲)

○ عامر راعیؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور اس سلسلہ میں کہا کہ ”مومن جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور آئندہ

کے لیے اس کو نصیحت و عبرت۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے پھر اس کو صحت دی جاتی ہے تو وہ اس اونٹ کی مانند ہو جاتا ہے جس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو اور پھر کھول دیا ہو، اونٹ کو اس کا سبب معلوم نہ ہو کہ کیوں اس کے مالک نے اس کو باندھا اور کیوں چھوڑ دیا۔

ایک شخص نے آپ ﷺ کا بیان سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! بیماریاں کیا چیزیں ہیں؟ خدا کی قسم! میں تو کبھی بیمار نہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہماری جماعت میں سے اٹھ کھڑا ہو تو ہم میں سے نہیں ہے۔“

(ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۷۶، ۲۷۷، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴)

○ حضرت محمد بن خالد السلمیؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کے ہاں کسی بندہ کے لیے کوئی ایسا مرتبہ مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اعمالِ صالحہ سے اس کو حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو جسمانی، مالی اور بال بچوں سے متعلق ابتلاء و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس پر صبر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۷۶، ۲۷۷، ۱۳۷۱)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن ان لوگوں کو زیادہ ثواب دیا جائے گا جو دنیا میں مصیبت و بلا میں مبتلا رہے تھے تو وہ لوگ جو دنیا میں امن و عافیت سے رہے تھے اس کی آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے جسم کی کھال کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور آج ان کو بہت سا ثواب اس کے بدلہ میں

(ترمذی، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۷۶، ۲۷۷، ۱۳۷۳)

ملتا۔

کربِ عظیم سے فضلِ عظیم کی امید۔

ابتلا کے بعد جب عطا کا باب کھلنے لگا، نامی گرامی بتلائے ابتلا نے، بے ادبی سے نہیں، ابتلا کو زندگی کا گوہر سمجھتے ہوئے ابتلا ہی کی بقا مانگی۔

ابتلا کو عطاءے جاوید سمجھ کر ملال نہیں، استقبال کیا۔

زندگی کی ہر شے اسی کے مطابق بدلی۔

رنگ بدلا، روپ بدلا، چال بدلی، ڈھال بدلی، سوچ بدلی، فکر بدلی، حرکات بدلیں، سکنا ت بدلیں گویا ساری زندگی کا منشور ہی بدل دیا۔

عطا و بلا میں کوئی تمیز نہ رہی۔

ستم کرم اور ابتلا عطا نظر آنے لگی۔

یہ قید ہر قید سے نجات۔

یہ غم ہر غم کا ازالہ

یہ درد ہر درد کا درماں

ابتلا کے استقلال کا شکر یہ۔

ابتلا نہ ہوتی، عطا بھی نہ ہوتی۔

ابتلا ہی نے بندوں کو مرنا جینا سکھلایا۔

جو جتنا ستایا گیا، اتنا ہی مامون پایا گیا۔

دنیاوی امن کی بڑی ہی باز پرس ہوگی۔

تیری رحمت کی ابتلا نے بندوں میں سے جس بھی بندے کو بتلا کیا، دیکھانہ

گیا۔

رحمت کی آغوش میں ابتلا کا درد اہل طریقت کے نزدیک عین رحمت ہوتا

ہے۔

اس لیے کہ اللہ رحمن و رحیم اور میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام دونوں ساتھ

ہوتے ہیں۔

ابتلا کے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر کے، ہوا میں اڑا کر، نشان تک باقی نہ رہنے دیا

.... صرف یاد باقی رہی۔ ابتلا شرمناک کرکھینا نہ ہوئی۔

صدقات ذاتِ قدس الہیہ :

اللہ اپنی ذاتِ قدس کا صدقہ ہر وقت اپنی مخلوق پہ فرماتا رہتا ہے۔ اللہ کا

بہترین صدقہ اپنے کسی بندے کو اپنے ذکر کی عنایت ہے۔ اللہ نے بندوں کو صدقات

کی تاکید فرمائی۔ بندوں کا بہترین صدقہ بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔

اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کے صدقے کو محبوب رکھتا ہے۔ کبھی رد نہیں

فرماتا۔ اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کے صدقے گنہگاروں کے گناہ بخش دیتا ہے، مکروہین

کے کرب اور مغمومین کے غم زائل فرمادیتا ہے، بتلائے ابتلا کو نجات بخش دیتا ہے،

اجساد و قلوب کو شفا بخش دیتا ہے، دائمی شفا حاجت روائی اور مشکل کشائی فرما کر

اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کے صدقے کی ناموس کا اکرام کرتا ہے۔ ماشاء اللہ!

اللہ نے جب بھی کسی محبت پہ کسی بھی قسم کا کوئی عتاب نازل کرنا چاہا، میرے

آقا رُوحی فدائے علیہ السلام کی رحمت نے اسے گھیر لیا۔ اپنی محبت کے پاک پردوں میں مستور

فرما کر اپنی کملی میں چھپالیا۔ اوڑک اللہ کو درگزر پر مائل فرمائی لیا۔ ماشاء اللہ!

ایسے دلربائے نغمہسار پہ کوئی بل بل نہ جائے تو کیوں نہ جائے؟

ایسے ہادی کے قدموں پہ لٹ لٹ نہ جائے تو کیسے نہ جائے؟
ایسے جو دو سخا کے منبع پہ کوئی تن من قربان نہ کرے تو کیسے نہ کرے؟
ایسے لچپال پہ کوئی دو جہاں نہ وارے تو اور کیا کرے؟

کہاں وہ شریار، کہاں یہ غریب الدیار

کہاں وہ سر لپا عطا، کہاں یہ فقیر بے نوا

کہاں وہ تاجور، کہاں یہ بے پر

اللہ اللہ ماشاء اللہ!

اس کی محبت کی حمایت کا ناز نہ ہو تو پھر کس کا ہو؟

ملاست محبت کا مقبول ترین مقام۔

ملاست جو کسی کو بھی پسند نہیں، محبت کی آبرو ہے۔

خطبات کی دنیا میں ملاست کو کوئی مقام حاصل نہیں لیکن محبت کی دنیا میں

ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

”ملاست آدمیت کا وہ کمال ہے جسے کبھی زوال نہیں، ازل سے جاری

ہو، لہذا اب تک جاری رہے گا۔“

اللہ کی راہ میں ذلت کی انتہا رحمت کی ابتداء۔

ملاست سے کچھ بھی نہیں بچتا،

رضا کو راضی کرنے کا بڑی معمول ہوتا ہے

بہتان ملاست کی شدید ترین قسم۔

اوڑک فاعل ہی کی طرف لوٹا۔

کسی نے کسی کو کیا کرتے دیکھا؟
 صرف کسی سے کسی کا کہا ہوا سنا ہے! بہتان نہیں تو کیا ہے؟ بہتان کی کوئی
 تاب نہیں لاسکتا مگر فقیر۔

فقیر ملامت میں بھیجی ہوئی قباہ کو پہن کر پھولے نہیں سماتا،
 اور ہفت اقلیم کی شاہی کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا۔
 خرقۂ ملامت جو دو کرم کی انتہا ماشاء لا قوۃ الا باللہ!
 خرقۂ ملامت کی چمک کبھی ماند نہیں پڑتی۔ سو سوبار بھی دھوئیں،
 جوں کی توں۔

کسی تاجور سے میں کیا مانگتا ہوں
 تیرے در کا گدا ہوں کرم مانگتا ہوں
 ملامت گدڑی میں لعل
 ملامت کے بعد کرم وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلا۔
 ہم و حزن چیست؟

ہم و حزن ایک ربانی عنایت ہے، جملہ گناہوں کا کفارہ بن کر خزانہ قدرت
 میں رحمت بن کر داخل ہو جاتی ہے پھر فضل و کرم کا باب کھلتا ہے۔
 جب تک کوئی ہم و حزن کے دفتر میں سے نہیں گزرتا، فضل و کرم کا
 منتظر رہتا ہے۔ جب بھی کوئی فضل و کرم کے باب سے گزرا، ہم و حزن کے باب ہی
 میں سے گزر کر گزرا۔ گویا ہم و حزن (اللہ اللہ، ماشاء اللہ) فضل و کرم کے ورود کا
 اولین باب ہے۔

ہم و حزن کی کٹھالی میں جل کر ہی سونا کندن ہوتا۔

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جو شخص کہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہر شے سے پہلے بھی

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ
اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہر شے کے بعد

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْقَى
اور لا الہ الا اللہ ہی باقی رہے گا
وَيَفْنِي كُلَّ شَيْءٍ ط
اور ہر چیز فنا ہو جائے گی
تو اسے غم و حزن سے نجات مل جائے گی۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب العمل بالسنت ج ۳، ص ۱۹۲)

اللَّهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ط
اے اللہ! دور کر دے مجھ سے فکر اور غم

صحاح ستہ عین دین۔

دین سے انحراف کے باعث ہم و حزن۔

نفس کی گوشمالی عمدہ ترین علاج۔

اس کی آغوش میں سر اسر ہدایت، فضل، رحمت اور برکات کا نزول

کرب و غم زحمت نہیں، رحمت بن کر درجات کی بلندی کا انساب معمول۔

○

○ مومن کو ایک کاٹنا وغیرہ بھی چھبے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے۔ (عائشہؓ / موطا۔ ترمذی، اوسط، صغیر)

○

نفسِ مضمون اتنا کڑا تھا کہ کوئی اس پہ کاربند ہونے کا متحمل نہ ہو سکا البتہ
جدوجہد جاری ہے۔

ہجرت اللہ کی راہ میں چلنے کا پیش خیمہ اور اس کا اجر اللہ ہی کے ذمے۔

ہجرت حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے۔

ہجرت مہاجر کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔

ہجرت شہادت کا اولین قدم ہے۔

ہجرت الی اللہ ہجرت کا بلند ترین مقام ہے۔

ہجرت الی اللہ چیست؟ ترکِ معصیت۔

خواہشات کی قربانی سب سے بڑی قربانی ہے اور

مہاجر الی اللہ ہی خواہشات کو قربان کر سکتا ہے، دنیا دار نہیں۔

تم کیا جانتے ہو؟ ہجرت کیا ہوتی ہے؟

ہجرت جان کے سوا ہر شے کی قربانی ہوتی ہے۔ مہاجر کے، ماشاء اللہ، ہر

گناہ کا ازالہ بن جاتی ہے۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے اسے گناہوں سے پاک فرما کر خوش

دیتے ہیں۔

ہجرت مجسمہ ہجر کی تفسیر ہوتی ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ
تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ
میں نکارت نہیں کرتا تم میں سے کام کرنے والے کی محنت کو۔

مَنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْشَىٰ بَعْضُكُم مِّنْ أَعْضَاءِ
مرد ہو یا عورت - تم آپس میں ایک ہو -

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے گھروں سے

وَ أُوذُوا فِي سَبِيلِي

اور ستائے گئے میری راہ میں

(مسلم، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱، ص ۱۰۳)

اگرچہ اللہ کی دنیا وسیع و عریض ہے پھر بھی جب کسی بندے کا جینا تنگ ہو جاتا ہے، کوئی اور سبیل نظر نہیں آتی ہجرت کرنے پہ مجبور ہو جاتا ہے اور یہ بندے بچارے کی زندگی میں انتہائی پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال والاکرام نے کمال حکمت و قدرت سے اس بندے کو ہجرت پہ ہجرت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ بار بار فرما کر احسان کی حد کر دی اور میں ہر ہجرت پہ پھولے نہ سما یا۔

مخلوق نے میری ہجرت کی ملامت کی حد کر دی۔ میں نے الہی حکمت و قدرت کا بلند ترین اعزاز سمجھ کر شکر کیا۔

میں نے ہر ہجرت

اللہ کے لیے، اللہ کے ذکر کے لیے
دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے اور
اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے کی۔
ہجرت گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔
ہجرت کی بے شمار برکات ہوتی ہیں۔

جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اللہ اسے بخش
دیتے ہیں۔ جو عقدے کبھی حل نہیں ہوتے، حل فرما دیتے ہیں۔ متوکل علی
اللہ فرما کر تو کلت علی اللہ ایسی روزی پہنچاتے ہیں جس کا کہ گمان تک نہ ہو۔
مہاجر الی اللہ خانہ بدوش ہوتا ہے۔ وطن، پڑوس، یار و اغیار سے بیگانہ۔
حکمت کی قدرت اور قدرت کی حکمت جہاں چاہتی ہے، لے جاتی ہے۔ کسی اور کی
مرضی کبھی کرنے نہیں دیتی۔

اللہ کی راہ میں سفر کرنا اللہ کو پسند اور
میرے آقا و جی فدائے اللہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ ہے۔
سفر میں رحمت ہوتی ہے اور برکت۔
سفر کی کارگزاری محیر العقول، معمہ کا حل اور
علم و حکمت کا مرقع

مسافر سب کے سب ہمسفر ہوتے ہیں۔ دور دراز سے جب آپس میں ملائی
ہوتے ہیں، کوئی نہ کوئی خوشخبری کا پیغام سناتے ہیں اور
بہترین پیغام و بہترین سبیل ذکر دوام۔ ماشاء اللہ!

اے اوسافر! جرد کے کیل کانٹے تیری راہ کو روک نہ سکے یہاں تک کہ سمندر نے تیرا استقبال کیا اور تو دندناتا ہوا آگے ہی بوہتا رہا۔ اسے انسانی معراج کہتے ہیں۔

کیس بھی ہو، روح حاضر رہتی ہے۔

سفر کی صعوبت کسی مسافر سے پوچھ اور ہجرت کی برکات مہاجر سے۔

ہجرت اس منزل کا منبع و ماخذ ہے۔

ہندے کا جینا جب تنگ ہو جاتا ہے، مجبور ہو کر ہجرت کر جاتا ہے۔

اور وہ انتہائی مایوسی کا عالم ہوتا ہے..... اور اے جانِ من!

بے دل مت ہو، ہجرت کے بعد نصرتِ فطرت کا اٹل قانون ہے۔

ہجرت کا انتہائی مقام دیارِ ہستی سے ہجرت ہے اور یہ مقام کہیں کسی کو نصیب

ہوتا ہے، ہر کسی کو نہیں۔

ہجرت میں حکمت ہوتی ہے۔ کوئی بھی حرکت حکمت سے خالی نہیں۔ دیارِ

ہستی کے مہاجر اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتے، اللہ ہی کی مرضی اُن کی مرضی ہوتی ہے۔

ہجرت کی برکات.... یثرب سے مدینہ منورہ۔

میرے آقا میرے مولا، میرے دلبر، میرے جانی میری سرکار حضور

اقدس و اکمل و اکرم و اجمل اطیب و اطہر طہ، یس، منزل، مدثر، سرورِ کائنات، فخرِ

موجودات، عروسِ مملکتِ رب العالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع اللذین،

انیس الغریبین، امام العاشقین، محبوب المشتاقین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، گلستانِ مدینہ پہ بہارِ نو آئی۔

مدینہ افتخار و ناز میں اتر لیا کہ اللہ نے اسے اپنے حبیب ﷺ کے قیام کے لیے منتخب فرمایا..... گویا وہ مقام جو یثرب یعنی مقامِ زحمت تھا اب مدینہ، رحمتوں کا خزینہ بننے لگا۔ ایک گناہ مقام نے مقبولِ عام اور فیضِ دوام کے مقام کا رتبہ پایا۔ ایک معمولی بستہ قیامت تک کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت بنی۔ مدینہ خوشی سے پھولانہ سماتا تھا کیونکہ آج اسے اس ہستی کی قیامگاہ بننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے جو وجہِ تخلیقِ کائنات اور فخرِ موجودات ہے..... مدینہ اسِ عز و افتخار پہ جتنا ناز کرتا، کم تھا..... کیونکہ آج اس کے مقدر کے اندھیرے چھٹنے کو تھے۔ اس کا گوشہ گوشہ نورِ نبوت سے منور ہونے کو تھا اور اس کا ذرہ ذرہ اہلِ دل کے لیے محترم بننے کو تھا۔ آج کا دن مدینہ کی تاریخ کا اہم ترین دن تھا کیونکہ آج اسے..... ”ادبِ گاہسیت زیرِ آسمان از عرشِ نازک تر“ کا خلعت عطا ہو رہا تھا۔

دعائے خلیلؑ و نویدِ مسیحاؑ کی تشریف آوری کی خوشخبری نے اہلِ مدینہ کے دلوں میں ایک عجیب اضطراب برپا کر دیا تھا..... مشتاقانِ جمال ہر صبح آپ کے استقبال کے لیے دور تک شہر سے باہر جاتے مگر ہر شام مایوس لوٹتے اور اس دن ان کا اضطراب دیدنی تھا جب ایک یہودی نے انہیں خوشخبری دی کہ او مسلمانو! وہ معزز مہمان جن کے استقبال کو تم روزانہ شہر سے باہر جایا کرتے ہو، آرہے ہیں..... وہ دیکھو..... ان کی سواریوں کی گرداڑتی نظر آرہی ہے۔ یہ سنتے ہی مدینہ میں ایک دھوم مچ گئی۔ رحمت کی گھنائیں اڈاڈ کر چھا گئیں اور تمام ادائیں سمٹ کر مدینہ میں آگئیں۔ منتظر نگاہوں اور پیتاب دلوں نے جب آپ ﷺ کے جمالِ جہاں تاب کا نظارہ کیا تو بے ساختہ اہلا و سہلا مرحبا اور الحمد للہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہر کوئی

فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا۔ اہلِ مدینہ کے لیے یہ روزِ سعید روزِ عید سے کم نہ تھا۔ نضا
نضی نضی معصوم بچیوں کے ان اشعار سے مترنم اور معمور تھی

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلَّهِ دَاعِ

آج کا ہر لمحہ اتنا قیمتی، پُر عظمت، بابرکت تھا کہ اسے حاصلِ حیات کہا جاسکتا تھا
..... اس انعام و اکرام پہ زبانیں شکرِ الہی میں تر تھیں اور جبینیں بارگاہِ صدی میں
سجدہ ریز۔ کوئی تحریر اور کوئی تقریر اہلِ مدینہ کے ذوق و شوق، سوز و گداز اور عشق و
رقت کی صحیح تصویر پیش نہیں کر سکتی زبانِ اس کیفیت کے میان سے عاجز ہے اور
قلم معذور!

اس روح پرور استقبال کے منظر کا تصور کیا جائے تو اس امر کا اندازہ لگانا قطعاً
مشکل نہیں کہ مدینہ کا ہر فرد سرورِ کائنات ﷺ کی میزبانی کے شرف کا کتنا تمنائی تھا
چنانچہ سب نے اپنے اپنے گھروں کو سنوارا اور خود دروازے پہ استقبال کے لیے
دست بستہ آکھڑے ہوئے حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بھی اپنی بیوی سے
اپنے گھر کو سجانے کی فرمائش کی تو انہوں نے کہا، سبحان اللہ! کہاں رحمتہ للعالمین ﷺ
کہاں ہم عاجز و مسکین! سرورِ کونین ﷺ کی آمد مبارک اور ہمارے گھر؟ نا ممکن۔ پھر
ہم کس آرزو پہ یہ جھونپڑا سجاویں؟ یہ سوچ کر ان کے دل چھ گئے، ان کی دنیا اندھیروں
میں ڈوب گئی، آرزوئیں سینے میں دم توڑنے لگیں۔ اے کاش! یہ شرف ہمیں نصیب
ہوتا، یہ دولت ہمارے حصے میں آتی، یہ نعمتِ عظمیٰ ہمیں نصیب ہوتی!
ادھر ان کی حسرت اور بے قراری کا یہ عالم تھا، ادھر رحمتِ حق جوش میں

تھی۔ نبی مکرم رحمتِ مجسم ﷺ نے ناقہ کی تکمیل اس کی گردن پہ پھینکتے ہوئے فرمایا یہ اللہ کے حکم کی مامور ہے، اسے چھوڑ دو۔ جس گھر کے سامنے بیٹھے گی، وہیں ہمارا قیام ہوگا۔

ناقہ اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی اسی ابو ایوبؓ کے دروازے پہ آکر رک گئی جسے اتنی عظیم سعادت سے بہرہ مندی کا گمان تک بھی نہ تھا۔

ان کا عجز و انکسار اللہ کو اس قدر پسند آیا کہ رحمت نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور زیب و زینت اور آرائش و زیبائش سے بے نیاز ان کا معمولی سا جھونپڑا نہ صرف اس وقت آپ ﷺ کی قیام گاہ مہلبکہ مسجدِ نبوی ﷺ کی صورت میں ہمیشہ کے لیے چشمِ عالم میں باعثِ خیر و برکت اور قابلِ عز و احترام قرار پایا۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً اور یہ سب ارادتِ ازلی ہی میں مقوم و مرقوم تھا۔

مہمان نوازی سنتِ خیر الانام ﷺ

انکار مت کیا کرو

محروم مت رہا کرو

میرے آقا روحی فدائے ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو فیاض کا لقب

دیا۔

چند سنن ہنوز واجب الادا ہیں۔

معراج سنت ہے،

کوئی ماں کا لال اس سنت کو بھی ادا کرے۔

معراج النبی ﷺ

مبارکاً مکرمماً مشرفاً

مومن کی پرواز کی کوئی حد نہیں، بلند و بالا۔

کسی کا اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں تن، من، دھن، لٹا دینا بھی ایک امید افزا

حد ہے۔

اعلیٰ ترین حد ماسوا سے ہجرت

یہی مومن کی معراج، ماشاء اللہ۔

ردائے نبوت امتِ مرحومہ کا وہ پردہ ہے جو ہر شے کو چھپا لیتا ہے

ظاہر و باطن کو چھپانا پردہ پوشی کی حد

اور یہ عنایت اُن ہی کو درٹے میں ملی اور

حکمت بھی اُن ہی کے گھر میں اتری۔

مخلوق کی پردہ پوشی کا مرتبہ میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام کے بعد مولائے علی

کرم اللہ وجہہ کو عنایت ہوا اور پھر فقر ہی کو ورثہ میں ملا۔

کر کے دیکھ لو مخلوق کی پردہ پوشی احسانِ عظیم ہے۔

ہندے ہندوں سے درگزر نہیں کرتے اور نہ ہی پردہ پوشی کرتے ہیں حالانکہ

ان کا رب ان سے درگزر کرتا ہے اور سب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور پھر وہ اسے چھپائے تو اس کا

ثواب اس شخص کے برابر ہو گا جس نے کہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو چھپایا۔“

(احمد، ترمذی عن عقبہ بن عامر)

قدرت کے باوجود معاف کر دینا حلم کی حد اور مخلوق کی پردہ پوشی آدمیت کے ادب کی حد ہے اور یہ میرے اللہ ہی کی صفات ہیں مخلوق اس پہ گزر نہیں رکھتی۔
الا ماشاء اللہ!

تین حکیم ہیں :

اللہ حکیم

قرآن حکیم

رسول اللہ ﷺ حکیم

سیدنا شاف (ﷺ)

روح و نفس کو شفا بخشنے والے

انسانی جسم الوجود میں جملہ امراض موجود رہتے ہیں
کبھی مجھوب کبھی مستور کبھی ملفوف، ناپود نہیں ہوتے۔

میرے اللہ رب العالمین کے فضلِ عظیم اور

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے جود و کرم سے ناپود ہوتے ہیں۔

ہر علت سے تیرے نام ہی کی بدولت شفا پائی۔

نظر کی شفا اصل دوا

تیرے نام ہی سے ہر بے چین نے چین پایا۔

تیرا نام جب بھی کسی بے قرار نے لیا، قرار پایا

اور

تیرے نام ہی کی بدولت اسیروں کے زنجیر ٹوٹے۔

کوئی بھی مرض ایسا نہیں جس کا کوئی علاج نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضْرَمُ مَعِ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاۗءِ یَا حَیُّ یَا قِیُّوْمُ
ہر مرض کے لیے دعا بھی ہے، دوا بھی۔

شفا من اللہ تعالیٰ

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام وسیلہ شفا کے امراض، ماشاء اللہ!

عجب حکمت ہے کتاب العمل بالسنۃ کا عامل اور محزون و مغموم؟
الہی قدرت و حکمت کی مخالفت کے باعث محزون و مغموم۔
کتاب العمل بالسنۃ میں ہر شے ہے۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام
یا ذا الفضل العظیم! ہم گنہگاروں کو حکماء کے حوالے نہ کر،
اپنی رحمت سے شفا بخش۔

ہر مرض سے شفا تیری ہی طرف سے عطا۔

یا حلیم یا کریم اشفنا۔

دنیا بھر کے حکما چارہ سازی سے معذور۔

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام کی دعا ہر مرض کی شفا۔

ہر مرض کی دوا ہے لیکن ہر دوا میں شفا نہیں۔

شفا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے۔

دوا ایک حیلہ ہے، جناب رسول اللہ ﷺ شفا کا وسیلہ ہیں۔

یقین لا یقین کر

میرے آثارِ وحیِ فدائے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہر مرض و بلا و وبا پہ حاوی۔

○ سمیات کا تریاق

حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے

فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے یا کوئی چیز پیے تو کہہ

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضْرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَ لَافِی السَّمَاۗءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

خوب سمجھ لے اس کے ساتھ تجھے کوئی بیماری نہیں پہنچے گی خواہ اس میں زہر ہو۔

ف: سرطان سمیات ہے۔

اگر کوئی یہ پڑھ کر کھائے پئے، ہر لقمہ و گھونٹ نور بن کر شفا لائے۔

ہر انسان کے جسم میں کسی نہ کسی قسم کا کوئی نہ کوئی عارضہ موجود رہتا ہے اور

حکمت یہ مہی۔

ہر حکمت کا اللہ ہی حکیم ہے۔

اللّٰهُمَّ یَا حَکِیْمُ تَحَکَّمْتُ بِالْحَکِمَةِ وَ الْحَکِمَةُ فِی

حَکْمَةِ حَکْمَتِکَ یَا حَکِیْمُ ط

مخلوق کی شفا کے لیے جو بھی حیلہ کریں، اگرچہ گھانس پھونس یا راکھ ہی کی چٹکی ہو، شفا

بخشا کرو۔

عَلَّتْ سَے شفا بھی تیرا ایک احسانِ عظیم ہے۔

میرے اللہ حکیم ہیں، میرے پاس رہتے ہیں، دم بھر کے لیے بھی دور نہیں ہوتے۔ ہر مرض کی دوا و شفاء میرے اللہ ہی کے پاس ہے۔

سُبْحَانَ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ پڑھ کر شفا کی دعا مانگ۔ امید افزا علاج۔
کسی غیر کو حکیم کا شریک مت بنا۔ اللہ ہی کو اپنا حکیم ٹھہرا۔
حکیم بے چارہ ہر کسی کی کیا تشخیص کر سکتا ہے!

اللہ ہی عزیز الحکیم ہے مطمئن رہ!

اللہ ہی شفا بخشنے والا ہے۔

ظاہری و باطنی امراض سے شفاء:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زہر کا تریاق:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

ہر غم کا علاج درود شریف

ہر بیماری کا علاج الحمد شریف

آیت شفا میں شفا تلاش کر اور وہ سورۃ فاتحہ ہے۔

○ حضرت عبد الملک بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاتحہ الکتب (یعنی سورہ الحمد) ہر بیماری سے شفا ہے۔

(سنن الداری / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱ ص ۸۴۵)

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ زہر سے شفا دینے والی چیز ہے۔

(کنز العمال، کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱ ص ۸۴۶)

سورۃ فاتحہ جملہ امراض سے شفا اور زہر کا تریاق
بسم اللہ الرحمن الرحیم فاتحہ میں شامل ہے۔
بیماری سے شفا:

○ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ اَرْبٍ
يُّؤْذِيْكَ وَ مِنْ شَرِّ النَّفْسِ فِي الْعُقَدِ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ
اِذَا حَسَدَ ○

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا، میرے پاس جناب رسول
اللہ ﷺ تشریف لائے پھر فرمایا کیا میں تجھے ایسا دم نہ کروں جو مجھے حضرت جبریل
علیہ السلام نے سکھایا ہے؟ وہ یہ ہے بسم اللہ الخ
اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

(کنز العمال الجزء الخامس ص ۱۹۳، شمارہ ۱۳۹۱)

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ
یہ لکھ کر ناف پر باندھیں، ناف کے لیے آسیر۔

امید افزا عمل:

ٹھہریں لکھ کر ناف پر باندھ۔

دفعِ جنّات کے لیے :

(حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط جو بلیس کو بھیجا گیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
 اَلَّا تَعْلُوْا عَلٰی وَاَتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ (النمل: ۳۱)
 بار بار پڑھنا مستحسن۔

طب کی ابتدا علق

طب کا عروج کشف الوریث

طب میں وبا دہلا کا کوئی علاج نہیں مگر

لِیْ خُمْسَةَ اَطْفٰی بِهَا حَرَّ الوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ
 الْمُصْطَفٰی وَ الْمَرْتَضٰی وَ ابْنَاهُمَا وَ الْفَاطِمَةُ
 اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ ط

علمِ طب معدوم تھا بقراط نے ایجاد کیا

مردہ تھا جالینوس نے زندہ کیا

متفرق تھا رازی نے جمع کیا

ناقص تھا بو علی سینا نے مکمل کیا

یہ طب جس کا بانی بقراط تھا اور جس کی تکمیل بو علی سینا نے کی، طب کی

اولین، بنیادی اور اہم ترین قسم ہے کیونکہ اس میں انسانی بدن کی تشریح و توضیح کے علاوہ

عوارض و امراض پہ مکمل بحث کی گئی ہے۔ اس میں تشخیص و تجویز کا عمل ہے جو ایک

باقاعدہ دستور کے تحت تو اتر کے ساتھ چلتا ہے۔ یہی طب یونانی کہلاتی اور اسی پہ اسلامی دور میں تحقیق و جستجو سے نئے آفاق ابھرے اور اس نے طبِ اسلامی کا نام پایا۔ یہی بنیاد تھی جس پر آج ایلوپیتھی اور سرجری کے بلند و بالا ایوان تعمیر ہوئے نظر آتے ہیں۔

طب کی دوسری قسم جو پہلی پر فوقیت رکھتی ہے طبِ نبوی ﷺ ہے جسے ہم اپنے آقا و مولا حضور اقدس و اکمل و اجمل و اطیب و اطہر روحی فداه ﷺ کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتے ہیں۔ ہمارے حضور ﷺ تشریف لائے تو علم الایمان کے ساتھ ایک بہترین اور مکمل ترین علم الابدان بھی لائے۔ آپ ﷺ نہ صرف روحِ انسانی کے مصلح و معالج تھے۔ بدنی امراض کے بھی طبیبِ کامل و اکمل تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا

”علموں میں سے علمِ دوہی ہیں علمِ الادیان اور علمِ الابدان“

قرآنِ حکیم تخلیقِ انسانی کے مختلف مدارج پر جس حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالتا ہے وہ علمِ طب کا ایک اہم ترین باب ہے۔ حضور ﷺ نے حکمت کو مسلمانوں کی گم گشتہ متاع قرار دے کر اسے حاصل کرنے کی تاکید فرمائی، جس سے میدانِ عمل و تحقیق میں ایک ولولہ پیدا ہوا اور رازمی و بوعلی سینا جیسے مفکرین نے ایک دینی فریضہ سمجھ کر اس فن کی خدمت کی جسے عالمِ انسانیت قیامت تک فراموش نہیں کر سکتا۔

یہ فن اپنی اصل کے اعتبار سے پیغمبری ہی کا ایک جزو ہے جس کا نقطہٴ کمال حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے جہاں طب کے تمام مروجہ دستور اور قاعدے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا دستِ شفقت و رحمت اس سے آگے تک

شفا تقسیم کرتا نظر آتا ہے۔

ایسے نسخے یا معالجات جو حضور اقدس ﷺ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ روایت ہیں یا ایسے معالجات اور نسخے جو بعض صلحائے امت کو عالم کشف و رؤیا میں حضور ﷺ نے تعلیم فرمائے طبِ نبوی ﷺ کے ضمن میں آتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آج کی طبِ اسلامی حضور ﷺ ہی کی نظرِ کرم کا نتیجہ اور آپ ﷺ کی ہی رہنمائی احسان ہے۔

”طب نبوت کا ایک حصہ ہے“

”طب ایک فن شریف ہے“

”طب مسلمانوں کی گم گشتہ متاع ہے“

چنانچہ ”دارالاحسان“ کے پیش نظر اسی طب کی ترویج و اشاعت اور اسی کی

تنظیم و اصلاح ہے۔ ماشاء اللہ!

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہماری اس میراث یعنی طبِ اسلامی کی

خدمت کے لیے دارالحکمت المعروف دارالشفاء کو منتخب فرمایا۔

دارالحکمت دینِ مبین کا نسب شعار

قدیم دینِ اسلام اور

قدیم طبِ نبوی ﷺ ہے۔

اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں اور طبِ نبوی ﷺ سے بہتر کوئی طب نہیں۔

یہ دونوں، دین اور طب، صدیوں سے محنت کے متمنی ہیں۔ اگر طبِ نبوی ﷺ پہ

محنت کی جاتی یا اب بھی کی جائے، موجودہ پیر و پی ٹی طب کو مات کر جائے۔ اگر ان کو فروغ

دیا جائے اور ان پر محنت کی جائے تو دین میں معراج اور طبِ نبوی ﷺ میں ہر بسمل

کی مسجائی ہے۔

زیتون کے فوائد :

○ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ لوگو! زیتون کے مبارک درخت کو سدا استعمال میں لاتے رہو اور روغنِ زیتون کے ساتھ دو اکیا کرو کیونکہ وہ اسیر کو بہت ہی فائدہ پہنچاتا ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : روغنِ زیتون کھایا کرو اور بدن پر ملا کرو۔ یہ ستر بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے جن میں سے ایک جذام ہے۔

○ ذہبیؒ طبِ نبوی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ روغنِ زیتون کی جسم پر مالش کرنے سے بال اور تمام اعضاء قوی اور مضبوط ہو جاتے ہیں اور بڑھاپا دیر میں رخ کرتا ہے۔ اس کا شربت بھی سہمی اور زہریلی چیزوں کو مفید پڑتا ہے۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! تم روغنِ زیتون کھایا بھی کرو اور بدن پر ملا بھی کرو کیونکہ جو شخص روغنِ زیتون کی مالش کرے گا، چالیس رات تک اس کے پاس شیطان نہ بھٹکے گا۔ یہ روایت تحفة اللیب میں مذکور ہے۔

بعض فضلاء نے کہا ہے کہ یہ مفلس اور تنگدستوں کا تریاق ہے۔ ”عرانس“ میں لکھا ہے کہ ایک دن آدم علیہ السلام کو درد کی شکایت ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس زیتون کا درخت لائے اور فرمایا اس کا پھل لے کے نچوڑ کیونکہ اس میں ہر مرض کی دوا ہے سوائے موت کے۔

○ ابو نعیمؒ کی طبِ نبوی ﷺ میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض پاکباز اور جانثار یاروں کو بھی زیتون دے کر فرمایا کہ اس کا اکثر استعمال کیا کرو کیونکہ

یہ دل کو مضبوط، نفس کو پاک کرتا ہے اور سینہ کی طخاوت کو دور کرتا ہے۔

لوگوں نے دریافت کیا سینہ کی طخاوت کیا ہے؟

فرمایا وہ آسمانی غبار جو دور سے معلوم ہوتا ہے۔

فالج کا ایک علاج :

اجزاء : دودھ

شہد

بادام روغن

ترکیب : ایک گلاس دودھ نیم گرم میں ایک چمچ شہد اور ایک چمچ بادام روغن ملا کر استعمال کریں، شفا کی امید ہے۔

بادام روغن انتڑیوں کے زنگ کا مایہ ناز علاج۔ اگر دودھ بھی ملا لیں تو سرج

الاثر۔ اور شہد میں ملا کر سراپا اکبیر۔

یہ تینوں اجزا حرل

حظل

ہیرا کیس

حضرت لقمان علیہ السلام کی مجلس میں پیش ہوں۔ قبول فرما کر من و عن

تصدیق فرمائیں۔

زیابطس کے لیے نافع اور مجرب ہیں۔

نسخہ جات گونا گوں ایک سے ایک بہتر،

طبی خواص کے لحاظ سے یہ نسخہ فوق الوری۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۗ (النزعت: ۴۰، ۴۱)

”اور جو کوئی اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنی خواہشات سے نفس کو روکا پس تحقیق اس کے رہنے کی جگہ جنت ہے“

ف : طب میں حظل نفس کی عین مخالفت ہے۔ حظل بے شمار امراض کا علاج اور مطب ”دار الحکمت“ کا معمول ہے۔ ماشاء اللہ!

سفوف حظل، ایک سہل ترین نسخہ :

سفوف جزّتمہ ۵ تولہ

قلمی شورہ ۵ تولہ

پھمجوی ۵ تولہ

نوشادر ڈنڈا ۵ تولہ

تمام ادویہ سفوف، تا کر بعد از غذا ایک ماشہ ہمراہ ہر رتہ ترجیحاً مع ماء العسل۔

لسن کی تین تریاں کوٹ کر ایک پاؤدودھ میں پکائیں۔ پھر اس میں شہد ملائیں

اور پی لیں۔

انسانی صحت کے لیے یہ قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے۔ یہ آنکھوں کا انجن اور

دانتوں کا منجن ہے۔ معدہ کا تریاق ہے۔ دافع دردِ معدہ، قبض کشا اور ویدان (کرم شکم)

کا قاتل ہے۔ ورم گردہ، درد گردہ اور گنٹھیا میں معروف اطبا کا معمول طب ہے۔ مدر

حیض، پرسیوتی عوارضات اور فسادِ خون میں مفید۔ خارش، برص، رسولی، ورم طحال،

جلودھر (استقاء) درم زوائد (اپنڈکس) میں کثیر النافع اکسیر ہے۔
 مناسب بدرقہ کے ہمراہ ماء العسل کے اضافہ سے ایک ماشہ اس تریاق کو
 استعمال کر کے دیکھو۔ اللہ کے فضل و کرم سے شافی پاؤ گے۔ ماشاء اللہ!

○

پسندیدہ چیز کا استقبال فطرت
 ناپسندیدہ چیز اگرچہ عین حکمت پہ مبنی ناپسند
 خربوزہ عام پسند، صرف لذت ہی لذت اور
 حنظل بے شمار امراض کا تریاق۔
 طب کا کمال تانیسر (تانبے کا کشتہ)

○

طب ایک وسیع مضمون ہے اگرچہ ہزاروں سال سے ہر مرض پہ ہر کسی نے
 بہت کچھ کہا لیکن پھر بھی ایسے نادر نسخے لوگوں کے سینوں میں مکنون ہیں جو آج تک قلم
 کی نوک تک نہیں پہنچے مثلاً یہ کہ :

”بلڈ پریشر کے مریض صبح کے وقت نہار منہ لسن کی گٹھی کی تین
 پوتھی (دانے یا تریاں) پانی کے ساتھ نگل لیں۔ اس کے بعد ایک
 گھنٹہ تک کوئی شے نہ کھائیں نہ پیئیں۔ گھنٹہ گزرنے کے بعد جو
 چاہیں کھائیں“

○

کھمب کہیں کہیں جنگل میں ہوتی ہے، لذیذ ہوتی ہے۔
 کئی امراض سے شفاء ہوتی ہے۔
 حکماء اس کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔

○

طب کے مجدد نے کہا جب میں کسی مجلس میں خود حاضر نہ ہو سکوں، میری
 جگہ ہریز (ہلیلہ) کو زینت افروز کر لیا کرو۔

○

سوف	ایک حصہ
دھنیا	ایک حصہ
بڑی الاچھی	ایک حصہ
مصری	دو حصے

مع چھلکے پیس کر سفوف بنالیں اور کھانے کے بعد ہر ایک چھوٹی چمچی استعمال کریں۔
 جملہ امراضِ معدہ اور تبخیر کے لیے اکسیر۔

حکمت کی یہ چٹکی مخلوق کے افادہ عام کے لیے فی سبیل اللہ تقسیم ہے۔
 یہ رمضان المبارک کی برکات کی ایک عنایت ہے۔
 کوئی صاحب اسے ذریعہ معاش نہ بنائیں۔

○

جملہ امراض کی ابتدا قبض
 قبض دل کو
 دل دماغ کو اور
 دماغ جملہ اعصاب کو متاثر کرتا ہے۔
 اسبغول دو چچرات کو سوتے وقت نیم گرم دودھ سے استعمال کریں۔
 قبض کے لیے مفید۔

○

نسخہ مقوی دماغ :

یہ تینوں اجزا جو ہر دماغ کو طاقت دیتے ہیں۔ دماغ سے بلغمی اور سوداوی مادے
 کو خارج کر کے دماغ کو قوت دیتے ہیں۔

مغز بادام ایک پاؤ

انجیر ایک پاؤ

منقی (بج نکال کر) ایک پاؤ

تیاری : تمام ادویات کوٹ کر ملا لیں۔

خوراک : دو تولہ صبح، ۲ تولہ شام ہمراہ دودھ

○

ہو الشافی

اجزاء : برگ سناء مکی

ہلیہ کلاں (گھٹلی نکلا ہوا) ہم وزن

ترکیب : کوٹ چھان کر ملا لیں

خوراک : ایک ماشرہ رات کو دودھ کے ساتھ استعمال کریں

فوائد : جسم کے فضلاتِ ردی کو خارج کرتا ہے۔

صفرا کو اور ارب بول سے خارج کرتا اور یرقان کو دور کرتا اور بلغم کو مسهل

کے راستے نکالتا ہے اور اس کی مزید پیدائش کو روکتا ہے۔ دماغ کا مستحیہ کرتا ہے۔ مقوی

معدہ ہے اور پیٹ سے استقاء کے پانی کو نکالتا ہے۔ مصفی خون ہے۔ مستورات کے

امراض میں مفید ہے۔

○

دوائی برائے گردہ و پتھری گردہ

اجزاء : نوشادر ایک پاؤ

پھکڑی سفید ایک پاؤ

قلمی شورہ ایک پاؤ

خرگوش گھریلو ایک عدد

تیاری کا طریقہ :

پہلی تین اشیاء کو باریک پس لیں۔ پھر چھلنی میں چھان لیں۔ خرگوش ذبح کر

کے اس کا آنتا پیٹا نکال کر اس کی جگہ متذکرہ بالا پس ہوئی اشیاء بھر کر سوئی دھاگہ سے

سی دیں۔ ایک ہانڈی لے کر اس میں خرگوش کو رکھ دیں اوپر چھنی لگا کر مٹی سے گل

حکمت کر دیں۔ ایک من اُپلوں کی آنچ دیں۔ اگلے دن نکال کر باریک کوٹ لیں۔

استعمال : بھر دو چاول دوائی کو مکھن بیلابالی میں رکھ کر نہار منہ

استعمال کریں۔

عذا: جتنے دن دوائی استعمال کرنی ہو، ڈبل روٹی شوربہ کے ساتھ استعمال کریں۔

پرہیز: چاول، آلو، چقندر، پنے اور قابض اشیاء وغیرہ۔

○

مچھلی پانی میں رہتی ہے، تاثیر..... گرم!

○

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام ذکرِ الہی کے شائق تھے۔ آپ کی زندگی کے لیل و نہار کے اعمال کُل مخلوق کی تعداد کے برابر اٹھائے جاتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
آپ کسی حکمت و قدرت کے تحت مچھلی کے پیٹ میں رکھے گئے۔ جب باہر آئے تو قریب کوئی سایہ نہ تھا۔ دفعتاً کدو کی ایک ہیل اُگی اور آن کی آن میں آپ پر سایہ لگن ہوئی۔ ماشاء اللہ!

کدو کا یہ اعزاز میلوں کی دنیا میں بازی لے گیا اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کدو ہی کو پسند فرمایا۔ ہم نے بھی ماشاء اللہ نہری کھتانوں میں کدوؤں کا باغ لگایا ہوا ہے۔ صرف خوشبو ہی نہیں، غذایت کی نعمت سے بھر پور۔ ماشاء اللہ!

○

مرغوب اور پسندیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں ”ڈبل روٹی“ (خمیر والی روٹی) بہت مرغوب تھی۔

○

کئی کے پودے کی کیا معاد ہوتی ہے اور کھجور کا پودا سا لہا سال میں پروان چڑھتا ہے۔

کھجور عرب کی متاع ہے۔ میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام کی محبوب ترین غذا۔ امراض کا نشان تک نہیں ہوتا۔ سراسر قوت و شفا کا موجب۔ کھجور کی گٹھلی لا علاج امراض کی شفاء بہترین کھجور عرب کی پیداوار ہے۔

○

تازہ پیاز و ٹامنا، بلی اور سی کا مجموعہ ہے۔ کسی اور شے میں یہ تینوں وٹامنا یکجا نہیں پائے جاتے۔

○

دل گاجر کا اور جگر مولیٰ کا پانی پیتا ہے۔

○

جب بھی کسی درندہ خزند پرند کو قبض ہو جاتی ہے تو سبزی کے پتے کھانے لگ جاتا ہے۔ گویا سبزی کھانا ہی ہر مخلوق کی قبض کا فطری علاج ہے۔

○

جتنے حکماء ، اتنے معمولات۔

بر حکیم کے مطب کا معمول ہوتا ہے، ایک کا دوسرے سے نہیں ملتا۔ ہمارے شیخ الشیوخ شاہ امیر الحسن صاحب سہارنپوری کے مطب کا معمول بارہ سنگا اور دارالحدیث کے مطب کا معمول ”سفوف حظل“ ہے۔

○

مطب کے معمول میں برکت ہوتی ہے۔

طب ہماری طریقت کا ایک ضروری باب ہے۔

ہم نے اپنے اللہ سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ تیری مخلوق کو تیرا کنبہ سمجھ کر
فی سبیل اللہ خدمت کریں گے اور کسی بھی خدمت کا کسی سے کوئی عوضانہ نہ لیں
گے۔ ماشاء اللہ۔

مطب کا معمول چند چیزیں ہوتی ہیں، عطاریات نہیں۔ اور ہمارے

مطب کا معمول ۱۴۲، ۱۷۷ ہیں۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

نسخہ ۱۴۲ اجزاء :

سہاگہ بریاں

حلتیت

ہم وزن

زنجبیل

نمک سیاہ

ترکیب : تمام ادویات کو کوٹ چھان کر سوہانجنے کے پانی میں کھل کر لیں۔

خشک ہونے پر چنے کے دانے کے برابر گولیاں بنائیں۔

خوراک : ایک گولی رات کو سوتے وقت بعد از غذا۔

صبح نہار منہ ایک گولی چائے کے ساتھ۔

فوائد : تمام بلغمی، ریاجی امراض کو ختم کرتا ہے۔

ستر باؤ چوراہی سول کے دھتر رہے نہ مول

نسخہ نمبر ۱ (سفوف حنظل)

اجزاء : تمہ کی جڑ کا باریک سفوف ۵ تولہ

قلمی شورہ ۵ تولہ

پھسجروی ۵ تولہ

نو شادر ۵ تولہ

ترکیب : تمام ادویات کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔

خوراک : ایک ماشہ بعد از غذا دونوں وقت ہمراہ پانی۔

فوائد : برائے امراضِ رحم، حیض کشا، مصفی خون۔ استقاء کے لیے مفید ہے۔

○

تیز گرم پانی سے تادیر مسلسل غسل کرنے کے بعد کچھ دیر بستر پہ لیٹنا اعصاب کے کھچاؤ کا ایک امید افزا علاج۔

○

خدائی انتخابات

انبیاءِ علیہم السلام میں سے چار کو منتخب فرمایا :

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام

میرے آقا و وحی فدائے سیدنا محمد ﷺ

ایک کو اپنا محبوب بنایا اور میرے آقا و وحی فدائے سیدنا محمد ﷺ کو محبوبیت کے لیے چن لیا۔

○

ہزاروں شہروں میں سے چار کو منتخب فرمایا :

بیت المقدس

مکہ مکرمہ

مدینہ منورہ

مساجد العشائر

ایک کو حبیب الدیار کا شرف بخشا اور مدینہ منورہ کو چن لیا۔

○

صحائف و کتب میں سے چار کو منتخب فرمایا :

توریت

زبور

انجیل

قرآن عظیم

ایک کو نوع انسانی کے لیے دستور العمل بنایا اور قرآن عظیم کو چن لیا۔

○

مہینوں میں سے چار کو پسند فرمایا :

رجب المرجب

شعبان المعظم

رمضان المبارک

محرم الحرام

ایک کو نبی رحمت کے لیے مختص فرمایا اور شعبان المعظم کو چن لیا۔

○

سینکڑوں ایام میں سے چار کو منتخب فرمایا:

یوم الفطر

یوم الضحیٰ

یوم عرفہ

یوم عاشورہ

ایک کو محبوب پر اتمامِ نعمت کے لیے پسند فرمایا اور عرفہ کو چن لیا۔

پرنندوں میں سے چار کو پسند فرمایا:

فاختہ (خمرہ)

طوطا

مینا

کبوتر

ایک کو روضہ رسول ﷺ پر حاضری کا شرف بخشا اور کبوتر کو چن لیا۔

پھلوں میں سے چار کو منتخب فرمایا:

کھجور

زیتون

انار

انگور

ایک کو محبوب ﷺ کے دسترخوان کی زینت بنایا اور کھجور کو چن لیا۔

پھولوں میں سے چار کو منتخب فرمایا:

گلاب

چنبیلی

زعفران

موتیا

ایک کو بوئے محبوب ﷺ سے مرکب کیا اور گلاب کو چن لیا۔

○

اعمال تین ہیں:

۱۔ امر

۲۔ نہی

۳۔ یاد

اور حضور اقدس ﷺ کی محبت ان سب کی جان ہے۔

کلیات:

۱۔ امر پہ کرباندھ

۲۔ نہی کا نام تک نہ لے

۳۔ یاد قائم الدائم رکھ، کبھی بھولنے مت دے۔

ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت کے جملہ مقامات ان تین ہی کے تابع

ہیں۔

جب کوئی کسی ”نہی“ کو قطعی ترک کر دیتا ہے، نام تک رہنے نہیں دیتا، اس کی جائے اللہ العلیٰ العظیم اسے بہترین ”امر“ عنایت فرمادیتے ہیں۔

تیرے جسم الوجود کے اندر نودروازے ہیں۔ مہاجر الی اللہ وہ ہے جس کے قلبوت کے سارے در اللہ ہی کے حکم کے تابع ہوں، کوئی بھی خود سر نہ ہو۔

جو بھی اس راہ میں چلا، منع کو منع کر کے ہی چلا، اور یہ باطن کی ابتدا ہے۔

تیرے جسم الوجود کے باہر نودروازے شاہراہ عام کھلے رہتے ہیں۔ کسی کو بھی، جہاں سے کوئی چاہے، جانے کی کوئی ممانعت نہیں....

جب کہ اندر کے دروازے مخصوص ہوتے ہیں اور بند رہتے ہیں۔

جب تک باہر کے دروازے بند نہیں ہوتے، اندر کے کبھی نہیں کھلتے۔

اللہ رب العالمین کے فضل و احسان اور میرے آقا و جی فدائے علیہ السلام کے جود

و کرم اور کمال رحمت سے ہی انسانی جسم الوجود کے باہر کے دروازے بند اور اندر کے کھلتے ہیں، اپنی کسی کوشش سے نہیں۔

تاریخ نے اس کو مان لیا۔

باہر کے دروازوں سے نادم و میز ار ہو کر ہی اندر کے دروازے کھلتے ہیں۔

باہر کے دروازوں میں ہر قسم کے فتنات و فساد، خوف و غم اور یاس و حزن۔

اندر کے دروازوں میں راحت و سکون اور لا خوف علیہم و لا ہم

یحزنون کا مشردہ جانفزا ۔

تیرے فضل و رحمت سے ہم و حزن کے پردے چاک ہوئے،

کسی اور طرح ہو سکتے ہی نہیں۔

اندھیرا تھا، روشنی ہوئی۔

ہم و حزنِ زندگی کے دو مسلک صیاد ہیں، فضل و رحمت ان کو کھا جاتے

ہیں۔

دنیا و حشت کی ایک وادی ہے۔ طویل و تاریک، سنان و ویران، اداس و

خاموش۔ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی۔

لیکن جب رحمت آجاتی ہے، آن کی آن میں و حشت مٹ جاتی ہے۔

ویرانی دور ہو جاتی ہے، دہشت کا فور ہو جاتی ہے۔

مجھی مجھی صبح جو کبھی نہیں مسکراتی، مسکرانے لگتی ہے۔

لٹی لٹی شام جو کبھی نہیں نکھرتی، پیرہن بدلنے لگتی ہے۔

بجڑی بن جاتی ہے، اجڑی بس جاتی ہے۔

یاس و حزن کے سب جام گرا دیے جاتے ہیں اور

سب جام ایک ایک کر کے صبحی سے لبریز کر دیے جاتے ہیں اور یہ سب

میرے آثارِ روحی فدائے علیہ السلام ہی کی سفارش و شفاعت سے ہوتا ہے۔

سیدنا جواد علیہ السلام

سیدنا کریم علیہ السلام

تیری کریمانہ نظر سے کیا سے کیا ہوا

الفاظ نہیں ملتے! ہم و غم رخصت ہوئے۔

صدق اللہ و صدق رسولہ النبی الکریم ﷺ

آنکھ	محوِ جمال
کان	أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ
ناک	دم کی گزر گاہ
زبان	گنگ
تن	گوشت، خون کا پتھر

صحیح استعمال سے ہی اندر کے دروازے کھلتے ہیں، کسی اور طرح کھل سکتے ہی نہیں۔
امرو نہی کی تعلیمات میں یہ بندہ اپنے نفس ہی کی طرف متوجہ ہے، کسی اور
طرف نہیں۔

امرو نہی اسلام کا وہ حکم ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں، مطلق نہیں۔

جہاں تک ہو سکے اور کر سکے امرو نہی پہ کاربند ہو۔

امرو نہی پہ کاربند ہونا عَمَّانِ فَيُضَان

اور یہ عنایت میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پہ منحصر۔

زندگی امرو نہی پہ مشتمل ہے۔

ایک امر ہے ، ایک نہی۔

ہر امر میں نہی اور ہر نہی میں امر ہے۔

یاد امر ہے، غفلت نہی۔

میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے خیال میں محور ہونا امر اور ماسوا میں

مشغولیت نہی۔

یاد کسی کی بھی ہو، دل کو زندہ و قائم اور گرمائے رکھتی ہے۔ دم بھر کے لیے

بھی غافل ہونے نہیں دیتی۔

اللہ جب کسی خیال کو محور فرمالیٹے ہیں پھر کوئی خیال اس میں نہیں آتا۔ ہمہ تن
ومن محور ہو جاتا ہے اور یہی محویت کا کمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں اسے تام کہتے ہیں۔

عمدہ ترین فیض ماسوا خیالات کا خاتمہ -

ہر معمرہ کا حل - تیری ہی رحمت کا طلبگار۔

خیال، خیال میں محور ہوا اور محویت کسے کہتے ہیں؟

محویت جس بھی حال میں ہو، محور رہتی ہے کبھی باطل نہیں ہوتی۔ یہی

محویت کی شان اور یہی میرے آقا و روحی فدائے علیہ السلام کا کمال ہے۔ شکریہ! لا تعداد بار

شکریہ۔ بار بار شکریہ۔ انگنت بار شکریہ۔ تا دوام قیام شکریہ!

میرے آقا، میرے مولا

میرے دلبر، میرے جانی روحی فدائے علیہ السلام

کے خیال میں محور ہنا ہی میرا امید افزا درد ہے۔

محویت میں اسے دردِ اکبر کے مترادف شمار کیا جاتا ہے۔

مرنے کے بعد کسی کے ساتھ کیا کچھ ہوگا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ

تیرے ذکر کے سوا، اے میرے رب العالمین، تیری قسم! ہمیں کسی بھی شے سے

مطلق دلچسپی نہیں۔

نہ کسی حور کی آرزو رکھتے ہیں نہ غلمان کی۔ نہ مشروبات کی نہ تفریحات کی۔

تیرے حبیب اور اپنے آقا و روحی فدائے علیہ السلام کے خیال ہی کی لگن میں لگن ہیں۔ یہی

ہماری دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے۔ ماشاء اللہ!

جنت تو کسی نے دیکھی نہیں، درمیٰ الوریٰ ہوتی ہوگی، کسی بھی شے کی کمی نہ ہوگی، لیکن کسی کا کسی کے خیال میں محور ہنا کسی بھی طرح جنت سے کم نہیں۔
دل اللہ کا گھر ہے۔ خیال نے دل کو مشغول کیا ہوا ہے۔ جب کوئی بھی خیال دل میں نہیں رہتا، اللہ رہتا ہے۔

جہاں کوئی بھی نہیں رہتا، اللہ کے حبیب ﷺ رہتے ہیں۔

○

میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہر جمال کا منبع۔

اگر وہ نہ ہوتے، تیری دنیا میں کیا کیف ہوتا!

نہ کوئی ساز ہوتا، نہ آواز!

تیرے آنے ہی نے رنگ باندھا!

ظاہر ان ہی کے نور کا ظہور ہے،

باطن کے تمام مدارج الف تا آئی ان ہی کے فیض سے جاری ہیں۔

جس نے جو دیکھا جب دیکھا

ردائے نبوت ہی میں سے جھانک کر دیکھا۔

بلا واسطہ تو کوئی سورج گرہن کو بھی دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اللَّهُ جَمِیلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ

جمال کبھی بے قدر نہیں ہوتا اور ان کے جمال کا جمال ہر جمال کی جان۔

ماشاء اللہ!

زندگی بھر جمال کے جنون میں سرگرداں
 حالانکہ جمال کا شہود پتے پتے میں موجود۔
 دل کے پاک پردوں میں، سوا لاکھ پردوں میں
 تیرا جمال مستور و محبوب ہے۔ تیرا جمال ماسوا سے بیگانہ کر دیتا ہے۔
 تیرا جمال دین، دنیا اور آخرت کے ہر درد کی دوا اور ہر عقدے کا حل ہے۔
 تیرے جمال کا خمیر خاکی، آبی، نوری اور ناری کو مسخر کر لیتا ہے۔
 تیرا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

○

تیرا ظاہری جمال کتابُ المسین
 اور باطنی کتابُ المکنون
 ظاہر و باطن تیرے اپنے ہی اندر موجود۔
 ساری دنیا ظاہر ہے، باطن دلوں میں مکنون۔
 کتابُ المسین
 کتابُ المکنون
 کتابُ اللہ دونوں کی تصدیق اور شاہد و مشہود۔
 دلوں کی زندگی، کتابُ المسین میں مکنون۔
 باطن دل کا وہ نور ہے جو کسی بھی طرح اور کسی بھی انداز میں کبھی ظاہر نہیں
 ہوتا۔ دل ہی دل میں رہتا اور دل ہی کے اندر سمایا ہوتا ہے۔
 اور دیکھنے والا کبھی نہیں بتاتا کہ اس نے دیکھا اور کیا دیکھا۔

الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ

انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔

باطن میں عابد و معبود اور محبت و محبوب کی محبت کے مابین ایک بھید ہے۔

کسی بھید کا کھولنا صرف منع ہی نہیں واجب التعزیر ہوتا ہے۔

جب بھی کسی نے کسی بھید کو کھولا یا کھولنے کا قصد کیا یا امکانات ہوئے، محبت

نے اپنے بھید کے افشاء کو گوارا نہ کیا۔

”باطن باطن“ کہتے ہوئے تھکتے نہیں،

جاننے بھی ہو باطن کے کہتے ہیں؟

باطن جیسے میری ماں کی گھگھری

نہ کوئی کھول سکتا ہے نہ دکھا

اور یہ ختم الکلام ہے۔

سیدنا عالم علیہ السلام سے مراد ظاہر و باطن کے علم کا عالم

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے دو باتیں (یعنی

دو قسم کے علم) یاد رکھی ہیں جن میں سے ایک (یعنی علم ظاہر کو) تو میں نے تمہارے

درمیان پھیلا دیا ہے اور دوسرا (یعنی علم باطنی) اگر میں اس کو میان کروں تو میرا یہ گلا

کاٹ ڈالا جائے۔ (بخاری)

”باطن باطن“ کہتے ہو، جاننے بھی ہو باطن کے کہتے ہیں؟

باطن جیسے میری ماں کی گھگھری

نہ کوئی کھول سکتا ہے نہ دکھا۔

کھولنے والا تعزیر کا مرتکب۔

○ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

باطن کا علم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہے، ڈال دے۔
(کنز العمال / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱، ص ۱۵۴)

جس نے بھی کوئی شے پائی، کسی کو نہ بتائی اور نہ ہی کسی کی سمجھ میں آئی۔ اور یہ باطن کا اولین دستور ہے۔

یہ کہتے نامعراج النبی ﷺ میں تین باتیں ہوں۔ فرمایا:

○ ایک کسی کو بھی نہیں بتانی۔

○ ایک خاص الخاص کو

○ ایک ہر کسی کو۔

بعض باتیں سن کر سنایا مت کرو۔

دیکھ کر کیا مت کرو

یہی طریقت کی محبت کا ادب ہے۔

مکشوفات و مراقبات باطنی علوم نہیں، روح کی صباحت کے انوارات ہوتے

ہیں اور باطنی علم ہم جانتے نہیں!

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام ہی انوارات و اسرارات کے سرچشمہ ہیں۔

ایک کشف ایک عنایت ہوتی ہے۔

ذکر الہی کا ورود اصطلاح میں کشف کہلاتا ہے۔

ذکر	جز
باقی ہر شے	پھل و پھول
کشفِ روح	معتبر
کشفِ خناس و نفس	غیر معتبر

روح امرِ ربی ہے، فریب و سراب سے میرا۔ ماشاء اللہ۔
 صحیح کشف وہ ہے جو قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کی تصدیق و تائید کرے۔
 قرآن و سنت کے عین مطابق جسے جو کشف منکشف ہوا،

قابلِ اتباع

تقویتِ الایمان کا موجب

عینِ حق

باقی ہزات الشیاطین کا سراب و فریب!

بڑے میاں!

ہم شریعت کے حکم کے تحت ہیں، ہماری ہر نقل و حرکت شریعت ہی کے

تابع ہو۔

کشفِ درنی الوریٰ ہیں، ہم نے زندگی کی ہر قسم کی زندگی کا حالِ سنت ہی کی

کسوٹی پر پرکھنا ہے اور جو حالِ سنت پہ پورا نہیں اترتا، ہمارے نزدیک ناقابلِ تقلید

ہے۔

خیالات کی پہچان

جو خیال قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کی تائید و تصدیق کرے... روح کا خیال۔

باقی سب خناس و ہمزات الشیاطین کے خیالات۔

خناس و ہمزات الشیاطین ہی کے خیالات نے دنیا کو پریشان کیا ہوا ہے اور یہی

خناس و ہمزات الشیاطین کی منازل ہیں۔

الہی خیالات اہلا و سہلا

قرآنِ عظیم اور سنتِ مطہرہ کی کماحقہ تائید۔

قدر کی موافقت قادر کو پسند، اعتراض ناپسند

باقی سب نفس و شیطان و ہمزات الشیاطین و خناس کے وساوس۔

جو خیالِ الہی خیال کے تابع نہیں، آوارہ ہے۔

خیال ایک مدت آوارہ بھٹتا ہے۔ (عوام کے نزدیک) اخلاص کی برکت

سے اور (خواص کے نزدیک) حضورِ اقدس ﷺ کی سفارش و شفاعت سے خیال کا

رخِ عرش کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ عرشِ عظیم ہے، کریم ہے، مجید ہے، ترس فرما

کر خیال کو نفس (سانس) کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور نفس (سانس) کا مسکن، تینوں

کا منظر، مومن کا قلب ہے۔

خیال کاشفِ الاسرار، بحرِ الانوار کا شناور، من کا ترجمان اور (قرآنِ عظیم،

سابقہ الہامی کتب اور حدیثِ نبوی ﷺ کے سوا) علوم و فنون کی جملہ کتب کا مصنف

ہے۔ ماشاء اللہ!

خیال روح کا سفیر
 خیال خیال کا نصیحت کنندہ
 خیال خیال کو گھیر گھیر کر شاہراہ پہ لانے والا
 جہاں کسی کی بھی رسائی نہیں، وہاں تک پہنچنے والا
 ایجادات کا موجد، بزمِ کونین کے نظم و ضبط کا ناظم
 حجت کا پیشوا، دانش کا امام، حق کی حقیقت کا مظہر
 خیال ہی خیال کے نقص کو دور کرتا ہے اور خیال ہی خیال کو مطمئن کرتا ہے۔
 خیال لطافت کی انتہا، خیال باطل کی تردید کا قائد۔
 خیال خیال سے بحث کرتا ہے۔

خیال خیال سے جھگڑتا اور خیال ہی خیال کو گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ
 پہ لاتا اور خیال ہی ہادی سے ہدایت پا کر خیال کی اصلاح کرتا اور ظلمت سے نور کی
 طرف لاتا ہے۔

خیال حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل، اطیب و اطہر، طہ، یس، مزمل
 مدثر علیہ السلام کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا اور پھر خیال ہی سے مذکورہ صفات کا
 ظہور ہوتا ہے۔

خیال رِ موزِ حیات کا شناسا
 نکتہ دان، نکتہ شناس
 نکتہ سنج، نکتہ رس
 اعمالِ حسنہ کا محور
 اعمالِ سیئہ کے لیے سپر

خیال کی جدوجہد غیر ہتہما، جو لاں گاہ بکراں اور رسائی ماوراء ہے۔ ماشاء اللہ!

خیال، اللہ اللہ! ملکوت و جبروت کا سیاح

لاہوتی مقامات کا مفتاح

بالآخر اے جانِ من! اگر سٹے تو نکتہ (نقطہ)

اگر پھیلے تو محیطِ ارض و سماء ہے۔

اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے۔

خیال مرشد کے ارشاد کی تعمیل سے راشد، حضور اقدس روحی فدائے علیہ وسلم

کی محبت کے کرم سے منزہ۔ اور یہ ہادیء مطلق رب العالمین کی ہدایت کا قدیم دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ ازل وابد کے تمام فیوض اسی اصول کے تحت جاری ہیں۔

خیال جب تک مذکورہ فیضان سے فیضیاب ہو کر منزہ نہیں ہوتا، خناس کا

شکار بنا رہتا ہے۔ خناس کا اولین حربہ خیال ہی کو ہم خیال بنانا ہے۔ خناس خیال ہی کو ہم

خیال بنا کر مطلوبہ افعال سرزد کرواتا ہے۔

خیال ہی خیال کو خوش اور خیال ہی خیال کو پریشان کیا کرتا ہے۔

جو خیال کسی ایک خیال میں مدغم ہو کر متحد ہو جاتا ہے، کسی اور خیال کو کسی

خاطر میں کبھی نہیں لاتا، ابدی راحت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

خیال و گمان جب پاک ہو جاتے ہیں، متحد ہو جاتے ہیں۔ یک سو ہو جاتے

ہیں، بلند ہو جاتے ہیں۔

خیالات کی بلندی انسانی معراج کی ابتداء اور

اسی پہ استقامت انتہاء ماشاء اللہ!

قرآنِ کریم اور حدیثِ مطہرہ کے سوا ہر کتاب کی تصنیف و تالیف ... خیال ہی معرضِ وجود میں لایا اور یہ انسانی معراج نہیں تو کیا ہے؟
خیال جب ہر خیال سے بیزار ہو جاتا ہے، امیدار ہو جاتا ہے۔ ایک ہی میں مدغم ہو کر سرفراز ہو جاتا ہے۔

جملہ ایجادات خیال ہی کی مرہونِ منت ہیں۔

خیال وہ ہے جو اللہ کی کتاب اور میرے آقا رُوحی فدائے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تصدیق کرے اور کسی بھی مذہب کا کوئی بھی دانشور اس کا منکر نہ ہو باقی سب فانی۔

خیال جب روح سے متعارف ہوا، دین کا ترجمان بنا اور

نفس کا معاون افسردہ و پشمرده

خیال ہی کی بدولت مخمور و مسرور اور خیال ہی کے باعث پشیمان و پریشان۔

ذکر و فکر و گیان انسانی عروج کی ابتداء

اسی پہ استقامت انتہا

کسی کے کسی خیال میں محور ہونا وصل کی ابتداء

اور محویت تام انتہا۔

سچ سچ

احد کی احدیت میں گم ہونے کا اصطلاحی نام محویت ہے۔

محویت احدیت ہی کے گرد گھوما کرتی ہے۔

محویت کا مرکز احدیت

احد میں محو ہو کر محویت کملائی۔

ذکر کا بلند ترین مقام محویت۔

جب تو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ کی قسم! اللہ بھی تیرا کرتا ہے۔

کیا یہ کافی نہیں؟

اپنے ہی خیال سے پوچھ

کیا کبھی تیرا خیال بھی اللہ کے خیال میں محو ہوا؟

خیال کی یکسوئی میں اللہ ہوتا ہے۔

تیرا خیال یکسو نہیں، ہر سو ہے۔

یک سو ہو، اللہ حاضر و ناظر ہے۔

خیال جب اللہ معی کے خیال میں ڈوب جاتا ہے،

سرجیت ہو جاتا ہے۔

خیال جب ایک مرکز پہ متحد ہو جاتا ہے، خیالات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

جو خیال اللہ معی کے خیال کا معاون نہیں، ناقص ہے۔

تیرا خیال سوبہ سو ہے، ہائے ہائے! یکسو کر۔

خرد جب یکسو ہوئی، اپنی اور اکی فہمیت سے بالاتر ہو کر اپنی عظمت کو متکشف

کرنے لگی۔ ماشاء اللہ!

ماسوا کو چلتی میں بند کر کے سرمہہ کر دیتی ہے۔ یہی انسانی معراج کا ابتدائی

مقام ہوتا ہے۔

اتحاد بین المسلمین زندہ باد۔

و ما علینا الا البلاغ۔

تیرا خیال ہی میرے خیال کی رہنمائی کرتا ہے۔

ماشاء اللہ! الحمد للہ! خیال جب خیال سے متحد ہوا،

بلند ہوا، انسان کو عروج تک پہنچایا۔

ارے، ان کے خیال میں رہنا کوئی معمولی بات ہے؟ محمود نے لیاڑ سے پوچھا

یہ سلطنت کس کی ہے؟ اس نے کہا آپ کی۔ پھر پوچھا یہ فوج و سپاہ کس کی ہے؟ اس

نے پھر وہی جواب دیا پھر پوچھا ”یہ سب کچھ کس کا ہے؟“

اس نے پھر وہی کہا۔ یہ سن کر محمود نے محبت بھری نگاہوں سے لیاڑ کی

طرف دیکھا اور کہا یہ سب کچھ میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔

حاکم کے حکم کی تعمیل کے ساتھ اگر غلام کے دل میں حاکم کی محبت بھی ہو تو

ہر حاکم محمود اور ہر غلام لیاڑ ہے۔

محبت کا محبوب کی محبت کے خیال میں گم ہونا، خیال کا مایہ ناز مقام ہے۔ ماشاء

اللہ!

اسی یہ استقامت کی عنایت کا اصطلاحی نام فنا اور یہی بقا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

کسے فنا ہوئی؟ کسے بقا؟

ہر شے کو فنا ہے، محبت کو بقا۔

ہر شے فانی، محبت باقی۔

خیال جب خیال پہ چھا جاتا ہے، یکسو ہو جاتا ہے۔ کسی اور خیال کو قریب تک

پھٹکنے نہیں دیتا۔ یہی لگن کی لگن اور یہی جذب ہے۔

جو خیال تیری محویت میں نخل ہو، شیطان ہے۔ اسے جلا اور جلا کر رکھ

تا۔

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام قائدِ عرفان ہیں اور ان کی قیادت ہی کی بدولت
جملہ ہمزاتِ الشیاطین کے خیالات جلا کرتے ہیں۔

جو خیال میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی محبت میں نخل ہو، میرے اللہ نے
اسے جلا دیا۔ ایسے جلا یا اور ایسے جلا یا کہ نام و نشان تک نہ رہنے دیا حتیٰ کہ رکھ تک کو اڑا
کر نیست و نابود کر دیا۔

میرے اللہ عزوجل ذوالجلال والاکرام اور میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام جس
بھی شے کو ایک بار جلا دیتے ہیں پھر کبھی موجود نہیں رہتی نیست و نابود ہو جاتی
ہے۔

اللہ رب العالمین کے ذکر اور

رحمتہ للعالمین علیہ السلام کی محبت کے سواہر خیال و گمان کو جلا کر رکھ، مانا،

غبار بنا کر کوچہٴ جاناں کی جانب اڑانا اکسیر

اور یہی فقیر کے مچ کی تفسیر۔

مچ! جل گیا کوڑا!!

..... رہ گیا مچ

”اگر مگر“ کو چولے میں ساڑ۔

مچ کسی بھی چیز کو چا کر نہیں رکھتا، جلا کر رکھ کر دیتا ہے۔ مچ کی جلی ہوئی رکھ

کا ہر ذرہ اکسیر۔ جو شے اللہ کے نام پہ جلی، میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی محبت میں جلی

..... اکسیر۔

تیرے سچ شریف کی راہ جن و انس کے لیے شفا کا موجب۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل و اعظم کے حضور میں حاضر رہنا، نہ کچھ سنا، نہ کچھ کہنا مزاجِ یار میں رہنا کا اصطلاحی نام خاموشی ہے۔ جو تن و من خاموش ہوا، حکمت کی برکات نے خوش آمدید کہا، کبھی واپس نہ لوٹایا۔ تیرے حضورِ باری میں ناامیدی کا نام تک نہیں ہوتا۔ بن مانگے دی جاتی ہے، جھولی بھر دی جاتی ہے۔ سائل نہیں، کرم سائل کا منتظر رہتا ہے.... کوئی آئے تو میں اس کو دوں۔

مانگنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں!

تیرا ذکر اور

میرے آقا و جی فدائے علیہ السلام کی محبت!

اس کے سوا کوئی بھی شے کوئی وقعت نہیں رکھتی، پہچ و پیکار ہے۔ اور ان کو

مانگ کر گویا ساری خدائی مانگ لی۔

تیرے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر حسرت ہی حسرت

کیوں کیا؟ کیوں کیا؟ کیوں کیا؟

کیوں ہوا؟ کیوں ہوا؟ کیوں ہوا؟

اور میرے آقا و جی فدائے علیہ السلام کی محبت کے سوا اور محبت ندامت ہی ندامت۔

کیوں کی؟ کیوں کی؟ کیوں کی؟

کیوں ہوئی؟ کیوں ہوئی؟ کیوں ہوئی؟

و ما علینا الا البلاغ۔

اللہ تو کل کائنات کے بادشاہوں کے بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کیا کیا مانگو

گے؟

مانگنا ہی ہے تو اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت مانگ۔

اس سے اعلیٰ اور اولیٰ کوئی شے نہیں۔

میرے پاس لینے اور دینے والی چیز محبت ہے، لے لو!

سرورِ سرمدی

میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ ہی کی محبت کے نشے کا بھرا ہوا جام ہوتا ہے۔

سرورِ سرمدی کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا۔ ہفت اقلیم کی شاہی بھی نہیں۔

بجٹا ہو تو ہر شے کو پچ کر لے لیں۔

تاج و تخت تو ہوتے ہی کیا ہیں! جان تک دے کر لے لیں۔

جمال دکھا کر چل دیے

ہجر کا باب کھل گیا اور

یہ محبت کی اصل ہے۔

محبت جب بھی روئی، فراق میں روئی اور جی بھر کر روئی۔

محبوب کی بے رخی پر بسمل کی طرح لوٹی، پرائف نہ کی۔

بے رخی کا احساس محبت کی ضد اور محبت کی کمی ہے۔

جب تک یہ کمی دور نہیں ہوتی، کشمکش جاری رہتی ہے۔

محبت کا دعویٰ محبت کا ہوتا ہے، محبوب کا نہیں۔ اگرچہ محبوب ہی کی محبت کی

بدولت محبت محبت کیا کرتا ہے۔

محبت کی ابتداء محبوب سے ہوئی، محبت سے نہیں۔

محبوب ہی نے محبت کو محبت پہ مجبور کیا

ادائے دلبرانہ سے سرور کیا

رہور سم محبت سے آشنا

جامِ محبت سے مخمور کر کے مخلوق کی نظروں سے مستور کیا۔

محبت، محبوب و محبت کے مابین وہ راز ہے جو کبھی بے نقاب نہیں ہوتا اور اسی راز کی بدولت دنیائے محبت آباد ہے۔ یہ ہستی کی مستی ہی میں سوز بن کر سلگی، جلی اور راکھ کا غبار بن کر کوائے جاناں میں اڑی۔

محبت جب بھی روئی، فراق میں روئی اور محبوب کی بے رخی پہ روئی۔ جی بھر کر روئی۔ ایسے روئی کہ رونے کی حد کر دی۔ و ما علینا الا البلاغ۔

محبت کا ناز محبوب سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ بے نیاز نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہی نہیں۔ استغنا کا لبادہ اوڑھ کر مطمئن ہو جاتا ہے اور یہ اس مضمون پر ختم الکلام ہے۔

ماشاء اللہ!

کسی کی بھی ہو

یاد اور محبت

زندگی کا محور ہے اور زندگی، محور ہی کے گرد گھوما کرتی ہے۔

یاد نے محبت کو جگایا

یاد اور محبت کا چولی دامن کا ساتھ ہے

یاد سے محبت اور محبت سے یاد قائم ہوتی ہے۔

یاد سدا جاری رہتی ہے اور محبت کو گرمائے رکھتی ہے۔

جہاں یاد نہیں، محبت بھی نہیں۔

تیری یاد جب کسی دل میں گھر کر لیتی ہے پھر کبھی اس سے دور نہیں ہوتی،

ہمیشہ زندہ و قائم رہتی ہے۔

تیری یاد ہی نے کرم فرمایا اور میرے آثارِ روحی فدائے ﷺ کی محبت کو جگایا۔

محبت مہک ہے۔ محبت کا پیغام خاموش ہوتا ہے۔ دنیا بھر کو مہکا دیتا ہے۔

یار و اغیار برابر۔

مہک کا کوئی منکر نہیں۔ چینیلی کی ایک کلی سارے گلستان کو مہکا دیتی ہے۔

میرے آقا! تیری یاد میرے دل کے چراغ کا تیل ہے۔

یہ دیا کبھی گل نہ ہو، سدا روشن رہے۔ یا حی یا قیوم۔ آمین

یاد ہی کی بدولت یاد ہوتی ہے۔

جو جسے چاہتا ہے، یاد کرتا ہے۔ اسی طرح محبت۔

یاد کو یاد اور محبت کو محبت

ازل و لبد کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلا۔

تیری یاد ہی نے ہمدول کو یاد فرمایا ہوا ہوتا ہے

ورنہ کوئی ہمدہ کیونکر تجھے یاد کر سکتا ہے؟

تیری محبت ہی کی مست لہریں بحرِ دل میں طغیانی لائی ہوئی ہوتی ہیں ورنہ ہم

رذیل و ذلیل و کمین ہمدے کیونکر تجھ سے محبت رکھنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

تیرا خیال ہر خیال کو بھلا دیتا ہے

اسی طرح تیری یاد ہر یاد کو۔

تیری یاد زندگی کی معراج

ہمدگی کا حاصل

شبِ نم کی کلی مسکرائی۔

یاد سے یاد زندہ۔ شاہد شہید کا مشہور۔

تیری یاد ہی نے تیری یاد کا شرف بخشا۔

تیری یاد ہی تو دل کی متاع ہے! تیری یاد ہی کی بدولت تیری یاد آئی۔ تیری

یاد جب دل میں آئی، ہر شے مسکرائی۔ تیری یاد ہی نے زندگی کو ہیدار کیا، جلا بخشی۔

مطمئن ہو کر مسرور ہوئی اور مخمور۔ تیری یاد ہی سے دل زندہ و تازہ رہا۔

غفلت بہم و حزن کا شکار۔

تیری یاد جس نے بھی کی، فیض بار ہوا۔ کبھی محروم نہ رہا۔ ناکارہ تھا، قدسی

افکار کا کارندہ بنا۔

تیری یاد ہی کی بدولت نادر تاجدار بنے، آبدار بنے۔

شہ نشین ستارے بنے، سیارے بنے۔

تیری یاد ہی نے ہر یاد کو زندگی بخشی۔ کبھی محو ہونے نہ دیا۔

اول و آخر، ظاہر و باطن تیری یاد ہی کی داستان ہے۔

تیری یاد نے، اللہ اللہ، کیا کیا رنگ دکھلائے!

نیزے کی نوک پہ بسمل کی طرح لوٹایا، کانٹوں پہ گھسیٹا،

پھر بھی باز نہ آئی۔

جب حد سے گزرنے لگی ... دیکھانہ گیا ... تمام لیا۔

یاد ایک عبادت ہے لزر

وہ عبادت نامتام ہے جس میں سُرد نہ ہو۔

وہ سُرد بے کیف ہے جس میں نور نہ ہو

وہ نور کیسا جس میں تابانی نہ ہو

وہ تابانی بے رنگ ہے جس میں شوق نہ ہو

وہ شوق بے لطف ہے جس میں ذوق نہ ہو

وہ ذوق بے ڈھنگ ہے جس میں علم نہ ہو

وہ علم بے سُود ہے جس پر عمل نہ ہو

وہ عمل بے کار ہے جس میں دوام نہ ہو

لزر دوام کسی کامل کی راہنمائی سے ہی حاصل ہوا کرتا ہے۔

جس تن میں اور من میں میرے رب کا ڈیرا اور اللہ کے حبیب (ﷺ) کا بسیرا نہیں،
ڈنگروں کا باڑا ہے۔

من میں تیرا ڈیرہ ہے، من ہی میں جن کا بسیرا۔

انسانیت سے کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی نیکی ہوتی رہتی ہے۔

میرے آثارِ روحی فداہ ﷺ کی محبت، اصل نیکی ہے۔

کسی محبت کا قبول ہونا بڑے ہی کرم کی موج ہوتی ہے۔

وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةٌ مِّنِّي (ط: ۳۹)

اور میں نے (اے موسیٰ) ڈال دیا تمہارے اوپر اپنی طرف سے

ایک اثرِ محبت (تاکہ جو تمہیں دیکھے، پیار کرے)۔

ف : اسے محبت کہتے ہیں!

حق حق ہو ہو ہو

رَأَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا وَسِعًا

(سورۃ مریم: آیت ۹۶)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اللہ تعالیٰ ان کی محبت (مخلوقات

کے دل میں) پیدا کر دے گا۔

وَالْقِيَمَةُ عَلَيْكَ مَحَبَّةٌ مِّمَّنِي (ط: ۳۹)

ف : اللہ جب کسی سے محبت کرتا ہے، وہی اللہ سے محبت کرتا ہے۔

دنیاۓ محبت کی تمام تشریحات اس میں مضمر۔

الفت و محبت اللہ ہی کی طرف سے بندوں کو عنایت ہوتی ہے۔

محبت ہی نے محبت کی راہ بتائی یہ شاہراہ ہے۔

محبت ہی نے اس راہ سے روکا۔ یہ شاہراہ عام نہیں، مخصوص ہے۔

اس راہ پہ چل کر شاہراہ گم نہ ہو۔ و ما علینا الا البلاغ۔

محبت ہر راہ کی رہنما

ہر راہ رو کی منزل، ماشاء اللہ

مبارکاً مکرمماً مشرفاً

محبت کی ابتدا محبوب سے ہوتی ہے۔

اللہ جب دیکھتا ہے کہ یہ بندہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنے حبیب ﷺ کی محبت عنایت فرمادیتا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں میرے حبیب ﷺ کی محبت ہی میری محبت ہے۔ جسے، جس قدر اور جتنی میرے حبیب ﷺ سے محبت ہوگی اسی قدر اور اتنا ہی وہ مجھے محبوب ہوگا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام نے میرے آقا رُوحی فدائے نبوی ﷺ سے فرمایا:

جو تجھ سے ملا، وہ مجھ سے ملا۔

جو تجھ سے گیا، وہ مجھ سے گیا۔

جس نے تجھ کو دیکھا، اس نے مجھ کو دیکھا۔

پیارے کا نام اپنے نام سے پیارا ہوتا ہے۔ محبت کی ساری کتاب ورقِ درق پڑھ، پیارے ہی کے پیار سے بھری ہوتی ہے۔

پیارے کا منکر منکر

کوئی کچھ کے حقیقت یہ ہے کہ ہر فعل کی ابتدا فاعل سے ہوتی ہے اور محبت کا فاعل محبت نہیں، محبوب ہوتا ہے۔

محبت کی ابتدا محبوب سے ہوتی ہے۔

محبوب داستانِ محبت کی ابتدا ہی نہیں، انتہا بھی ہے۔

گویا محبت کی داستانِ محبوب کے گرد گھومتی ہے، وہی اس کا محور۔

و ما علینا الا البلاغ۔

عبادات کا صحیح نمونہ اہلِ محبت ہی نے دیا

○ حضرت مسلمہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمیر بن ہانیؓ روزانہ بلاناغہ ہزار سجدہ نماز پڑھتے اور لاکھ بار تسبیح کرتے تھے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

حضرت عمیر بن ہانیؓ رضی اللہ عنہ روزانہ بلاناغہ ہزار سجدہ میں ایک لاکھ بار تسبیح پڑھتے اور اس معیار کو ابھی تک کوئی مات نہیں کر سکا۔

واللہ اعلم بالصواب!

محبت مانگ کر ہر شے مانگ لی، کوئی کسرباقی نہ رہی!

محبت کی دکالت میں جو بھی کسی سفر پہ گامزن ہوا،

محبت نے اسے کبھی روند نہ کیا۔

تیری خاموش محبت کی ادا، اے خسروِ خوباں!

دو جہان کے ہر دل کو موہ لیتی ہے۔

تیری محبت میں جو بھی ڈوبا، تر گیا۔

تیرے محبوب ﷺ کو محبوب رکھنے والا کسی میدان میں کبھی نہ ہرا۔

محبت کا منکر بازی ہار جاتا ہے۔

تخلیق : سب سے پہلے اللہ رب العالمین نے محبت کو پیدا کیا۔

خالق نے خلق کو پیدا کر کے محبت کی بنیاد رکھی۔ کمال محبت کی۔

کچھ مت بن مٹی کا پتلا ہے، مٹی بن۔

ہر قسم کے پھول و پھل مٹی ہی سے پیدا ہو کر اگتے اور پردان چڑھتے ہیں۔

مٹی تخلیق کا کمال

ربوبیت کی منظر

نبوت کی پیکر

فقر کا لباس

امارت کی راس

مقبول بارگاہ، راندہ درگاہ

رنگ مٹی، نیرنگ مٹی، پھول مٹی، پھل مٹی، شجر مٹی، حجر مٹی، انسان مٹی،

حیوان مٹی، شاہ مٹی، گدا مٹی، اقرار (ایمان) مٹی، انکار (کفر) مٹی۔

الف کا اظہار مٹی اسرار مٹی

حسن کار از مٹی ناز مٹی

عشق کا عنوان مٹی داستان مٹی

بعر کا منبع مٹی مرجع مٹی

حیات کا آغاز مٹی انجام مٹی

مٹی خالق کی پہچان، خلق کی جان۔

خالقیت نے اپنے ظہور کے لیے مٹی ہی کو پسند فرمایا پھر مٹی کو اشرف

المخلوقات کے لقب سے ملقب فرمایا۔ خالق کے کرم سے مکرم بنی اور اس کی عظمت

سے معظم۔

مٹی کا اکرام خالق کا اکرام اور تضحیک خالق کی تضحیک ہے۔

پھر یہی مٹی خالق کا اقرار کر کے احسن تقویم کھلائی

انکار کر کے اسفل السافلین

اس کی ہو کر خلافت کی سزاوار

ہٹ کر وقود النار

خالق کا اظہار مٹی سے ہوا۔

كنت کنزا مخفيا فاردت ان اعرف فخلقت الانسان
(میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں
نے انسان تخلیق کیا)

اقرار مٹی سے ہوا (منہم المؤمنون)

انکار بھی مٹی سے ہوا (منہم الفاسقون)

مٹی کے رنگ :

- عزہ بدر میں حضور اقدس ﷺ نے جو مٹی کفار کی طرف پھینکی، قرآنی آیت
وَمَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰیْ سَے حیاتِ جاوداں پائی۔
- مولائے علی کرم اللہ وجہہ کو خاک آلود دیکھ کر نبوت کے لبوں سے نکلے
ہوئے لقب ”بو تراب“ نے مٹی کی شان ہمیشہ کے لیے بلند کر دی۔

چمن کا وظیفہ :

وَمَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفال: ۱۸)
اور نہیں پھینکی تھی وہ (خاک کی مٹی) آپ (ﷺ) نے جب کہ پھینکی تھی
آپ (ﷺ) نے بلکہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے پھینکی تھی۔

○

- اِذْ قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ اَبَشْرًا مِّنْ طِیْنٍ
- فَاِذَا سُوِّیْتُمْ وَاُنْفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَعَمُوْا لَہٗ سٰجِدٰتِیْنَ ○

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ ط
 اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ (سورہ ص آیت ۷۱-۷۲)

جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے
 انسان بنانے والا ہوں۔ جب اس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی
 روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا تو تمام
 فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان اکر بیٹھا اور کافروں میں ہو گیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (بنی اسرائیل: ۷۰)
 اور البتہ تحقیق عزت دی ہم نے بنی آدم کو!

ف: اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہے؟

آدم مسجود ملائکہ

اور عظمت کسے کہتے ہیں؟

آدم تخلیق کا شاہکار۔

آدم نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا

آدم ہی کی بدولت کائنات معرض وجود میں آئی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (بنی اسرائیل: ۷۰)

اور ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی۔

ہمدہ بنا کر اکرام کی حد کر دی! یہی ہمدوں کی شاہی ہے۔

کرامت ہی کے بل بوتے پہ یہ سلسلے بٹے اور چلتے ہیں اور ہمارے پاس کوئی بھی

کرامت نہیں، صرف یہ لقد کرنا بنی آدم۔

میرے آقا و روحی فدائے ﷺ کی سنت مطہرہ کی اتباع عین کرامت۔

انسان عین الوجود

و السَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ

انسان ہی انسانی صفات کا منظر۔

انسان عین الوجود پتلی ہیں کائنات ہستی کی آنکھ کی

و السَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ اور سبب ہیں ہر موجود کا

دیکھنا ہی انسان کو دیکھنا

اپنی صورت پہ بنا کر کارگیری کی حد مکادی۔

تجھے اپنی صورت پہ پیدا کیا، ہر شے تیرے لیے بنائی۔ کمال نہیں تو کیا ہے؟

غفلت نے اس عنایت کو محجوب کیا ہوا ہے۔

آدمی سے آدمی کو پیدا کیا۔

آدمی ہی نے آدمی کو اللہ کا تعارف کرایا۔

آدمی نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

آدم کا منکر شیطان۔

اللہ خالق الباری نے جب حضرت آدم صلی اللہ (صلوة اللہ علی آدم)

میں اپنی روح پھونکی۔

فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

کہا: قَالُوا بَلَىٰ

اسی دن سے ارواح مطہرین کر اپنے عمد و پیمان کی پاسبان رہیں۔ حال کی مستی

نے قال کو زندہ رکھا۔

کان صوتِ سردی کی آواز سنتے ہیں۔

ہر شے ذکر کرتی ہے،

پتا پتا، ذرہ ذرہ ذکر میں مصروف۔

”کان بند کر

باجہ نہیں ج رہا تو کیا ہے؟“

”یہ صوتِ سردی ہے۔“

تیرا قول الست بریکم اور اقرار قالو ابلی۔

اپنے قول و اقرار کو مان۔ سچے دل سے تسلیم کر۔ ہر وقت پیش نظر رکھ۔ کبھی

لو جھل مت ہونے دے۔ رویت کا انکار مت کر۔ کسی بھی انداز میں مت کر۔ رویت

کا انکار کفر نہیں تو کیا ہے؟

قالو بلی کی یہ آواز تیرے قول و اقرار کی امین ہو۔ تیرے کانوں کو یہ آواز

کیوں سنائی نہیں دیتی؟ کہیں بہرے تو نہیں؟

سننے والو! یہی تو ایک آواز تھی جو یہی نہ سنی پھر کیا سنا؟ تیرے

کانوں تک پہنچنے والی پہلی آواز قالو ابلی سنتے ہی روح نے لبیک کہا اور آج تک اسی

آواز کے ذوق میں مست ہے اگرچہ تم اس سے بے خبر ہو۔

الَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں)

سب نے جواب دیا بلیٰ

کیوں نہیں (تو ہی ہمارا رب ہے)

میاں بولے :

میں نے اپنے رب کو اپنا رب مان لیا۔ تو میرا رب ہے، یا رب!
اللہ کرے اسی طرح ہم بھی مانیں۔

اپنے دل کو مطمئن کر کہ اللہ میرا رب ہے۔

تیرا دل سے ایک بار یہ کہنا کہ اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
تیرے ایمان کی جان ہے۔

سیرت تو دور کی بات ہے، ہم میں ہے ہی نہیں، البتہ اللہ کی پیدا کردہ ایک
صورت ہے۔

اے او انمول ہیرے! اقرار تیری زندگی کی بندگی تھی جو بھول گیا۔ ایسا بھولا
کہ بھول ہی گیا۔ ہر مخلوق کو شاہد بنا کر قالوا بلیٰ کا اقرار کیا۔
یاد نہیں تو یاد کر۔

جب تک اسے تسلیم نہیں کر لیتا اگرچہ روز روز اور ہر روز سوبار بھی کہا جائے،
کم ہے۔

قالوا بلیٰ کے اقرار کو مان

اور حبیبِ اقدس ﷺ کی محبت پہ دنیائے دلوں کی ہر محبت قربان کر
اور ہر سمیل اس ہی سے بلوغ المرام ہے۔

ہندے کو دیکھ کر ہی اللہ کی یاد آئی

کیا کچھ کیا ، کیا کچھ بتایا

اور آنکھ ہی نے سب کچھ دکھایا۔

اللہ رب العالمین نے آدمؑ کو پیدا کر کے حکمت کی حد کر دی! جو سارے جہان میں ہے وہ سب ایک انسان میں ہے۔ آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی صورت پہ بنایا۔ اللہ نے آدمؑ کی تخلیق کی اور آدمؑ نے آدم کی تعمیر۔

آدمؑ کو خلیفہ بنایا خلیفہ بمنزلہ اصل کے ہوتا ہے۔

خلیفہ میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے: علم، مقام اور اختیار۔

جسے علم و مقام و اختیار حاصل نہیں، وہ خلیفہ کیسا؟

اللہ کو دیکھنا ہے تو بندے کو دیکھ، اللہ نے بندے کو اپنی صورت پہ پیدا کیا۔

ذات جب صفات کا مظاہرہ کرنے لگی، شاہد و مشہود کی مظہر بنی۔

جس نے بھی کسی کو دیکھا، تیرے ذکر ہی کی بدولت دیکھا

اور خلق ہی میں دیکھا

گو ناگوں خلق خالق کی مظہر

ہر موجود کا شہود وجود ہی کے لیے ہے اور انسان عین الوجود ہے۔

الانسان عین الوجود

و السبب فی کل موجود

اور عرفان کسے کہتے ہیں؟

لا الہ نے نادجایا

لا الہ ہی نے الا اللہ کو بتایا

انسان عین الوجود

و السبب فی کل موجود

○

الْإِنْسَانُ سِرِّيٌّ وَأَنَا سِرُّهُ

انسان عین الوجود

و السبب فی کل موجود

انسان ہی نورِ مبین کا مظہر۔

الانسان سری و انا سره

بندہ بڑی چیز ہے،

بندہ نورِ مبین کا مظہر۔

مومن کی شان

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا:

”بلاشبہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے شرف عطا اور تجھے تکریم اور تعظیم بخشی ہے مگر

مومن کی حرمت تم سے زیادہ ہے“ (مجمع الزوائد جلد اول ص ۸۱)

○ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”مومن حرمت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ سے بڑھ کر ہے۔“

(تواریخ الاصول ص ۱۶۶ انی مرتبہ روح البیضاء من مرتبہ مدینہ منورہ)

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ کے نزدیک مومن سے بڑھ کر اور کوئی شے مکرم نہیں!

(طبرانی / مجمع الزوائد جلد اول ص ۸۱)

○ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اس کی طرف چہرہ انور کر کے فرمایا کہ (اے مکہ!) تو محترم ہے اور تیری حرمت کس قدر بلند ہے اور تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے زیادہ محترم مومن ہے۔
(طبرانی / مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۱)

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے اللہ! تو نے اولادِ آدم کو دنیا بخشی ہے وہ اس میں کھاتے پیتے ہیں اور لباس پہنتے ہیں اور ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں۔ نہ ہم کھاتے ہیں اور نہ ہم دنیا میں اس طرح کھیلتے ہیں جس طرح وہ کھیلتے ہیں لہذا آپ آخرت کو ہمارے لیے مختص فرمادھیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے جسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے ان کے صالحین کو ان کی طرح نہیں کروں گا جنہیں میں نے کہا (کن) تم ہو جاؤ تو وہ ہو گئے (یعنی فرشتے)
(طبرانی / مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۱)

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بنی آدم سے بڑھ کر کوئی مکرم نہیں ہوگا۔“ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! ملائکہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ملائکہ بھی نہیں۔ ملائکہ تو شمس و قمر کی طرح مجبور ہیں۔“

○ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا مومن بندہ میرے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی محبوب ہے۔

(طبرانی / مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱ ص ۸۲)

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے جس کے الفاظ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ مکرم و محترم ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندے کی موت پر زیادہ خلیل ہیں تم میں سے کسی ایک کے اپنے پسندیدہ مال کی نسبت، حتیٰ کہ اس کی روح اس کے بستر پر قبض کرتے ہیں۔
(بزار / مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۲)

○ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مومن کی ہوا سے بہتر کوئی ہوا نہیں۔ اس کی ہوا آفاق میں پائی جاتی ہے۔ اور اس کی ہوا اس کا عمل ہے۔

(کنز العمال جلد ۱ ص ۱۶۵)

○ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی / مقاصد الحسنة ص ۱۹)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے کعبہ! تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے اور اے حجر اسود تیرا کس قدر عظیم حق ہے۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کا حق تم دونوں سے زیادہ ہے۔

(کنز العمال جلد ۱ ص ۱۶۳)

مومن کی فراست اللہ کا نور

عزیمت جبل طور

استقامت غیر محصور

مومن کو کبھی کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ کبھی بھی نہیں! اس کے عزم کی راہیں اللہ کی جگلی سے منور اور اس کی استقامت پہاڑ کی طرح غیر متزلزل ہے۔
دقیقی طوفان پہاڑ کی سطح کو گرد آلود تو کر سکتے ہیں، جھکا نہیں سکتے! اللہ کی رحمت کی بارش اس گرد کو دھو ڈالتی ہے، تو پہاڑ کے حسن میں اور نکھار آجاتا ہے۔

قرآن کریم کا حکم اور میرے آقا و وحی فدائے اللہ کی سنتِ مطہرہ جب پوری طرح نافذ العمل ہو جاتی ہے، کایا پلٹ دیتی ہے۔ قرآن کریم اور میرے آقا و وحی فدائے اللہ کی سنتِ مطہرہ زندگی کا وہ منشور ہے جو کسی اور منشور کو قائم رہنے نہیں دیتا۔ اس منشور کو نافذ العمل کر کے ہی مومن کہلاتا ہے۔

قرآن کریم کا منشور زندہ باد

میرے آقا و وحی فدائے اللہ کی سنتِ مطہرہ پائندہ باد۔

کان صوتِ سرمدی کے سرور سے مسرور

ناک دم کی زندگی کا پاسبان و ہوشیار

من کی محویت درئی الوریٰ اور

تن سر بسجده

یہ تھا ہماری زندگی کا منشور۔

تو نے اپنی صورت پہ بنا کر اکرام کی حد کر دی۔

سیرت ان علیؑ کی ہے، اسکو اپنا۔

میرے آقا و وحی فدائے اللہ نے آدم زاد کو ہزار ہا برس گزرنے کے بعد

سیرت کا ایک نمونہ پیش کیا جو ہر نمونے کو مات کر گیا۔ اپنا نا ہی ہے تو اس نمونے کو اپنا

اور اس نمونے میں اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیا کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیا کا یہ مطلب ہے کہ اللہ میرا رب ہے

اور میں کسی بھی شے کو کبھی اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

شے میں ہر قسم کی ہر مخلوق شامل ہے یہاں تک کہ بلا و دبا اور غم و حزن۔

پیامِ شفاء :

عبدالست کا امین بن۔

اسی ذوق و شوق اور جذب و مستی کے عالم میں سرشار ہو کر نگار خانہ دہر میں

”قالوا بلی“ کے اقرار کا عملی نمونہ پیش کر! کامران ماشاء اللہ۔

زبان سے اقرار تو ہو چکا، دل سے تصدیق کر

اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ۝

وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط (المزمل-۸)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع

ہو کر اسی کی طرف متوجہ رہو۔

رجوع الی اللہ ایمان کی روح

روح سے تعاون کرنا ہی اللہ کی طرف رجوع ہے۔

تو اپنے رب کی طرف رجوع کر۔

یہی میرے آقا و وحی فدائے اللہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ ہے۔

توبہ بندگی کا مایہ ناز مقام ہے۔

توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کا ہر طرف و جانب سے منہ موڑ کر اپنے خالق و

مالک کی طرف متوجہ ہونا اور ہر اس شے سے جو اللہ و رسول اللہ ﷺ کو ناپسند ہے، کھینٹا

باز رہنا۔

وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ط (الشوریٰ-۱۳)

اور جو اس کی طرف رجوع کر لے، وہ اسے اپنی طرف راستہ دکھا دیتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ ۝
بندہ کیونکر تیری طرف رجوع کر سکتا ہے جب تک تو بندے کی طرف متوجہ

نہ ہو۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط (الحديد-۴)

اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! کیا تو نزدیک ہے کہ
میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو دور ہے کہ میں تجھ کو پکاروں؟ میں تیری آواز کی
آہٹ محسوس کرتا ہوں اور میں تجھے دیکھ نہیں رہا کہ تو کہاں ہے؟
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے پیچھے ہوں، میں تیرے آگے ہوں اور میں
تیرے دائیں ہوں اور بائیں ہوں۔

اے موسیٰ! میں اپنے بندے کے ساتھ اس وقت ہم مجلس ہوتا ہوں جب
وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

(منتخب کنز العمال ہاشم مند امام احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۳۱)

ہر نماز کے بعد چلتے پھرتے اس امر کو مد نظر رکھنا کہ میرا اللہ میرے ساتھ

ہے۔

اوپر اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلالُه

سامنے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

دائیں شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ

بائیں شیخناوشیوخنا

دل میں ذکر اللہ

پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ زبان اللہ کی زبان، یہ آنکھ اللہ کی آنکھ، یہ کان اللہ کے کان، یہ ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے اور یہی کن فیکون کا مقام ہے۔

آپ کی آنکھیں، کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں ہر وقت ہر حال میں اللہ اور اللہ کے حبیب اقدس ﷺ کے حکم کے تابع فرمان ہوں۔ نہ نافرمان ہوں نہ سرکش۔ پھر یہ آنکھیں، کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں اللہ کے ہیں۔

اور اللہ کی بصارت و سماعت گرفت و استقامت انسانی فہم و ادراک سے کہیں بالاتر ہوتی ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے ہندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا ہندہ ہیبتگی کے نوافل سے میرے قریب تر ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی

چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے، جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ نفسِ مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو برا سمجھتا ہے اور میں اس کی برائی کو برا سمجھتا ہوں۔

(بخاری شریف جلد سوم ص ۳۲۵، شمارہ ۱۳۱۸)

○ حضرت عمرؓ مسجدِ نبوی ﷺ میں کھڑے خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ دفعتاً خاموش ہو گئے پھر یکایک بلند آواز میں فرمایا:

یا ساریۃ الجبل

چنانچہ اس آواز کو سنتے ہی لشکرِ اسلام نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی جانب سے بڑھنے والے خطرے سے محفوظ کر لیا۔

عمرؓ نے اللہ کی آنکھوں سے دیکھا اور ساریہؓ نے اللہ کے کانوں سے سنا۔ ان آنکھوں اور کانوں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اوپر بیان فرمایا ہے۔ عمرؓ کی آواز اللہ کی آواز بن کر گونجی کہ سینکڑوں میل دور لڑنے والے سپاہیوں نے اسے سنا اور اس پر عمل کیا۔ اللہ کرے ہمیں بھی ایسی ہی آنکھیں اور ایسے ہی کان نصیب ہوں۔ آمین!

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (سورۃ ق: ۱۶)

اور ہم انسان کی رگ گردن سے بھی اس کے زیادہ قریب ہیں۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط (البقرۃ: ۱۸۶)

اور اے محبوب ﷺ! جب میرے بندے آپ سے میری بہت پوچھیں

تو (فرمادے) مجھے کہ اللہ کتنا ہے کہ میں قریب ہوں۔

اللہ معی :

معیت کا ظہور ماسوا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔
 حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں۔ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ
 حکمت و قدرت والا تیرے ساتھ ہے اور قوی العزیز؟
 اللہ تعالیٰ جب کسی انسان پہ معیت کی حقیقت منکشف فرماتے ہیں، زندگی
 کر ڈھ بدلنے لگتی ہے۔ اٹھ، بیدار ہو، اللہ تیرے ساتھ ہے گویا ساری خدائی ساتھ
 ہے۔

زندگی جب اللہ معی کو اذہر کر کے نافذ العمل ہو جاتی ہے، قوی العزیز کی
 مظہر بن جاتی ہے یا مظہر العجائب و الغرائب۔
 خطرات و تفکرات مٹتے مٹتے یکسر مٹ جاتے ہیں۔
 اللہ معی اور اللہ معی کے محبوب ﷺ کے خیال میں محمود منہمک رہنا، نہ
 کچھ سننا نہ کچھ کہنا اور جس بھی حال میں رکھے راضی رہنا نحنُ اقربُ کی ایک تشریح اور
 فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ کی عملی تفسیر ہے۔

فعال لما يريد

جو اللہ چاہتا ہے، کرتا ہے۔

جو ہوتا ہے میرے آقا و روحی فدائے ﷺ کے سامنے ہوتا ہے۔

پھر کوئی بات نہیں۔

جو ہو، ہوئے جانے دو۔

ہادی ہمارے ساتھ ہے، ممدی ہمارے ساتھ ہے،

دکیل ساتھ ہے، کفیل ساتھ ہے اور کافی ہے

جو کسی بھی حال میں کبھی توحید پہ اعتراض نہیں کرتا، موحد ہے۔

موحد کو اعلیٰ درجے کا توکل اور متوکل کو اعلیٰ درجے کا ایمان ہوتا ہے اور یہ

سب عنایاتِ فضلِ ربانی اور حضورِ اقدس و اکرم، اکمل و اجمل، اطیب و اطہرِ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے جو دو کرم سے عنایت ہوتی ہیں۔

قریب تر ہو کر ہی بندہ اللہ کے فضل و کرم اور میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سفارش و شفاعت کا امیدوار بنا۔

موحد، توحید کے حضور میں صرف تین بار یوں لا:

جو کیا اللہ نے کیا

جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے

جو کرے گا اللہ کرے گا

اس مقام پہ، کوئی میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے جو دو کرم سے قائم رہ

سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔

زندگی جب وحدانیت کو ازبر کر لیتی ہے، رضاد قضا سے بالا ہو جاتی ہے۔ نہ

رضاد قضا پہ دسترس رکھتی ہے نہ عطا و بلا پہ۔ ہر شے کو اللہ ہی کی عنایت سمجھ کر شکر

کرتی ہے ”اگر مگر“ نہیں۔ اور کسی بھی شے کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتی۔ زندگی

جب یہ مان لیتی ہے کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا، ہو رہا ہے یا ہوگا، اللہ ہی کی طرف

سے ہے، عین حکمت پہ مبنی ہے اور اسی میں اس کی بھلائی ہے... مطمئن ہو جاتی ہے۔

کسی کا اس مقام پہ کھڑنا، ثابت قدم رہنا، کبھی نہ پھسلنا، کبھی نہ گرنا توحید الی اللہ کا

اعلیٰ ترین مقام ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ وہ کسی بھی طرح کبھی توحید پہ اعتراض نہیں کرتا، زبانی ہے
..... عمل کرتے نہیں دیکھا۔

سینکڑوں برس گزرے اس مقام کی خبر کتاب میں تو ہے حال میں نہیں۔
ہوگی ضرور مگر دیکھی نہیں۔

کائناتِ خدائی نظام کے تحت رواں دواں ہے۔

مخالفت پریشان کن

موافقت سرپا اطمینان

عافیتِ الہی رحمت

میرے آقا رُوحی فدائے اللہ علیہ وسلم کی عاطفت رحمتہ للعالمین

قدر کی موافقت قادر کو پسند، اعتراض ناپسند۔

اعتراض، موافقت کی برکات کو کھا جاتا ہے۔

موافقت الحمد للہ

اعتراض استغفر اللہ

○ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی نیک

بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے وہ اس پر راضی رہے اور

آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے خیر اور بھلائی کو مانگنا چھوڑ دے اور انسان کی

بدبختی یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے

ناراض اور ناخوش ہو۔ (احمد۔ ترمذی)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں ایک روز حضور اقدس ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لڑکے! اللہ کے احکام امر و نہی کو محفوظ رکھ، اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ اور تو اللہ کے حق کو محفوظ رکھ تو تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کا ارادہ کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ اور یہ بات یاد رکھ کہ ساری مخلوق اگر جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہے تو ہرگز تجھ کو نفع نہ پہنچا سکے گی مگر اتنا جتنا کہ اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا کر رکھ دیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ (احمد - ترمذی)

○ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا ہے جب کہ اس کا عرش (تخت) پانی پر تھا۔ (مسلم)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز تقدیر پر موقوف ہے یہاں تک کہ نادانی اور دانائی۔ (مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (عالم ارواح میں) اپنے رب کے سامنے جھگڑا چھیڑا اور حضرت آدمؑ نے حضرت موسیٰؑ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ حضرت موسیٰ نے (حضرت آدمؑ سے) کہا تم وہی آدمؑ ہو جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا، اپنی روح تمہارے اندر پھونکی تھی، ملائکہ سے تم کو سجدہ کرایا تھا اور جنت میں تم کو رکھا تھا پھر تم نے اپنے گناہوں کی بدولت لوگوں کو زمین پر اتار دیا۔

حضرت آدمؑ نے کہا تم وہی موسیٰؑ ہو جن کو اللہ نے اپنی رسالت کا منصب

دے کر برگزیدہ کیا تھا اپنے کلام سے نوازا تھا اور تم کو (وہ) تختیاں دی تھیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا پھر تم کو اللہ نے سرگوشی کی عزت بخشی تھی پس تم نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے لکھا ہو لپایا تھا؟

حضرت موسیٰ نے کہا تمہارے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے لکھی گئی تھی۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا کیا تم نے تورات میں یہ الفاظ بھی دیکھے تھے
 ”وَعَصَىٰ آدَمَ“ یعنی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ بہک گیا۔
 حضرت موسیٰ نے کہا ہاں (یہ الفاظ تورات میں موجود تھے)
 حضرت آدمؑ نے کہا پھر تم مجھ کو ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہو جس کے کرنے پر میں اللہ کے لکھنے پر مجبور تھا اور اللہ نے میرے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے اس کو لکھ دیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غلبہ حاصل کر لیا۔ (مسلم)

جو کچھ ہم کر رہے ہیں اور جو کچھ بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اللہ نے دنیا کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
 ”جو کچھ تجھ کو پیش آنے والا ہے قلم (اس کو لکھ کر) خشک ہو چکا۔“ (بخاری)

نیز فرمایا:

○ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر اس پر اپنا نور ڈالا۔ پس جس پر اصل نور کی روشنی پڑی اس کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور جس کو وہ روشنی نہ پہنچی

وہ گمراہ ہوا۔ اسی بنا پر میں یہ کہتا ہوں کہ (سب کچھ لکھنے کے بعد) قلمِ خدا کے علم پر خشک ہو گیا۔ (احمد / ترمذی)

دعا کرنا

کرتے ہی رہنا

منت و آہ و زاری کرنا

ہمدگی کی فطرت ہے

دیے جو کچھ قدر پہ مقدور ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔

نئی کوئی بھی چیز نہیں، سب کی سب ازلی

ارادتِ الہیہ پہ موقوف

ہر شے لکھی ہوئی اور قلمِ خشک

یارب ذوالجلال والاکرام! کوئی تیرے ازلی فیصلوں کو کیونکر

تبدیل کر سکتا ہے؟

دعا عجز کا مقام ہے۔

ہم سارا دن اس لیے دعائیں مانگتے ہیں کہ ہمیں ہمارے اللہ عزوجل ذوالجلال

والاکرام نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت کا وعدہ کر کے حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے۔

حکم ادعونی

وعدہ استجب لکم

ورنہ کسی چیز کا ہونا نہ ہونا ازلی ہے تقسیمِ ازل کی رضا پہ موقوف ہے۔

دیوانوں کی دنیا میں عام مشہور ہے کہ جب قلمِ خشک ہو چکنے لگی اور محی ہوئی

سیاہی ڈوہلنے لگے تو قسم ازل کے نوری فرشتے بلتی ہوئے اور دیوانوں نے جھر مٹ ڈال دیا نہ ڈوہلو نہ ڈوہلو نہ ڈوہلو۔

تیری مخلوق میں کچھ بندے تجھ پہ ایسا بھی ناز کرنے والے ہوں گے جو تیری رحمت کو تیری لکھی ہوئی اقلام تبدیل کرنے پہ مجبور کر دیں گے۔

دیوانگی کا فتویٰ مرفوع القلم اور زندگی کی زندہ آواز ہوتا ہے۔

اے بادشاہوں کے بادشاہ! اگر ایسا نہ ہوتا تیری مخلوق کی دعا و التجا کس کام آتی اور تو قادر مطلق کیونکر کہلاتا؟ قدرت ہوتی مگر محدود۔

نفت میں قادر وہ ہے جو جب چاہے جیسا چاہے.... کرے

کسی کی کوئی روک اسے کبھی روک نہ سکے۔

دریا کو خشک کر دے، اجاڑ کو گلستان

بادشاہ کو گداگر، گداگر کو بادشاہ

واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... مجھ سے مانگ، میں دوں گا۔

دعا کر، میں قبول کروں گا۔

یقیناً اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

حضور اقدس واجمل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی مگر دعا“

تیرے حکم و ارادہ ہی کے تحت ارض و سماء کی ہر شے نقل و حرکت پہ گامزن

ہے۔ یا حی یا قیوم!

کسی کی بھی کوئی تدبیر تیری تقدیر کو کیسے ٹال سکتی ہے مگر دعا اور صرف دعا۔
بعض مسلسل دعائیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو قبولیت پہ مجبور کر دیتی ہیں۔

یا مجیب الدعوات یا ارحم الرحمین
میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ
تعالیٰ کے لیے رات میں تین گھڑیاں ہوتی ہیں۔

پہلی گھڑی میں ذکر (کا دروازہ) کھولتا ہے اس وقت اس کو کوئی نہیں دیکھ
سکتا۔ جو چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

دوسری گھڑی عدن کی بہشت میں نزول فرماتا ہے اور وہ ایسا گھر ہے جس کو
آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال آیا ہے اور وہ اللہ کا مسکن ہے جس
میں اس کے سوا آدم کی اولاد میں سے صرف نبی، صدیق اور شہید ہی ٹھہریں گے۔

پھر فرماتا ہے اے عدن کی بہشت! خوشی ہے تیرے رہنے والوں کے لیے۔
تیسری گھڑی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اس کے ساتھ جبریل امینؑ اور اس کے خاص
فرشتے ہوتے ہیں۔ آسمان دنیا کا نپتا ہے اللہ فرماتا ہے قائم رہ میری عزت کے طفیل۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جھانکتا ہے اور فرماتا ہے

کوئی معافی مانگے تو میں اسے معاف کروں

کوئی دعا کرے میں قبول کروں

یہ سلسلہ نماز فجر تک رہتا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن الفجر کو
مشہود فرمایا ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ بھی سنتا ہے اور دن رات کے فرشتے بھی سنتے

(کتاب العمل بالسنن جلد ۱ ص ۱۰۴۱-۱۰۴۲)

ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف نزول فرمانا

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کی پہلی تمائی گزر جاتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نچلے آسمان پر ہر رات نازل ہو کر فرماتے ہیں۔

”میں بادشاہ ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے، میں اس کی دعا قبول کروں؟“

ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ اور ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟“

صبح کے روشن ہونے تک اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام اسی طرح فرماتے رہتے ہیں۔ (صحیح مسلم / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱ ص ۱۰۳۸)

جو کچھ بھی ہوتا ہے رات ہی کے پردوں میں ہوتا ہے
 حظیرہ القدس رات کی مجلس کا حاصل۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف نزول فرمانا:
 (اور یہ ہر روز ہوتا ہے پھر مانتے کیوں نہیں؟)

فرمایا:

○ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے دوں؟

کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟

ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دیا جائے؟ (مسلم)

○ کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں قبول کروں؟

کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو دوں؟

کون قرض دیتا ہے اس کو جو کبھی فقیر نہ ہوگا

نہ کسی پر ظلم کرے گا؟ (مسلم)

○ ہے کوئی پکارنے والا، اس کی دعا منظور ہو؟

ہے کوئی سوالی کہ اس کو دیا جائے؟

ہے کوئی مصیبت زدہ؟ اس کی تکلیف دور کروں؟

میرے ہندے میرے سوا کسی سے نہیں مانگتے

کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کو دوں؟

کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی پکار کو قبول کروں؟

کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کروں؟ (کتاب التوحید)

○ کون ہندہ میرے ہندوں میں سے ہے جو مجھے پکارے میں اس کی دعا قبول

کروں؟

کوئی ہے جس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہو، مجھے پکارے، میں اس کا گناہ معاف

کروں؟

کوئی رزق کا بھوکا ہے میں اس کو روزی دوں؟

کوئی مظلوم ہے جو مجھ کو پکارے تو میں اس کی امداد کروں؟

کوئی مجرم ہو تو میں اس کی گردن آزاد کروں؟ (مجمع الزوائد)

○

حظیرۃ القدس

- اللہ بادشاہ ہے اللہ ہی بادشاہ ہے
- کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں؟
- کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں؟
- کون ہے جو مجھ سے بخش چاہے میں اسے بخش دوں؟ (مسلم شریف)

حظیرۃ القدس

- یہ کسی نہ کسی مقام پہ ہر وقت جلوہ افروز رہتا ہے۔
- ”میں بادشاہ ہوں میں ہی بادشاہ ہوں۔“
- کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں؟
- کوئی ہے جو مجھے پکارے میں اس کی پکار قبول کروں؟
- کوئی ہے جو مجھ سے معافی مانگے، میں اس کو بخش دوں؟“

میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں

-
- کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں؟
- کوئی ہے جو مجھے پکارے میں اس کی پکار قبول کروں؟
- کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو بخش دوں؟
- کوئی مجھ سے سوال کرے، میں اس کو دوں؟ (کتاب التوحید)

- ہے کوئی جو قرض دے اس کو جو بھوکا اور فقیر نہیں اور نہ ظالم ہے؟
 کون ہے جو گناہوں کی معافی مانگے تو میں اس کو معاف کر دوں؟
 ہے کوئی جو توبہ کرے میں اس کی توبہ قبول کروں؟

(کتاب التوحید)

- کوئی مظلوم ہے جو مجھے یاد کرے اس کی امداد فرما دوں؟
 کوئی امداد طلب کرنے والا ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کی امداد کروں؟

(مجمع الزوائد)

- کون ہے جو مغفرت مانگے؟ کون ہے جو توبہ کرے؟
 کون ہے جو کچھ مانگے؟ کون ہے جو دعا کرے؟

(مسلم)

- میں ہی بادشاہ ہوں۔ میں بادشاہ ہوں
 کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کروں؟
 ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کروں؟
 ہے کوئی مغفرت مانگنے والا (اپنے گناہوں سے) کہ میں اس کی مغفرت
 کروں؟

(مسلم / ترمذی)

شانِ الوہیت :

○ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ط

کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط

اور کوئی طاقت اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد سے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ جو شخص بھی رُوئے زمین پہ یہ کہے لا الہ الا الخ

تو اس کے سارے گناہ دور ہو جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر

ہوں۔ (جامع ترمذی / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱ ص ۹۱۳)

○ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے جس کو

اللہ کی طرف کوئی سخت حاجت ہو تو وہ پورا وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے۔ پہلی

رکعت میں فاتحہ اور آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں فاتحہ اور امن الرسول آخر

تک۔ پھر تشہد اور سلام کے بعد یہ دعائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

اللَّهُمَّ يَا مُؤَنِّسَ كُلِّ وَجِيدٍ وَيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيدٍ وَيَا

قَرِيبًا غَيْرَ بَعِيدٍ وَيَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ وَيَا غَالِبًا غَيْرَ

مَغْلُوبٍ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ وَأَسْأَلُكَ

بِاسْمِكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ

الَّذِي عَنَتَ لَهُ الْوُجُوهُ وَخَشَعَتَ لَهُ الْأَصْوَاتُ وَ

جَلَّتْ سَنَةُ الْقُلُوبِ أَنْ تُضَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَجْعَلَ

لِي مِنْ أَمْرِي فَرْجًا وَمَخْرَجًا وَتَقْضِيَ حَاجَتِي ○

اے اللہ! اے ہر اکیلے کے مونس اور ہر یگانہ کے یار اور اے
 نزدیک جو دور نہیں اور اے حاضر جو غائب نہیں اور اے غالب جو
 مغلوب نہیں، میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے نام سے اللہ کے نام
 کے ساتھ جو بڑا مہربان ہے مٹنے والا زندہ ہے قائم رکھنے والا جسے نہ
 اونگھ آوے نہ نیند (نیند سے پاک ہے) اور میں تجھ سے مانگتا ہوں
 تیرے نام سے اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان ہے مٹنے والا
 زندہ ہے قائم جس کے آگے منہ جھک گئے اور آوازیں پست ہو
 گئیں اور دل ڈر گئے یہ کہ رحمت بھجے تو محمد (ﷺ) پر اور میرا کام تو
 آسان کر دے اور میری حاجت کو پورا کر دے۔

(غنیۃ الطالبین / کتاب العمل بالسنن ج ۳ ص ۲۳۴-۲۳۵)

○

طریقت الاسلام کی نوبہ نو منازل کی ہزار ہا صفحات پر مشتمل دستاویزات کی
 ایک انتہائی جامع تلخیص :
 سلوک الی اللہ کی منازل کے چار بنیادی اصول اور چار ہی مستقل مقامات ہیں
 جو کبھی نہیں بدلتے :

اصول : ۱- توبۃ النصوح

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۗ
 ”اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو“ (التحریم: ۸)

۲- الاستقامت الاعمال :

فَاسْتَقِمُّوا كَمَا أُمِرْتُمْ (ہود: ۱۱۲)
 ”تو آپ جیسا کہ آپ کو حکم ہوا ہے، مستقیم رہیے!“

۳- ترکِ تام:

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (المزمل: ۱۰)
 ”اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور اچھے انداز میں ان سے الگ
 رہیے۔“

۴- ذکرِ دوام

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (العمران: ۱۹۱)
 ”اور وہ لوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی!“
 وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط (المزمل: ۸)
 ”اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف
 متوجہ رہو!“

مقامات :

۱- مراقبہٴ معیت:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحديد: ۴)
 ”اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو!“

۲- مراقبہ عند الموت:

كُلُّ مَنْ عَلَيهَا فَإِنَّهُ يُبْقِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝
 (الرحمن: ۲۸)

”ہر شے فانی ہے اور آپ کے پروردگار کی عظمت و احسان والی ذات
 باقی رہے گی“

۳- مراقبه توحید فی الافعال:

فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ (البروج: ۱۶)

”وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے!“

۴- مراقبه توحید فی الصفات:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ (النور: ۳۵)

”اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا!“

○

اکرامِ عام

ترکِ تام

ذکرِ دوام

اللہ کو سجدہ

محمد ﷺ کو سلام تادوامِ قیام

بلوغِ الی المرام

اور یہی ہے و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا

کا پیغام ما شاء اللہ!

ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

اوائے سن! یہ ہمہنگی کا مقام ہے شعبدہ بازی کا نہیں اور ہمہنگی ”نفی تام“ اور

”اتباعِ دوام“ کا اصطلاحی نام ہے۔

ہم یہاں سجدہ کرنے آئے ہیں اور بس!

کسی اور کی تو مجھے خبر نہیں، یہ منزل کسی بھی مفاد کی بناء پہ نہیں
صرف اور صرف ادب و محبت ہی پہ مبنی ہے۔

نہ کسی سے کچھ لینے آئے ہیں نہ دینے۔

صرف سجدہ کرنے آئے ہیں بادشاہوں کے بادشاہ کو راضی کرنے آئے ہیں
..... کوئی اور مطلب لے کر نہیں آئے۔

سجدہ میں صرف سجدہ ہوتا ہے

ہستی کی کرامت کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوتا۔

تم کیا کہتے ہو اور کیا چاہتے ہو؟

صرف ایک سجدہ کی تمنا ہے۔

سجدہ پہ سجدہ تو تم روز کیے جاتے ہو! مزید کون سا سجدہ کرنا چاہتے ہو؟

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام یہ سجدے تو میری عادت ہیں میں انہیں عبادت

نہیں سمجھتا کیونکہ یہ مجھے مطمئن نہیں کرتے البتہ جب سر تیری معیت کے حضور سجدہ

ریز ہو، سجدہ ہے ایسا سجدہ جو ماسوا سے کُلیتاً بے نیاز اور دل کو مطمئن و مسرور کر دیتا ہے

اور خودی کی بے خودی کا عارف! ماشاء اللہ۔

عبدیت کے دوہی تو گوہر ہیں :

اللہ رب العالمین کو سجدہ اور

میرے آقا رُوحی فدائے علیہ السلام رحمتہ للعالمین پہ سلام

تو اپنے دل کی دنیا کے دفتر میں صرف دوہی حرف لکھ :

اللہ کو سجدہ اور

محمد ﷺ کو سلام تادوامِ قیام۔

سجدہ میں لین دین کی کتاب نہیں ہوتی
یہ مستثنیٰ عن العبادات و عبارات ہوتا ہے اور اُمی بن کر ہوتا ہے
جو بھی رب کو رب مان کر سجدہ ریز ہو اسجدہ نے اسے قبول کیا۔

○

○ تمہیں یہ علم نہیں کہ مومن کا سجدہ مقام سجدہ کو سات تہوں تک پاک کر دیتا
ہے! (عائشہ / اوسط)

سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے کسی بھی دوسرے کو ہرگز جائز نہیں۔
اگر ہندے کا ہندے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو حسین علیہ السلام، علی المرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ کو اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ضرور سجدہ کرتے۔

شریعت

طریقیت

حقیقت

اور

معرفت کا مفہوم $\text{اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ} \text{لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا} \text{ط}$

○

$\text{اللَّهُ إِلَهُ رَبِّي} \text{لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا} \text{ط}$
کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو کوئی قدرت رکھتا ہو!
مان کر دیکھ وہی اول وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن!

اس نے جو چاہا کیا

بتلانا مطلوب تھا، بتا دیا۔

وَ اِنَّهُ هُوَ اَضْحَكُ وَاَبْكِي ۝ (النجم: ۴۴)

اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے

یہاں کوئی بھی کسی کا کچھ نہیں لگتا آپ ہی آپ ہیں۔

کبھی رلاتے ہیں کبھی ہنساتے۔

نہ کوئی نمرود ہے نہ فرعون۔ اپنی ہی کھیل کے کھلاڑی ہیں۔

بت گر بھی وہ، بت شکن بھی

وہی اول وہی آخر

وہی ظاہر وہی باطن

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

نہ کوئی عدالت ہے نہ وکالت

آپے آپ ہیں۔

آپ کھلاوے آپ پلاوے

آپ سلاوے آپ جگاوے

اپنی حمد آپ سناوے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

اندر باہر

حاضر و ناظر

کرتے کراتے آپ ہیں،

منسوب غیر کی طرف۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وہی اول ہے وہی آخر
وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج وہی ظاہر ہے وہی مخفی

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ (المائدہ: ۳)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ عزوجل
ذوالجلال والا کرام فرماتا ہے جو شخص ایک نیکی کرتا ہے میں اس کو دس نیکیوں کا ثواب
عطا کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور جو شخص ایک برائی کرتا ہے اس کو ایک ہی برائی
کی سزا ملتی ہے یا میں اس کو بھی معاف کر دیتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک باشت
بو دھتا ہے (میری طاعت میں) اس کی طرف میں ایک گز بو دھتا ہوں اس کی جانب
دونوں ہاتھوں کو پھیلانے کے برابر اور جو شخص آتا ہے آہستہ آہستہ چل کر میں آتا
ہوں اس کی طرف دوڑ کر اور جو شخص ملے گا مجھ سے مقدر زمین کے گناہ لے کر اس
طرح کہ میرے ساتھ شریک نہ کرتا ہو کسی کو، میں اس سے ملوں گا اتنی ہی بخشش
لے کر۔ (مسلم)

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا

ان کے لیے امن (اور جمعیتِ خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ (الانعام: ۸۲)

شرک مت کر

کچھ بننے نہ بنے، کچھ ملنے نہ ملے،

اللہ رب العالمین کی ذات و صفات میں کسی کو شریک مت ٹھہرا

اور کسی بھی انداز میں کبھی مت ٹھہرا۔

ہر حال میں اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِہٖ شَيْئًا ط

کے ہار کو زیبِ گلو کیے رکھنا شرک سے اجتناب کی ایک عمدہ ترین سبیل ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ
بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک
ٹھہرا جائے۔

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ج
اور اس کے سوا جتنے دوسرے گناہ ہیں جس کے لیے چاہیں گے بخش دیں گے
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝
اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے یقیناً
وہ بڑے جرم کا مرتکب ہو۔

(النساء: ۴۸)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے
گا میں تجھے بخشوں گا خواہ تو نے کتنا ہی برکام کیا ہو اور مجھے اس کی پرواہ نہیں۔
اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے
معافی مانگے اور بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی۔

اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے
زمین بھری ہوئی ہو اور تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس
زمین بھری ہوئی بخشش لے کر آؤں گا۔ (ترمذی / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۳۹۳، ۳۲۱۳)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ جس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ میں گناہوں سے بخشنے کی پوری قدرت
رکھتا ہوں تو میں اس کو بخش دوں گا جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ
کرے۔ (شرح المستد / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۳۹۳، ۳۲۱۵)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے برابر کسی کو نہ ماننا ہو یعنی شرک نہ کرتا ہو، اگر اس کے اوپر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔

(بہقی / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۳۹۷ شمارہ ۲۲۳۹)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہوں کو عشتا ہے جب تک کہ بندے اور رحمت حق کے درمیان پردہ حائل نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! پردہ کیا ہے؟ فرمایا کہ آدمی شرک کی حالت میں مرے۔

(احمد - بہقی / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۳۹۶ شمارہ ۲۲۳)

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ کو پکارتا رہے گا اور مجھ پر امید رکھے گا اگرچہ تیرے گناہ کیسے ہوں، میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور اگرچہ تو تمام زمین کو گناہوں سے بھر لائے..... میں تجھے زمین بھر کی بخشش عطا فرماؤں گا جب تک تو نے شرک نہ کیا ہو۔ اور اگر تیرے گناہ آسمان کی چھت تک پہنچ جائیں پھر تو نے مجھ سے معافی مانگ لی، میں تجھے معاف کر دوں گا۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد دوم، ص ۲۱۶)

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو؟ اور اگرچہ چوری کی ہو؟ فرمایا: ہاں۔

(ترمذی شریف جلد اول ص ۱۰۳، شمارہ ۵۰۳)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ آیت پڑھی

هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (المائدہ: ۵۶)

ترجمہ: وہی ہے مالکِ تقویٰ کا اور وہی ہے مالکِ بخشش کا

اور پھر فرمایا کہ تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میں اس قابل ہوں کہ لوگ میرے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے بچیں پس جو شخص اس سے چتا ہے میں اس قابل ہوں کہ اس کو بخش دوں۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ، داری، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۳۹۵ شمار ۲۲۷)

وَ إِذَا قَالَ لِقَمْنٍ لِابْنِهِ وَ هُوَ يَعِظُهُ يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ط انَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○

(لقمان: ۱۳)

اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے!

جملہ تعلیمات و تشریحات کا خلاصہ

اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ط
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ط

اللہ کو سجدہ اور

میرے آقا و وحیِ فداہ ﷺ کو سلام

سجدہ میں یا حی یا قیوم

سلام میں سیدنا کریم ﷺ

اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ط

اللہ میرا رب ہے

میرے آقا و وحیِ فداہ ﷺ میرے شاہد ہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دو باتیں اللہ کو بے حد پسند ہیں :

ایک : بندے کا صدقِ دل سے اپنے تئیں عَبْدُ مَدْنِبٍ ذَلِيلٌ کہنا

دوسری : بندے کا یہ کہنا : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ د

ترجمہ : گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں میں کہ

حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

○ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور

اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک

ایسے شخص کو الگ کرے گا جس پر اس کے گناہوں سے بھرے ننانوے دفتر کھول دیے

جائیں گے اور ہر ایک کی لمبائی حد نظر تک ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی کا انکار کرتا ہے اور کیا

میرے مقرر کیے ہوئے گناہوں (یعنی اعمالِ لکھنے والے فرشتوں) نے تجھ پر کوئی ظلم

کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں (انہوں نے وہی لکھا ہے جو میں نے کیا) پھر اللہ تعالیٰ

فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے میرے رب!

تب پروردگارِ عالم فرمائے گا ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی لکھی ہوئی ہے جس کی وجہ

سے آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہ ہو گا اس وقت ایک پرچہ کاغذ نکالا جائے گا جس پر
اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله لکھا ہوگا۔
اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا اپنی میزان کے پاس آکر کھڑا ہو۔ وہ
عرض کرے گا اے پروردگار! ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں جو گناہوں سے پُر ہیں،
اس ایک پرچہ کی کیا حقیقت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے اوپر ظلم نہیں کیا جائے
گا۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد وہ پرچہ میزان کے ایک پلڑے
میں اور دوسرے تمام دفتر دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے تو یہ پرچے والا پلڑا
دفتروں والے پلڑے سے بھاری ہو گا اور وہ سب مل کر بھی اس کے مقابلے میں ہلکے
ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز
گراں نہیں ہو سکتی۔

(جامع ترمذی جلد ۲، ص ۸۸، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶، کتاب العمل بالسنۃ جلد ۱ ص ۹۱۵، ۹۱۶)

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (یس: ۸۲)
جسم الوجود کی ہڈیوں

گوشت اور خون میں پلٹا ہوا امر، امر الہی، امر ربی

امر ربانی، امر سبحانی، امر صدیقی، امر مجدانی

امر احسانی، امر حقانی، امر عظیم، امر کریم

اسی امر سے ہر امر وارد وجود اور یہی ہر امر کی جان۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا اور مہربان ہے،



أَتَمَّامُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ (یس: ۸۲)

ہر کسی کو متارہا اور سنا رہا ہے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(الاحزاب: ۵۶)

بلاتعداد و شمار لکھو کھ بابار بھی کہیں تو حق

تیرے امر ہی نے میرے سوائے ہوئے نخت کو جگایا اور فرمایا قل :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(الاحزاب: ۵۶)

امر جب بڑی، گوشت اور خون میں متحد و متصل و مربوط ہو کر اپنے کرتب کا

مظاہرہ کرنے لگتا ہے ،

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کا مظہر ہوتا ہے۔

روح و نفس جب آپس میں ملاقی ہو کر متحد و مربوط ہوتے ہیں الہی فرمان کی

پذیرائی کا ظہور ہوتا ہے۔

صَلُّوۃٌ تَدُوۡمٌ بِدَوَامِكُمْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

فرمان : ان الله و ملائكتہ يصلون على النبي ط يا ايها الذين امنوا صلوا

(الاحزاب: ۵۶)

عليه وسلموا تسليما ۝

تعمیل : اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ط

ذکر الہی اور صلوة و سلام کی یہ آواز

دم بدم گونج رہی ہے اور دھوم مچا رہی ہے

تو کیوں نہیں سنتا؟

الہی عمل کا نور مخمور و مسرور

الہی عمل کے نور کی برکت سے ہر عمل قائم الدائم

الہی عمل: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(الاحزاب: ۵۶)

شیخ البرکات سات ہیں :

اللَّهُمَّ صَلِّ

وَسَلِّمْ

وَبَارِكْ

عَلَى النَّبِيِّ

الْكَرِيمِ

يَا حَيُّ

يَا قَيُّوْمُ

امید افزا عمل و زاوراہ :

صَلْوَةٌ تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ط

رَإِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط جلال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ جمال

(سورۃ الاحزاب: ۵۶)

جلال و جمال و کمال کا مظہر
 اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ط يَاۤیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
 صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

ام العمل

○

تکتے تکتے تھکتے تھکتے، اوڑک میخانے ہی کا قصد کیا
 بھولا ہوا سبق یاد آیا، اور میخانے ہی کی طرف لوٹا
 اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ط
 يَاۤیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب: ۵۶)

یہ آیہ کریمہ مومن کے ایمان کی جان ہے۔

بارہا لکھ چکے اور لکھتے ہی رہیں گے!

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ط
 يَاۤیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب: ۵۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ط

اللہ میرا واحد ہے

محمد ﷺ میرا شاہد ہے

دعج قبر دے مٹی ہونا

مرنا مینوں یاداے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میرے آقا روحی فدائے خلیفہٴ مسیحؑ کل کائنات کے امام ہیں۔

سیدنا امامؑ

مومن بن بھی صفات سے متصف نہ ہو تو کتنا!

سارا قرآن ایمان ہی کی شان میں اترا۔

بلی بلی بلی

ایمان نے جب بھی پکارا موجود پایا

ایسا ایمان پیدا کر۔

ہر شے کا دار و مدار ایمان پہ منحصر ہوتا ہے جس مرتبے کا ایمان ہوتا ہے اسی

مرتبے کی عنایت۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو اعلیٰ درجے کا ایمان تھا آگ گلزار بن گئی۔

اپنا ایمان پیش کر

تیرے لیے تیرا ہی ایمان نافع ہے اور اللہ ہمدے کے ایمان ہی کے یقین کو

دیکھتا ہے۔

تیرا ایمان ناقص ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کا سا ایمان پیدا کر

آگ گلزار بن جائے۔ جب تک تو ایسا ایمان پیش نہیں کرتا تیری کوئی بھی جد و جہد کیا

رنگ لاسکتی ہے؟ رحمت و برکات کا نزول تیرے ایمان ہی پہ منحصر ہے۔

ایمان امام کام کا منتظر ہے امام ہی نے ایمان کی تصدیق کی جس بھی مقام پہ وارد

ہو احد کر دی۔ خزاں رسیدہ پہ بہار بن کر چھلایا، کلی مسکرائی، غنچے چنگے، پھول کھلے۔

تیرے ایمان کا بوستان سد اہر ابھر رہا ہے کبھی خزاں رسیدہ نہ ہو آمین!

تیرے ایمان کا گلستان خزاں رسیدہ ہو سکتا ہی نہیں بہار پہ بہار میرے ایمان کی وہ دلیل ہے جو کبھی افسردہ نہیں ہوتی۔

جب تک کسی کے ایمان کا امام نہیں ہوتا، تشنہٴ تکمیل۔

میرے آقا روحی فدائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کائنات کے کل مسلمین و مومنین کے ایمان کے امام ہیں۔ سیدنا امام علیؑ

میرے آقا روحی فدائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میرے ایمان کے امام ہیں۔ ان ہی کی اقتداء میں میرا ایمان پایہٴ تکمیل کی منازل طے کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

ماضی میں تو بسھی کچھ تھے ،

حال کا ایمان قبول فرما۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایمان ناقص تھا، درود و سلام کی مداومت سے اکمل بنا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ صَلَوَاتِكَ شَيْءٌ ط
اے اللہ درود بھیج حضرت محمد علیؑ پر یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تیرے درودوں میں سے۔

وَبَارِكْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ ط
اور برکت دے حضرت محمد مصطفیٰؑ کو یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تیری برکتوں میں سے

وَسَلِّمْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ سَلَامِكَ شَيْءٌ ط
اور سلام بھیج حضرت محمد علیؑ پر یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تیرے سلام میں سے۔

حضرت سیدنا الن عمرؓ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ اکرمؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی کو لے کر حاضر ہوئے تو انہوں نے اس آدمی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اونٹنی چوری کی۔ پس اس گواہی کی بنا پر جناب رسول اللہ ﷺ نے (سزا کا) حکم دیا پس وہ آدمی بھاگ نکلا یہ کہتے ہوئے اللھم صل علی محمد الخ پس بھول گیا اونٹ (ان کو) پس (مدعی نے) عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آدمی بری ہوا میری چوری کرنے سے۔ پس فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اس آدمی کو کون میرے پاس لائے گا تو ستر (۷۰) آدمی اہل مسجد میں سے دوڑے پس اس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا پس فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے، اے جوان! تم نے ابھی کیا کہا اس حال میں کہ تو لوٹ کر جا رہا تھا؟ تو اس آدمی نے جو (درود شریف) پڑھا تھا وہ بتایا اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لیے میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مدینہ منورہ کے محلوں میں اس حال میں چلتے تھے کہ محلوں کو بھر دیتے تھے (اتنی کثیر تعداد کے ساتھ) کہ قریب تھا کہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جاتے۔

پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا (اس سے) کہ تو ضرور ضرور پل صراط پر سے گزرے گا اس حال میں کہ تیرا چہرہ زیادہ روشن (یعنی سفید) ہو گا چودھویں رات کے چاند سے۔

ان الله و ملائکته یصلون علی النبی ط یا ایہا الذین امنوا

(الاحزاب: ۵۶)

صلوا علیہ و سلموا تسلیما ۵

ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم (ﷺ) پہ درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پہ درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو!

○ فرمایا جناب رسول اللہ (ﷺ) نے کہ جو شخص اس طرح کہے :

جَزَى اللَّهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ ط

”اللہ جزا دے ہماری طرف سے حضرت محمد (ﷺ) کو جس جزا کے وہ مستحق ہیں“

تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا یعنی وہ ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

(طبرانی فی الکبیر والاصط)

ایک معزز خاتون باقاعدگی سے درود شریف پڑھنے میں مشغول رہتیں۔ ایک روز رکشا پر سوار ہو کر بیٹھنے لگیں تو سامنے فضا میں سے گلاب کے پھول کا ایک غنچہ ان کے دامن میں گر اور آن کی آن میں کھل کر پھول بنا۔ ماشاء اللہ!

کسی بھی شے کی پرداہ مت کر

الَّا ذَكَرُ اللَّهُ وَصَلَوَةٌ تَدْوُمُ بَدْوَامِكُ مَا شَاءَ اللَّهُ!

یہ زندگی اللہ العلی العظیم تبارک و تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس میں خیانت مت کر۔ یہ زندگی اللہ عزوجل ذوالجلال والاکرام کے لیے وقف و مخصوص ہے۔ ماسوا میں مشغول مت ہو۔

اللہ ہی کے ذکر و دوام و

صَلَوَةٌ تَدْوُمُ بَدْوَامِكُ ہی میں منہمک رہ۔

کسی کی کوئی بھی دلیل اس میں کبھی حائل نہ ہو اور کبھی باطل نہ ہو۔

روح و نفس کا باہمی اتحاد و ارتباط و اتصال جذب و سلوک کی ابتدا اور اسی پہ استقامت انتہا ہے۔

جب روح نے اعضا کی طاعت کو تسلیم کر لیا دوری دور ہوئی ماشاء اللہ!

روح کی تصدیق گویا قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کی تصدیق ہے۔

خناس و شیطان تیرے وہ ازلی دشمن ہیں جو کبھی دوست نہیں ہو سکتے

خناس کی اتباع ظلمت

روح کی اتباع نور

ظلمت سے دور ہو اور نور سے معمور

نور کے ورد سے ظلمت کا فور! ماشاء اللہ۔

یہ دنیا ہے یہ دین ہے

ایک کو اپنا

دنیا سے دین کو افضل جان

یہ نفس ہے یہ روح ہے

ایک کی اتباع کر

نفس مذموم، روح مستحسن

یہ رب العالمین کا خیال ہے

ذکر و طاعت میں ہمہ تن و من و محمود منہمک رہ

یہ رحمتہ للعالمین ﷺ کی محبت کا خیال ہے

محبت کے آداب اپنا، کسی اور کو شریک مت بنا۔

مجت مانگ کر گویا ہر شے مانگ لی

باقی سب فانی اور لایعنی و ما علینا الا البلاغ

اقلیم قلبوت فی جسم الوجود

یہ اللہ ہے

یہ رب ہے

یہ یاجی یا قیوم ہے

یہ میرے آقا و وحی فداہ ﷺ کی رحمت ہے

یہ نفس ہے یہ شیطان ہے یہ خناس ہے

نفس و شیطان و خناس تینوں یکجان ہو کر رہتے ہیں

لیکن محکوم بن کر رہتے ہیں اور کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتے۔

نوری ہمزاد ذکرِ الہی اور سنتِ مطہرہ کے معاون

صَلْوَةٌ تَدُوْمُ بِدَاوْمِكَ يَا مُشْكُوْرَ الْعَالَمِيْنَ ۝

ناری ہمزاد اعدائے رب العالمین

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمْزَاتِ الشَّيْطَانِ ۝

وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

یہ سب اعدائے رب العالمین ہیں اور میرے نفس کے مشیر۔

نفس مغلوب، اس کے حمایتی بھی مغلوب، روح کی اتباع پہ مجبور۔

ذکرِ دوام کے نور ہی کی برکت سے نفس ہار کر ہتھیار پھینک دیتا ہے

کسی اور طرح کبھی نہیں واللہ باللہ تالہ ماشاء اللہ!

تجھے مارنا نہیں..... مار سکتا بھی نہیں..... پاک کرنا مقصود ہے۔

نہ تیغ سے نہ تلوار سے

جب بھی عدد کو مارا

ذکر کی جھنکار سے

○

طاہر

طیب

مبارک

جو طاہر ہے، وہی طیب اور وہی مبارک

طاہر

طیب

مبارک

کلمات طیبات کے جوہر کا گوہر قوی العزیز

لا فنا لہ

ابدا ابدا

لا زوال لہ

کوئی کیا جانے کہ

کلمات التامات الطیبات و المبارکات

کے جوہر کا گوہر کیا ہے!

ذات قدس کے جوہر کا گوہر میرے آقا و روحی فداہ علیہ السلام کی سنت مطہرہ کا نور

کلماتِ طیبات کا جوہر نماز
 سدا قائم الدائم فیض بار
 تیری نماز کی ہستی میں مستی طاری رہے
 اور یہ تیری (اصل) نماز ہے۔

ان علیہ السلام کی بولی میں بولنا جو اہرات کو ترازو میں تولنا
 میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام!
 تیری بولی جس بھی زبان میں ہو، یکساں تاثیر رکھتی ہے۔

شان خسروانہ

انداز دلبرانہ

ان کے عمل کی اقتدا کتاب اللہ کی اقتدا
 گوہر درخشاں

جس نے بھی پایا انہی کی بدولت پایا

تیری رحمت کی آغوش میں صحراؤں میں بھٹتے ہوئے

آہوؤں تک نے امان پائی۔

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی سنتِ مطہرہ کے عمل کا جلال ارض و سما پہ

چھلایا ہوتا ہے۔ ہمزات الشیاطین و جنات بے بس و بیکس ہو کر اتباع پہ مجبور ہو کر، دونوں

ہاتھ کھڑے کر کے ”توبہ توبہ“ کرنے لگتے ہیں۔

سنتِ مطرہ کے عمل کا نور

قوی العزیز

قاضی الامور

میسور الامور

شانی الصدور

وساوس محصور

مجاہد کی ہر شے اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے
”اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور

روح و نفس کی جنگ کے قائد

میرے آقا و وحی فداہِ شہادت ﷺ

قائد العرفان ہوتے ہیں۔

روح اللہ کا ذاتی نور امر ربی

اور نفس سے بیزار

جسم الوجود کی ہر شے ہر کسی کی یکساں ہوتی ہے۔

نفس امر عزازیل ہے۔ کسی کا بھی ہو سرکش ہوتا ہے۔

جب کسی وجود میں نحن اقرب جلوہ نمائی فرماتا ہے،

نفس و شیطان و خناس ذلیل ہو کر محکوم ہو کر مجبور ہو کر

اور مطیع ہو کر سرکشی سے باز رہتے ہیں۔

نفس ازل سے سرکش ہے۔

”سرکش کو مطیع کرنا“ میرے اللہ رب العالمین اور
میرے آقا رُوحی فدائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم ہی کی عنایت ہوتی ہے۔
انتہادر جے کی عنایت۔

نَحْنُ أَقْرَبُ

جو تم کہتے ہو، مانتے نہیں۔

قالوا بلیٰ کومان

نحن اقرب کو پہچان

نحن اقرب کا ادب : منہیات سے دور

مامورات سے معمور

جو عام ظاہری باتوں کا پابند نہیں ہو سکتا

باطن کا کیونکر ہو سکتا ہے؟

کون سی ایسی بھلائی ہے جو تم جانتے نہیں؟

کون سی ایسی برائی ہے جو جانتے نہیں؟

بھلائی اور برائی کی ہر شے ہر کسی کو معلوم ہے

کرتے نہیں اور کوئی نہیں کرتا

ہر کسی کو کہتے ہو، خود نہیں کرتے

جو ظاہر کو نہیں سمجھتا، باطن کو کیونکر سمجھ سکتا ہے؟

ظاہر و باطن کا ایک ہی پردہ ہوتا ہے۔

ظاہر، باطن میں اور باطن، ظاہر میں اس طرح پوشیدہ ہے

جیسے گنے میں گڑ یا دودھ میں گھی۔

ظاہر کو پا کر ہی باطن کا عارف بنا

کائنات ظاہر و باطن کی حقیقت کی ترجمان

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا
تَحْتَ الثَّرَىٰ O

(طہ: ۶)

اول، آخر، ظاہر، باطن ایک

کوئی شک نہیں

جو ظاہر ہے وہی باطن۔

ظاہر کو دیکھنا ہی باطن کا قرار۔

وہی اول ہے وہی آخر۔

علم ایک وجود ہے

عمل ایک وجود ہے

جب دونوں وجود باہم متحد و متصل و مربوط ہوئے

معیت کا ظہور و اردو وجود ہوا

معیت تام، معصیت تمام! ماشاء اللہ!

معیت کا نشہ محویت کی اصل ہے۔ ایک بار چڑھ کر کبھی نہیں اترتا

قبر میں بھی نہیں!

ہر وہ قول و فعل جسے کرنے کے بعد تیری روح تجھ کو ملامت کرے،

معصیت ہے۔

”نحن اقرب“ معصیت کے پردوں میں مستور ہے

یہ پردے کون چاک کرے؟ عقل یا شوق؟

عقل تدبیر بنا کر خاموش ہو گئی

جب شوق نے عقل کو عاجز، تدبیر کو ناکام اور حیلہ کو ناتمام ہوتے دیکھا،

نام و نمود کا پیرا ہن چاک کر ڈالا۔

ہر پہچان سے بے پہچان ہو کر ایک انگڑائی لی، جسم کو جھنجھوڑا اسمِ اعظم کا

زرہ بخر پہن کر ہر خوف سے بے خوف اور ہر پرداہ سے لاپرواہ ہو کر، ہست و بود کی ہستی

کو مٹا کر اور ہستی کی جلی ہوئی راکھ کو ہوا میں اڑا کر دیوانہ وار دھن میں اترا۔

کسی محبوب کو شوق ہی مکشوف کر سکتا ہے کوئی دیگر حیلہ نہیں۔

سبحان اللہ! یہ توفیق اللہ نے شوق ہی کو بخشی ہے ماشاء اللہ!

شوق کی پرواز بلند و بالا

عرشِ عظیم شوق کی زد میں ہے

جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا شوق پہنچا جیسے بھی پہنچا، ضرور پہنچا!

جس محبوب کو کوئی مکشوف نہ کر سکا، شوق نے کیا

شوق اسرار اور موزکار ازداں

شوق جنون ہے کسی کے بھی روکے کبھی نہیں رکتا۔ شوق جہاں جانا چاہتا ہے،

جا کر رہتا ہے۔ جسے ملنا چاہتا ہے، مل کر رہتا ہے۔ جو کرنا چاہتا ہے ضرور کرتا ہے، کبھی

باز نہیں رہتا۔ کوئی بھی رکاوٹ شوق کی راہ کو کبھی روک نہ سکی۔ شوق کے حضور میں دیر

کوئی معنی نہیں رکھتی اگرچہ پہلے ہی قدم پہ بال سپید ہوں۔ اور یہ بزمِ کائنات شوق ہی

کے دم سے رواں دواں ہے۔ شوق زندگی کی جان ہے۔

خاک فنا ہے

شوق کو بقا ہے

شوق کے شرارے زیرِ خاک بھی خاک نہیں ہوتے

ہمیشہ انگاروں کی طرح دیکھتے اور عنبر کی طرح مہکتے رہتے ہیں۔

جوں جوں پردے چاک ہوتے جاتے ہیں ”اقربیت“ کا اظہارِ ظہور پذیر

ہونے لگتا ہے۔

فاعلم ثم فاعلم ”نحن اقرب“ کے پردے میں

حضورِ اقدس ﷺ کا نورِ پُر انوارِ مستور ہے

واللہ اعلم بالصواب۔

تیری ہستی کائنات کی ہستی کا وجود

شاہد و مشہود اور

ہستی کی مستی وراء الورا ہر کوئی پا نہیں سکتا۔

جس نے جو بھی دیکھا

تیری ہستی ہی کے ظہور میں دیکھا

نحن اقرب عام ہے۔ ایک قول ہے

نحن اقرب کا ظہور ورنی الورنی۔

یہ کل کائنات کے مالک ہیں اور یہ حبیبِ ﷺ ،

خود ہی فرمائیے مالک و محبوب میں کیا کچھ نہیں ہوتا !

نحن اقرب: قربان جاؤں اس جوان کے جس نے نحن اقرب کے گھنڈ کو اتارا اور اس کے بھی قربان جائیں جس نے کہ ساری عمر اسی جدوجہد میں گزاری۔

کھوج میں دیوانہ جب پالے تو مستانہ
کسی کو آتے ہی دن کسی کو جاتے دن

البتہ جب بھی کسی کو اسے اتارنے کی توفیق ملی، حیات و ممات کی قید و قیود سے بالا ہو کر ملی۔

نحن اقرب کا جو حال سُنّتِ مطرہ پر پورا نہیں اترتا غیر معتبر ہے۔
یہ سب کچھ اللہ ہی کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے ہوتا ہے
جسے دین کی تقویت نہیں پہنچتی اہل فن کے نزدیک عقیم ہے،
سقیم ہے۔

نحن اقرب کے خیال میں ہمہ تن و من کلّیتاً خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا ایک مایہ ناز حال اور سلوک کی تمام منازل اس قول ہی پہ ثابت قدم رہنے کی پابند ہیں۔

سُننِ مطرہ سیرتِ طیبہ کا مرقع
سُننِ مطرہ ہی عِلْمًا نَافِعًا اور عَمَلًا مُتَّقِبَلًا
کون سی وہ حکمت ہے جو قرآنِ حکیم میں نہیں
کون سی وہ نعمت ہے جو سُنّتِ مطرہ کی اتباع میں نہیں اور
کون سا وہ میوہ ہے جو تیرے اس باغ میں نہیں !

بڑے میاں!

کھا کر ہی میوہ کی لذت و قوت محسوس ہو سکتی ہے۔
علم دسترخوان پہ چنے ہوئے کھانے کی مانند ہیں۔
جب تک کھایا نہیں جاتا، کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی!

○

بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اللہ کو بے حد ناپسند ہوتی ہیں اور وہ دنیا جہان کی باتوں کو مات کر دیتی ہیں۔

ایسی قیمتی باتیں قرآن عظیم اور سنت مطہرہ کی ترجمان ہوتی ہیں اور دنیائے دوں کے شاہی خزانے مل کر بھی ان کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔

بہترین بات وہ ہے جو اللہ اور میرے آقا و روحی فداہ ﷺ کو پسند ہے۔
خود پسند وہ ہے جو اپنے سوا کسی اور کو کبھی پسند نہ کرے۔
پسند وہ ہے جو اللہ کو پسند ہو

میرے آقا و روحی فداہ ﷺ کو پسند اور فطرت کو پسند ہو۔

میرے آقا و روحی فداہ ﷺ کی پسند ترین سنت مؤکدہ سادگی

والدین نے اولاد کی زندگی آزمائش میں ڈال دی، جہیز کو ایک طوق بنا کر لڑکے لڑکی کے گلے میں لٹکا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کی عمر کا بہترین حصہ جہیز ہی کی کشمکش میں گزر جاتا ہے۔ بچے شادی کے قابل ہوتے ہیں لیکن والدین اولاد کے احساسات کی پرواہ کرنے کی بجائے رشتے اور جہیز کی نذر کر دیتے ہیں۔

بہترین رشتہ قرابت دار کا رشتہ اور بہترین جہیز میرے آقا و روحی فداہ ﷺ

کی بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز تھا۔

ایک مایہ ناز جہیز ماشاء اللہ!

کسی سے بھی پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تیرا اپنا ضمیر مطمئن تو میرا اللہ مطمئن۔ میرے آقا و وحی فداء علیہ السلام مطمئن اور ہر کوئی مطمئن۔

سُنّتِ مؤکدہ کی خلاف ورزی میں کسی کے بھی حکم کو کبھی نہیں ماننا۔
داڑھی سُنّتِ مؤکدہ ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام جب بیمار ہوئے۔ ڈاچی کا دودھ پینا چھوڑ دیا۔
چوہے ان کی بگڑی ہوئی امت ہے آج بھی اپنے نبی کی اس سنت کی اتباع میں ڈاچی کے
دودھ کے نزدیک تک نہیں پھٹکتے۔ و ما علینا الا البلاغ
میرے آقا و وحی فداء علیہ السلام کی سُنّتِ مطرہ و مؤکدہ تجھے نہ معلوم کیوں پسند
نہیں۔ کبھی منڈوا لیتے ہو کبھی ترشوا، دونوں غلط۔

داڑھی انبیائے کرام علیہم السلام کی سُنّتِ مؤکدہ ہے مت منڈو لیا کرو۔
کبھی منڈوا لیتے ہو کبھی ترشوا، کبھی صفاچٹ۔ یہ خصلت کیسی؟

بھائی اسلامی لباس نہیں، نصاریٰ کا امتیازی نشان ہے۔
داڑھی سُنّتِ مؤکدہ ہے اور مسلمان کی امتیازی شان۔

میرے بیٹوں نے بھی یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ فیشن کسی کا بھی ہے، اپنانا ہے لیکن
سُنّت کی اتباع کبھی نہیں کرنی۔

چوہے ڈاچی کا دودھ نہیں پیتے۔ حضرت یعقوبؑ کسی مرض میں مبتلا ہوئے،
انہوں نے ڈاچی کے دودھ کو اپنے اوپر حرام فرمایا۔ چوہے بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی
امت ہیں اور چوہے ہو کر بھی اپنے نبی کا اتنا احترام کرتے ہیں کہ جو چیز ان کی نبی نے
اپنے اوپر حرام کی تھی اسے کبھی استعمال نہیں کرتے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

مومن کے لیے یہ غیرت کا مقام ہے کہ اپنے نبی کی اتباع میں ایک چوہبازی لے گیا۔
 سنتِ مطہرہ کی اتباع میں کسی کا ہر نظر سے گرنا آدمیت و انسانیت و بشریت کا اعلیٰ ترین مقام ہوتا ہے۔

○

وقت کی نزاکت کو ازبر کر

جو کرنا ہے، ابھی کر

جو بنتا ہے، ابھی بن

ساز تیار ہیں جو جانا ہے، ابھی جا۔

یا رحمۃ للعالمین ﷺ!

رحمت نچھاور فرما!

یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام آمین!

ساز کے بغیر تو نبی کیسے ج سکتا ہے!

ساز تیار ہے، پھر آواز کیوں نہیں آتی؟

تاریں ڈھیلی ہیں کسی ہوئی نہیں۔

ان تاروں کو کون کسے گا؟

ہے کوئی اور جو کس سکتا ہے؟

تیری تاریں ہیں اور تیرے ہی تو بنے

تو ہی ان کو کسے!

جانی ہے تو انہی کی بین جانا

تیرے منہ میں انہی کی بین ہو

ان کی بین کبھی بند نہیں ہوتی

تا حشر جاری رہتی ہے

جس نے بھی اس بین کو جایا

کیسے کیسے راگ اس بین سے نکلے!

یہ راگ بقا کا منظر! بقا جسے بھی نصیب ہوئی، اس راگ ہی کی بدولت ہوئی۔
اس راگ کو جانا ہی تو مقصود تھا! اس راگ کو نہ جانتے کسی کی بھی کوئی زندگی نہ ہوتی نہ
کوئی شے ہوتی نہ شعور۔ نہ مے کے ساتھ رند آتے نہ صبحی کے ساتھ جام۔ علم و
حکمت کی سارنگی میں کیا ساز بجاتے! مردنی چھائی ہوتی۔ اسکی بدولت ہی زندگی کو شعور ملا،
کردش بدلی۔ اٹھ بیٹھی اور نت نئے راگ لاپنے لگی۔

دین کی کتاب لکھنا باقیات الصالحات میں شمار ہوتا ہے۔

کتاب اپنے ہمراہ ایک شخصیت لایا کرتی ہے اور شخصیت ہی کتاب کی امین

ہوتی ہے۔

اپنی قلم سے اپنے دل میں لکھ

میرے آقا و وحی فداہ علیہ السلام کو شاہد بنا کر لکھ اور اللہ رب ذوالجلال والا کرام کو

حاضر و ناظر جان کر لکھ۔ پھر جو کچھ بھی کوئی لکھے لوحِ جبین کی تحریر ہوتی ہے۔

مولانا جامیؒ

حضور اقدس ﷺ کی محبت کے شیدائی تھے۔ جس انداز سے آپ کا نام و کلام

زندہ ہے کسی اور کا نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر جو کلام لکھا جاتا

ہے اثر رکھتا ہے باقی رہتا ہے، مقبول عام ہوتا ہے اور مقبول الاسلام۔ ماشاء اللہ!

اللہ کا نام تو ہے ہی بلند

اللہ کے حبیب ﷺ کے نام کو بلند کر

جس نے بھی اللہ کے حبیب ﷺ کے نام کو بلند کیا، بلند ہوا۔

مصنف چلا جاتا ہے، تصنیف چھوڑ جاتا ہے۔

بہترین تصنیف وہ ہے جو قرآن و سنت کی تائید کرے اور قرآن و سنت اس کی

تصدیق کرے۔ تیرا کوئی کلام اور تیری کوئی تحریر دین کے کسی کلام اور کسی تحریر کے

کبھی خلاف نہ ہو۔ تیرا کلام محبت کا ایک پیغام لائے اور جو دل ایک دوسرے سے متفرق و

بیزار ہو کر منہ موڑ بیٹھے ہیں انہیں پھر سے ملائے۔

دین پہ کتابیں لکھی گئیں، لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جائیں گی لیکن کسی کو بھی

اپنی تالیف پہ عمل کی توفیق نہ ہوئی نہ مؤلف کو نہ کسی اور کو۔

اگر ہم اپنے علم پہ عمل کرتے زیادہ نہ سہی کسی ایک ہی خصلت کو قطعی طور پہ

اپناتے، ہماری حالت بدل جاتی اور ضرور بدل جاتی۔ خصائلِ نبوت اپنے عامل کو عمل

کے نور کی برکت سے منور فرماتے اور ضرور فرماتے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

ہم کسی شخصیت کو نہیں اللہ کے دین اسلام کی ایک جامع و مستند کتاب

”کتاب العمل بالسنۃ“ کو پیش کرتے ہیں اس میں کوئی نقص نہیں، کوئی کمی نہیں اور کسی

کو بھی اختلاف نہیں۔

بار بار لکھنا، لکھتے ہی رہنا اور خوشخط لکھنا بھی ایک امید افزاء عبادت ہے۔

کتاب العمل بالسنۃ کا سرورق خوش نصیب خطاط یادش حذیر رئیس القلم حافظ

محمد یوسف سیدی مرحوم نے تین ماہ میں تیار کیا ہر دیکھنے والا لٹو ہوا۔

یہ کتاب کتاب العمل بالسنتہ المعروف بہ ترتیب شریف حضور
اقدس واکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر رُوحی فدائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی امین ہے۔ اس
کی تالیف میں ایک پوری زندگی شب و روز مصروف عمل رہی۔
جس انداز سے یہ کلام لکھو لیا جا رہا ہے۔

زمان اسے بدل نہ سکے، حوادثِ دہرا سے مٹانہ سکے۔
اس کی کوئی لڑی ٹوٹ نہ سکے اور ہر مضمون کا انوکھا باب بنے!
کتاب لکھنا ایک عمل ہے،

لکھی ہوئی کتاب پر عمل کرنا عزيمة الرشد۔

مؤلف کو اپنی تالیف پہ عمل کرنا ضروری ہوتا ہے یا اللہ اس کتاب کے مؤلف
کو اپنی اس تالیف پہ عمل کی توفیق بخش یا حی یا قیوم! آمین۔ جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے
اس پہ پورے عمل کی توفیق بخش آمین! سو فیصد عمل کی توفیق بخش۔ آمین!

کہنے کے بعد کرنے کا پابند ہو
جو کہو، وہی کرو۔

یہی تیرے علم و عمل کی داستان ہو
شاہد بھی ہو، مشہود بھی۔
جب بھی علم آیا، عمل ساتھ لایا۔
عمل کے بنا علم بچتا نہیں۔

مقبول ترین عمل : کتاب العمل بالسنتہ

مؤلف ایک حسرت لے کر قبر میں داخل ہوا کرتا ہے کہ اس نے اپنی تالیف
پہ عمل کیوں نہ کیا؟ اور یہی حسرت قیامت تک اس کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے۔

یا اللہ! ہم اس حسرت کو مٹا کر تیری دنیا سے رخصت ہوں۔
یہ کتاب دریا نہیں بحر ہے۔ بحر بیکراں اور اسے عبور کرنا انسانی استطاعت سے
بعید ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق و قدرت سے ہی اسے عبور کیا جاسکتا ہے، انسانی
قوت سے نہیں۔

یہ کتاب اپنے اور آپ کے پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہے، بچنے کے لیے نہیں۔
جس کے حضور میں بیٹنا تھا بک چکی۔

یا اللہ یارب ذوالجلال والاکرام! تیرے حبیب اقدس ﷺ کی ”کتاب العمل
بالسنۃ“ ہماری زندگی کا مقبول الاسلام نصاب ہے اس پہ عمل کی توفیق بخش اور فیضیاب
فرما۔ آمین۔

کتاب العمل بالسنۃ کا ہر عمل ایک گوہر ہے۔ ماشاء اللہ!
اس کا عامل کبھی فارغ نہیں ہوتا، ہمہ وقت مصروف۔
کتاب العمل بالسنۃ کے کسی بھی عمل میں رجعت نہیں ہوتی۔
نظام الحیوۃ تیرا دستور العمل
کبھی فارغ نہیں ہوتا۔

کتاب العمل بالسنۃ المعروف ترتیب شریف
مکشوفاتِ منازل احسان اور
مقالاتِ حکمت

ہماری طریقت کا مستند نصاب ہے اس سے باہر
ہم نے کچھ نہیں کرنا
اس پہ اکتفا اور استقامت عین کامیابی ہے۔

اللہ ہی نہیں اللہ کی کل مخلوق میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کے ارشادات سنتی اور اکرام کرتی ہے۔

کتاب العمل بالسنتہ ... عین سنتِ مطہرہ
کتاب العمل بالسنتہ ... رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات کے عمل کا نور۔
کتاب العمل بالسنتہ اسلام کی وہ مایہ ناز کتاب ہے جو ورق و ورقِ احیائے دین کی ترجمان اور تاریخ میں پہلی مرتبہ وجود میں آئی۔
کتاب العمل بالسنتہ نافذ العمل کی افتتاح مبارک ہو۔

تیری توفیق ہی کی بدولت یہ افتتاح ہوئی۔ وما توفیقی الا باللہ۔
میں ان ہاتھوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جن سے یہ کتاب العمل بالسنتہ لکھی گئی۔
کتاب العمل بالسنتہ المعروف بہ ترتیب شریف ہماری زندگی کی جدوجہد نہیں عنایتِ الہیہ ہے۔ ماشاء اللہ!

ہمیں ہمارے اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام ذوالفضل العظیم نے اپنی منزل کے انتخاب کی سعادت بخشی۔

اللہ ہی نے ہمیں اس انتخاب کو کتاب کی صورت میں شائع کرنے کی توفیق عنایت فرمائی اور پھر اللہ ہی نے اپنے خاص لطف و کرم و احسان سے ہم گنہگاروں کو اس منزل پہ گامزن ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔ گویا یہ ساری جدوجہد اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے لیے ہے۔

اللہ کی قسم! اللہ کے سوا کوئی اور غرض و عنایت مطلق نہیں۔

واللہ باللہ تالہ۔ ماشاء اللہ!

کتابِ اطمینان کی راہ ہوتی ہے۔

عملِ اطمینان سکھاتا ہے۔

بیچیدہ مسائل کو حل کرتا ہے۔

سب سے بہتر صبح کسی نے کس عمل سے کی؟

کتابِ العمل بالسنتہ سے۔

ارض و سماء کی ہر شے جو بھی اس میں ہے تیرے امر کی محتاج۔ جب تک کسی

کام کو کرنے کا امر نہیں ملتا، کبھی نہیں ہوتا۔ جب ہوتا ہے دم بھر میں ہو جاتا ہے۔

ہم ایسا کئے سے بھلا کبھی باز آسکتے ہیں؟

تیرے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہلتا نہ ہی کوئی ذرہ ایک جگہ سے اڑ کر کسی

دوسری جگہ جاسکتا ہے۔

میرے آقا و وحیِ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اذن

فرماتے ہیں۔

تیری کار سازی ہی کی بدولت تیرے اذن کی توفیق ملی۔

تیرے اذن کے بغیر پتا تک نہیں مل سکتا، نہ ہی کوئی ذرہ۔

لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

تشخیصِ منزل

منزلِ قائمہ کی اقتداء میں طے ہوتی ہے۔ ماسوا کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیتی

اور میرے آقا و وحیِ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منزل کے قائمہ العرفان ہیں۔ ماشاء اللہ!

جو حکم ملتا ہے، کرتے ہیں نہیں ملتا، نہیں کرتے
اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتے۔

کتاب العمل بالسنتہ کی اتباع

اسی میں جلال ہے، اسی میں جمال

اور کمال کسے کہتے ہیں؟

کتاب العمل بالسنتہ کی اقتدا عین جمال

(یعنی اللہ کی وہ حمد و ثنا جو اللہ کو بے حد پسند ہے)

میرے آقا و وحی فداہ علیہ السلام ہر جمال کے مظہر۔

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں

مومن پڑھ رہے ہیں، اور جمال کسے کہتے ہیں؟

در بغلِ تو نَسَخَةُ مَائَةِ يُحْيِي الْعِظَامَ!

قرآن کریم ہی نسخہٴ حُجّی العظام ہے۔

دین نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔

کتاب العمل بالسنتہ کی اتباع : مایہ نازدین

نَسَخَةُ مَائَةِ يُحْيِي الْعِظَامَ کی تشریح

کسی ایک امر و نہی پہ کاربند رہنا دین کی عزت بھی ہے اور عظمت بھی۔ دین

نے جب بھی کسی کو قبول کیا، برکات عود کر آئیں۔ بوند بوند کر کے یہ کاسہ لبریز ہونے

لگا۔ جام پہ جام بھرنے لگے۔ یہی استقامت کا راز

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ ط

او امر و نواہی دینیات کی ہفت بیگل -

جس نے اس کلام کو زندہ کیا ،

زندہ رہا۔

میرے آثارِ روحی فدائے اللہ ﷺ کی کلام و عمل ہر کسی کے کلام و عمل سے افضل و

اعلیٰ اور مقبول الی اللہ۔ کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔

میرے آثارِ روحی فدائے اللہ ﷺ کی کلام کا ہر لفظ، حرف، نقطہ، زیر، زبر، پیش،

جزم، شد اور مد ہر کلام کی ابتداء۔

صحابِ ستہ عین قرآنِ عظیم کی تشریح،

ہدایت و فضل و رحمت و برکات کی امین۔

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَ أَسْأَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى

الْعَافِيَةِ ط (کتاب العمل بالسننہ جلد ۴، ص ۱۳۹)

فاعلم ثم اعلم

ما یہ نازِ عمل کتاب العمل بالسننہ

مستند عمل چنا ہوا ہوتا ہے۔

ہر عمل پہ چھا جاتا ہے۔

ناقص تعلیم ناقص حال کی حامل ہوتی ہے

یہ تعلیم ان کی ہے ، کامل و اکمل۔

اس میں نقص کا کوئی امکان ہی نہیں۔

اس کا عامل کامل ہے اور یہ شرف کسی اور عمل کے عامل کو ہرگز حاصل

نہیں۔

ایک آدمی ایک کتاب پڑھ کر کسی عمل کے لیے تیار ہوا، ناکام ہوا۔ صرف کتاب پڑھ کر عمل نہیں ہو سکتا۔ ہر عمل کے لیے عامل لازم و ملزوم۔ عامل کا پڑھایا ہوا عمل چالیس روزہ نہیں، لبدی ہوتا ہے۔ اپنے عمل کے مطابق کامل۔ سنتِ مطرہ کا ایک عمل، عمل کے اعتبار سے کامل گردانا جاتا ہے۔ کتاب العمل بالسننہ، سنتِ مطرہ کے اعمال پہ مشتمل مقبول الاسلام مستند عملی نصاب۔

بڑے سے بڑا مجاہدہ کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کی برابری نہیں کر سکتا۔ بڑی سے بڑی قربانی کے رد کا امکان، سنت کی اتباع کا رد غیر امکانی۔ اللہ کے حبیب ﷺ کی سنت اللہ کی قسم اللہ کو بے حد پسند۔ میرے آقا و مولا حضورِ اقدس ﷺ کی اتباع کا عمل اللہ کو اس قدر پسند ہے اور ایسا پسند ہے کہ کبھی رد نہیں فرماتے، من و عن قبول فرما لیتے ہیں اگرچہ ایک اعتبار سے ناقص ہی کیوں نہ ہو۔

کتاب العمل بالسننہ دنیائے اسلام کی مستند قائم الدائم کتاب ہے۔ ہر ملک و ملت کے لیے مقبول العمل۔ ہر فرقے کے لیے یکساں مفید۔ کوئی بھی منکر نہیں۔

کتاب العمل بالسنتہ کا عمل قوی العمل
یہ عمل ”أُحید“ ہے۔

کسی اور عمل کو اپنے عمل میں شریک ہونے نہیں دیتا، نہ ہی کسی اور عمل کی حاجت۔ کتاب العمل بالسنتہ ہضمہ کافی۔

کتاب العمل بالسنتہ ذکر رسول ﷺ کی مستند محفل اور عین ذکر الہی۔
جملہ فیوض و درکات کا منبع ماشاء اللہ!

○

تم میرے آقا و روحی فدائے اللہ ﷺ کو ”روحی فدائے“ کہتے تو ہو، مانتے نہیں۔ اگر
مان لیتے تو طریقت کی تمام ادائیں سمٹ کر تجھ میں سما جاتیں۔

طریقت، طریق نبوت اور طریق نبوت دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔
طریق نبوت کی اتباع ہی سنت کی صحیح اتباع ہے۔
سنت کی اتباع کر۔

تبلیغ سنت مؤکدہ، نبوت کی شاہکار، ملی تعمیر کی معمار، دین کی احیاء، فرض
کفایہ اور امت محمدیہ ﷺ کی امتیازی شان ہے۔
ہندگی کے تین اجزاء ہیں:

۱۔ ذکر الہی

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع

۳۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک۔

ان تینوں اجزاء میں تیسرا جزو اہم ہے کہ اس میں کافی تنگ و دو، محنت اور قربانی
کرنی پڑتی ہے۔ مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ کا کنبہ ہے اور یہ دستور ہے کہ کسی کے کنبے کے

ساتھ احسان و شفقت کا برتاؤ کیا جائے تو صاحبِ کنبہ خوش ہو کر محسن کا ضرور شکریہ ادا کرتا ہے۔ نیز حتی الامکان اسے بہتر صلہ عطا کرتا ہے۔ یہ بات غور کرنے سے عیاں ہے کہ خدمتِ خلق کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ اسے ظلمت سے نکال کر روشنی و ہدایت کی طرف لایا جائے اور اصطلاحِ دین میں اسے تبلیغ کہتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنی زندگی میں تبلیغِ دین کا کام سب سے زیادہ سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے ہر موقع پر نورِ ہدایت کی کرنیں بکھیریں۔ اس وقت کے لوگ اپنی جمالت میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ معاشرہ پورے کا پورا بچو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے نہایت جانفشانی سے تبلیغ کر کے انہیں راہِ راست دکھایا۔ اس مقدس کام میں آپ ﷺ کو مشکلات و مصائب کے پہاڑوں کو کاٹنا پڑا۔ لہولہان ہونا پڑا۔ سنگ باری برداشت کرنا پڑی۔ طعن و تشنیع اور دشنام طرازی کے تیر سہنا پڑے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو قتل تک کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ آپ ﷺ کو ان کو ر باطن انسانوں کے ظلم و ستم کے باعث ہجرت کرنا پڑی یعنی گھر چھوڑا، وطن چھوڑا۔ وطن کے ہر آرام، ہر سہولت کو خیر باد کہا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ تبلیغ کا کام مکمل ہو سکے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا تو صرف اس لیے کہ وہاں بیٹھ کر اس کام کی تکمیل کی جاسکے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مامور کیا تھا کہ دنیا کے گوشے گوشے میں پیغامِ حق پہنچایا جائے۔ راہِ ہدایت سے بھٹی ہوئی انسانیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ متین کے لیے میدانِ تیار کیا جائے کہ یہی دینِ سرمدی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کی مقدس جماعت کی چلائی ہوئی تحریکِ قیامت تک اس پاکیزہ مشن کے لیے ہمیشہ رواں دواں رہے گی اور زوروں سے جاری رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ
ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا مقصد،
سنت مؤکدہ، اور ہماری زندگی کا واحد اور وہ نصب العین ہے جسے کہ ہم نے کسی بھی حال
میں کبھی ترک نہیں کرنا اور نہ ہی کبھی تبدیل کرنا ہے۔

ذکر الہی

اور سنتِ مطہرہ کے عین مطابق عملی نمونے کا اصطلاحی نام اللہ کے
دین اسلام کی دعوت و تبلیغ۔

امت کے ہر فرد پر ہر وقت لاگو۔

آخری امت کے

آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

آخری حج مبارک کے آخری خطبہ مبارک کا

آخری پیغام :

اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ۔

نبوت کا ظاہری کام احکام پہنچانا ہے۔

تبلیغ اللہ کا بدی حکم اور رسول اللہ ﷺ کا الوداعی پیغام ہے۔

کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کا متحمل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس حکم کی تعمیل دنیا و آخرت میں بہترین کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔

حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام سے لے کر آج تک احیائے علوم کا تذکرہ، تبلیغ ہی کا تذکرہ ہے۔

تبلیغ اللہ کا امر کن فیکون ہے۔

کائنات عالم کی ہر شے تبلیغ کی حامی و ناصر۔ اور کوئی بھی شے اس سے منحرف نہیں۔

تبلیغ جب عمد و بیان سے آراستہ ہو کر میدانِ عمل میں آتی ہے، قدسی مخلوق اس کا استقبال کرتی ہے۔

مرحباً مکرماً مشرفاً کے فلکِ شگاف نعروں سے جھوم جھوم جاتی ہے۔ ملائکہ دم بدم کامیابی کی دعائیں کرتے اور ہر قسم کی خدمات کے لیے ہمہ وقت حاضر رہتے۔ ہر معاملہ کو اللہ کا معاملہ سمجھ کر اور اللہ ہی کے حوالے کر کے کسی بھی قسم کا تردد کیے بغیر اللہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتے تو اللہ کی قدرت و حکمت ان سب پہ چھا جاتی۔

زندگی بولی : یہ فنا کا مقام ہے

عزم بولا : تیرا ذکر،

تیرے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ

اور تیری مخلوق عام کی خدمت

میرا لبدی شعار ہے۔ ان تینوں کے سوا، میں نے کوئی بھی شے اس دنیا میں

رہنے نہیں دینی، فنا کر دینی ہے۔ جو بھی شے میری اس راہ میں رکاوٹ بنے، نیست و

ناوود کر دینی ہے۔

یہ امر کُن کی وہ کلام ہے جو کبھی نہیں ملتی، ابدی بقا پاتی ہے۔
 بڑے میاں! کیا کہتے ہو ہم نے کوئی بھی شے چاکر نہیں رکھنی، داؤہی
 پہ لگا دینی ہے یہاں تک کہ جان بھی اور جہان بھی۔
 اللہ کا کوئی منکر نہیں یہاں تک کہ شیطان بھی نہیں،
 ہر منکر اللہ کے دین کا منکر ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا منکر ہے۔
 اللہ ہمیں اپنے دین اسلام اور اپنے حبیب اقدس (ﷺ) حضرت محمد رسول
 اللہ ﷺ کی شان و سیرت کو بلند کرنے کے لیے اپنے ملک میں تبلیغ کی توفیق مرحمت
 فرمائے۔ آمین!

اس فانی، ناپائیدار اور چند روز کی مہمان دنیا کی بہترین تجارت
 دین اسلام کی دعوت و تبلیغ۔
 ہماری تدبیر دین کے فروغ کے لیے ہو
 پھر ہمارا جینا فطرت کے عین مطابق اور مقبول الاسلام۔
 ہمارا طرز حیات میرے آقا و وحی فداہِ صلوات اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے مطابق ہو۔
 یہی راہ شاہراہ اس کے علاوہ ہر راہ کراہ۔
 اے ہم نشیں! کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ نیکی کیا ہے؟
 ہر وہ چیز جو نافع الخلاق ہو اور ضمیر تصدیق کرے، نیکی ہے۔
 بہترین نیکی تیرا اللہ کی راہ میں نکلنا ہے اگرچہ کتنی ہی قلیل مدت کے
 لیے ہو۔

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”کسی بندے کا صبح کو یا شام کو اللہ کی راہ میں جاناد نیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔“

○ نیز فرمایا:

”جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہو جائیں، انہیں دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔“

اللہ کی راہ میں نکلنے سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچانے کا اصطلاحی نام

اللہ کی راہ میں نکلنا ہے۔

میرے آقا روحی فدائے اللہ ﷺ کا الوداعی پیغام بلغوا عنی و لوایة آپ کے ہر امتی پہ لاگو ہے۔ مبلغ جب اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے، فتنات تبلیغ کے جلال کی تاب نہ لاتے ہوئے جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور جمال ہر مخلوق کو، نوری ہو یا ناری خاکی ہو یا آملی، مسخر کر لیتا ہے۔

مبلغ وہ ہے جس کی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں خود سر نہ ہوں، اللہ کے حکم کے تابع ہوں۔ جو اپنی راہ سے کبھی نہ ہٹے، کبھی نہ رکے، کبھی نہ تھکے۔ ہر وقت، ہر حال میں اپنا کام پورے عزم بالجزم سے جاری رکھے۔

حجة الوداع کا الوداعی پیغام بلغوا عنی و لوایة ط

اشاعت بلغوا عنی و لوایة کا مفہوم

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ ہی ہماری تبلیغ ہے۔

مقالاتِ حکمت ہماری طریقت کی روح، نصاب میں شامل اور نافذ العمل ہیں۔ اس سے باہر نہ ہم جانتے ہیں نہ ہی کسی اور کے کہنے پہ کچھ کرتے ہیں البتہ ہر کسی کو مانتے ہیں۔ اگر کسی کے بھی نزدیک کوئی بات غلط ہو، قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کے منافی ہو تو دید فرما کر احسان فرمائیں،

آپ تبلیغ کے لیے آئے ہو،

کتاب العمل بالسنتہ کے مطابق خود عمل کیا کرو اور لوگوں کو تلقین کیا کرو۔

”مکشوفات منازلِ احسان“ کے مطابق پڑھا کرو اور لوگوں کو سنایا کرو۔

”عارفانہ کلام“ سے باز رہا کرو۔ میری یا کسی اور کی بزرگی مت گھوٹا کرو۔

سیدھے سادھے احکام بتایا کرو۔

جس تبلیغ و تلقین پہ ہر کوئی پورا نہیں اتر سکتا، ہوتے ہوتے منٹے منٹے ناکامی

کا موجب بن جاتی ہے۔

تقریر سادہ، عام فہم اور امر و نہی اور یاد ہی پر مشتمل ہو۔

مجمع میں سوچ کر یو لا کرو۔

دین کی تائید میں جو چاہو، کہا کرو، بالخصوص اوامر و نواہی پہ ہی زور دیا کرو۔

دین کا ہو کا دیا کرو۔ مقفیٰ بیان سے اعراض کیا کرو کہ یہ عام فہم سے بالا ہوتا ہے۔

یہ کیا علم اور کیسی عقل ہے جو کسی کو رب سے دور اور عقل سے بیگانہ کر

دے؟

○ ”عوام کو ان کی عقل کے مطابق مسائل بتاؤ۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ

اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی جائے؟“ (علیٰ/حدادی)

○ جب تم لوگوں کے سامنے ایسی گفتگو کرو گے جو ان کی عقل کی رسائی سے باہر

ہو تو وہ کچھ لوگوں کے لیے فتنہ بن جائے گی۔ (ابن مسعود/مسلم)



بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةٌ أَيْ سہل ترین بات تھی،
تاویلات میں الجھا کر ہر مشکل سے مشکل بنا دی۔
آنے والے، آئندہ تبلیغ پر جانے سے باز رہے۔
ایسے خصائل کے وہ متحمل ہی نہیں پھر کیسے جائیں؟
کوئی ایک سادی بات بتا، دوسری کا انتظار کر۔
رفتہ رفتہ بتا، ایک ہی بار نہیں۔ یہ تبلیغ ہے۔
ہر ضروری امر پہ کاربند، غیر ضروری سے پرہیز
وہ خاموش تبلیغ ہے جس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا۔

تبلیغ ... چوں کا مکتب

جو انوں کا کرتب

مردوں کا مقصد اور

رندوں کا مشرب ہے۔

مطمئن رہ اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اللہ کے حبیب

میرے آقا و روحی نذراہ ﷺ کے الوداعی اور قیامت تک قائم و دائم اور زندہ جاوید پیغام کا

اصطلاحی نام ہے،

منکر بے نیل مرام۔

اللہ کا رسول اللہ کی ساری خدائی کو پیغام سنانے آتا ہے، مخصوص بندوں کو

نہیں۔ دین کی دعوت و تبلیغ اللہ کی ساری مخلوق کے لیے ہوتی ہے، کسی خاص گروہ کے

لیے نہیں۔

سب نبی اسلام ہی کی تبلیغ کرتے رہے

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ط كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ط اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط (الشورى: ۱۳، ۱۴)

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا۔ (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ انہیں بہت دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف راستہ دکھا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آپکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں)۔

دین اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اور ساری خدائی کے لیے ایک اور قیامت تک کے لیے ہے اور دین میں کوئی کمی نہیں، ہر لحاظ و اعتبار سے کامل و اکمل ہے، کیا یہ دین کافی نہیں؟

کی کو پورا کرنے کے لیے کامل کی ضرورت ہوتی ہے اور اکمل کسی کامل کی آمد کا محتاج نہیں ہوتا۔

دین ... قرآنِ عظیم اور سنتِ مطہرہ ہے،

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ پہ متحد ہو۔

دلربائے من! قرباتِ شوم! عتد ہمیشہ ناقص چیز میں کی جاتی ہے اور نقص دور کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ ہمارا دین اسلام ہر لحاظ سے کلیتاً کامل و اکمل ہے اور اکمل میں کسی بھی عتد کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، ہو ہی نہیں سکتی۔ دین کا دار و مدار محبت و خیر خواہی پہ موقوف ہوتا ہے اور عتدِ نفاق کی جڑ ہے۔ کر کے دیکھ لو، عتد سے نفاق کے سوا کوئی اور شے کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

جسے تو دینِ متین کہتا ہے اسی میں تجھے بات بات پہ اختلاف ہے اور سب اختلافات ہمارے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں۔

فرقہ، فرق سے ہے اور ہر فرق کے موجد ہم

اگر ہم فرق نہ کرتے، کبھی فرقوں میں نہ بنتے۔

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط تھامے رکھتے اور ہمیشہ دنیا میں کامیاب

ہوتے۔

یہ سب میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

میں ان سے، وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

وہ کریں نہ کریں، میں ضرور کرتا ہوں۔

بہتر (۷۲) فرقوں میں تو پہلے ہی مٹ چکے، اور اضافہ مت کر۔

یہ سادہ مسلمان ہیں، ان بے چاروں کو سادہ ہی رہنے دو۔

بن الاقوامی مبلغ کا بہترین اخلاق :

ہر مسلمان بھائی کو اپنے سے بہتر جانے۔

مذہب سے بالا ہو کر تبلیغ کر۔

مذہب میں اختلاف : دین میں وحدت

اختلاف موجبِ فساد : وحدت میں محبت

اتحاد بینُ اللذہب نہیں ، بینُ المسلمین ہوتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

جب سے تو نے اپنی طرف سے رائے دینا شروع کی ہے، اختلافات شروع ہوئے ورنہ اسلام ایک تھا، ایک ہی رہتا، کبھی فرقوں میں نہ بنتا۔

کیا تیرے لیے تیرے نبی اکرم و اجمل ﷺ کا فرمان کافی نہیں؟

تو نے اتحاد کی بنیادیں ہلا دیں۔ معمولی باتوں کے اختلاف نے ملت کا شیرازہ

بھیر دیا اور مستحکم دین کی بنیادیں ہلا دیں۔

تو حضور اقدس و اکمل جناب رسول اکرم و اجمل و اطیب و اطہر ﷺ کے

مقدس و متبرک کامل و اکمل فرمان ہی پہ اکتفا کر اور اس بات کو دل سے مان کہ تیری

بھلائی، تیری کامیابی اور تیری نجات بس آپ ہی کے فرمان کی اتباع میں ہے، اپنی

طرف سے کچھ مت کہہ۔ جو کچھ کہہ حضور اقدس ﷺ کے فرمان کی تائید میں کہہ۔

جو انہوں نے فرمایا وہی کہہ۔ وہی شاہراہ لور وہی صراطِ مستقیم ہے۔

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو

فرقوں میں مٹو

ایک دوسرے کے معاون ہو

اتحاد کو پارہ پارہ مت کرو

یہ ہے سُبُلِ السَّلام

اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ

مخالفت بے نیلِ مرام۔

تبلیغِ نبوت کا الوداعی پیغام تھا، اگر اس پیغام کو مضبوطی سے پکڑا جاتا، اس پر جُہد کیا جاتا تو مسلمان کو آج یہ دن اور ایسے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

جو اپنے حقیقی دوست کو دوست نہیں رکھتا اسے کوئی دوست نہیں رکھتا۔ جو اس کا وفادار نہیں، اس کا بھی کوئی وفادار نہیں۔

ہر کس و نا کس کو دوستی کا شرف جتنے والے غافل! اس دنیا میں کوئی کسی کا دوست نہیں۔ اسکی تلاش کر جس کی دوستی سچی ہو، سچی ہو اور اُچی ہو اور ایسے دوست کا ملنا آسان نہیں۔

اے مسلمان! اے میری جان!

ایسا دوست اللہ رب العالمین کے حبیب ﷺ کے علاوہ اور کون ہو

سکتا ہے؟

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِيبِكَ ﷺ آمين!

محبت دِلکش الفاظ، خوشنما تراکیب اور حسن بیان کی محتاج نہیں، جذبے کی طلبگار ہے۔ جذبہ صادق ہو تو کلام کی سادگی یا اولیٰ فروگزاشتیں بھی ایک حسن بن جاتی ہیں۔

محبتِ فطرت ہے جو طرزِ اولیٰ اور حسنِ زبان و بیان کی محتاج نہیں۔ محبتِ قلب و نظر کے پیغامات کی امین اور قلبی واردات کی ترجمان ہوتی ہے۔ اس کا اظہار جس بھی

انداز سے ہو، لائقِ التفات ہوتا ہے۔

خدام و متوسلین سے پیار آقا کے جذبہ محبت کو بیدار کرنے کا بہترین وسیلہ

ہے۔

اولاد سے پیار والدین کی محبت کے حصول کا عمدہ اور مؤثر ترین ذریعہ ہے
بعینہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ رب العالمین کی رحمت جوش میں آجائے تو اس کی مخلوق سے
محبت کرو۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ اپنی مخلوق پہ ماں سے بھی سوگنا زیادہ مہربان ہے۔
اور اگر حضور اقدس ﷺ کی محبت کے طلبگار ہو تو آپ ﷺ کی محبوب چیز کو
محبوب رکھو اور آپ ﷺ کی محبوب ترین چیز آپ ﷺ کی امت ہے۔

یہ اندازہ لگانا ذرا بھی مشکل نہیں کہ وہ امت حضور اقدس ﷺ کو کس قدر
محبوب ہوگی جس کی خاطر حضور ﷺ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے، سوتے جاگتے غرض
ہر لمحہ متفکر اور ہر لحظہ بے چین رہتے۔ جس کے لیے راتوں کے طویل قیام اور سجدوں میں
حضور ﷺ کے اشک بہتے رہتے۔ غارِ حرا کا ہر مقدس پتھر، ریگستانِ عرب کا ہر ذرہ
اور معراج کی نورانی شب کا ہر لمحہ امت سے حضور ﷺ کی محبت و الفت کا گواہ ہے اور
پھر وصالِ مبارک کے وقت حضرت اویس قرنیؓ تک امت کی مغفرت کے لیے دعا کی
وصیت اور قیامت کو یَا رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ کی دعا امت سے حضور ﷺ کی محبت
اور شفقت و رحمت کی غماز ہے۔

اس امت کی خیر خواہی، ہمدردی اور اس سے محبت و الفت و شفقت و رحمت کا
سلوک یقیناً حضور ﷺ کی نگاہِ التفات کے حصول کا مؤثر ترین ذریعہ ہے اور اس سے
زیادہ ناگوار اور ناپسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اتحاد و اتفاق کی بجائے امت کو